فاستبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

خالد

خلافت ثانیہ نمبر

دسمبر ۱۹۶۲ء

قیمت فی پرچہ دو روپے — سالانہ ۹ روپے

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

مجلۂ یادگار

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی ہر سال اپنے سالانہ اجتماع کے موقع پر ایک مجلۂ یادگار ('SOUVENIR') بزبان انگریزی شائع کیا کرتی ہے۔ جو تبلیغی نکتۂ نظر سے انتہائی کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ بایں ہمہ ایک موقع پر حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضؓ نے فرمایا تھا کہ۔

"اس سوونیئر کے چار پہلو خاص طور پر قابل قدر دیکھے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں اسلام کی خوبیوں کے متعلق بعض بڑے دلچسپ مضامین ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ جماعت احمدیہ اسلام کی اشاعت کے لئے اکناف عالم میں جو زبردست جد و جہد کر رہی ہے اس کو بڑے دلکش انداز میں پیش کیا جاتا ہے تیسرے ضمناً ان غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا جاتا ہے جو ناواقف یا بے اصول لوگ جماعت احمدیہ کے خلاف پھیلاتے رہتے ہیں اور پھر چوتھے یہ کہ عمدہ عمدہ تصویروں کے ذریعہ اس کی خوبیوں کو چار چاند لگائے جاتے ہیں ان ربع خوبیوں کی وجہ سے کراچی کا سالانہ مرقع غیر معمولی کشش اور جاذبیت اختیار کر لیتا ہے۔"

اسی طرح امسال بھی مجلس نے حسب روایات اپنے نویں سالانہ اجتماع ستمبر ۱۹۶۴ء کے موقع پر سوونیئر مذکور شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جس میں حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کے پچاس سالہ زریں دور خلافت پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مضمون نگار حضرات میں سے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت ہیگ، محترم مولوی نورالدین صاحب منیر نائب وکیل التبشیر، محترم نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ، محترم اختر اور ینوی صاحب کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

رسالہ کی قیمت سوا تین روپے ہے۔ ڈاک خرچ اس کے علاوہ ہوگا۔ احباب مندرجہ ذیل پتہ سے بذریعہ وی پی طلب فرماویں۔

(ملک مبارک احمد)

۸۶ نیو کلاتھ مرچنٹ۔ بندر روڈ کراچی نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

خلافت ثانیہ نمبر

جلد ۱۱ — شمارہ ۳

فتح ۱۳۴۳ ہش — دسمبر ۱۹۶۴ء
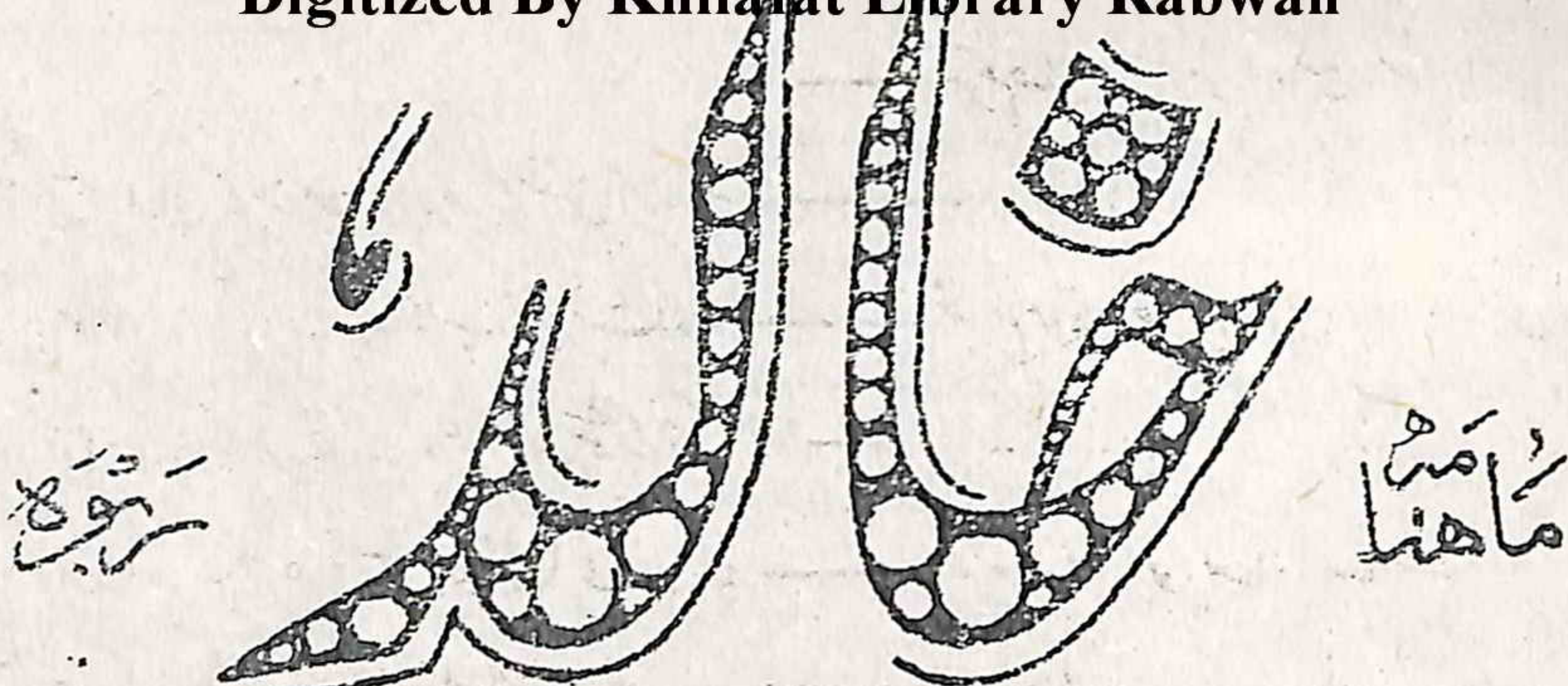
بعہد صدارت
محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب

ادارۂ تحریر

مدیر: رفیق احمد ثاقب

نائب: لطف الرحمن محمود

قیمت سالانہ:- چھ روپے ⁂ قیمت پرچہ ھذا:- دو روپے

(سید عبدالباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد ربوہ سے شائع کیا) رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳۰

فہرست مندرجات

شرکاءِ محفل:-

- حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ
- حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل
- محترم نعمت اللہ خان صاحب گوہر مرحوم
- محترم چوہدری علی محمد صاحب سرور
- محترم آفتاب احمد صاحب بسمل
- محترم میاں غلام محمد صاحب اختر
- محترم میر اللہ بخش صاحب تسنیم
- محترم رشید قیصرانی صاحب
- محترم فیض عالم خان صاحب چنگوی
- محترم محمد شفیع صاحب اسلم
- محترم محمد ابراہیم صاحب شاد
- محترم عبد الحمید خان صاحب شوق
- محترم حکیم محمد صدیق صاحب
- محترم راجہ نذیر احمد صاحب ظفر

خالد

خالد

● اور انکے علاوہ متعدد دیدہ زیب تصاویر، اہم اقتباسات اور بعض کرمفرماؤں کے اشتہارات

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردین بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از یقیں بودے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

اداریہ

عرضِ حال

الٰہی تقدیر کے زبردست تصرف کے ہاتھوں ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء کو ہمارے موجودہ امام جماعت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ سیدنا حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور غلامِ حقیقی حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے جانشین اور خلیفہ بنائے گئے۔ اس عظیم تاریخی واقعہ پر آج پچاس برس بیت چکے۔ عہدِ خلافتِ ثانیہ کے ان ابتدائی پچاس سالوں کو بلاشبہ تاریخِ احمدیت کا ایک روشن باب قرار دیا جاسکتا ہے۔ واقعات شاہد ہیں کہ یہ عہدِ سعادت عہد واقعی جماعت احمدیہ کے لئے بہت ہی برکتوں والا ثابت ہوا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ واقعی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحیح معنوں میں جانشین اور خدائی وعدوں کے مطابق "المصلح الموعود" اور "حسن واحسان میں" "آپ کے" "نظیر" ہیں۔ ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے کہ اس نے ہمیں خلافتِ ثانیہ کا یہ نہایت مبارک اور مقدس زمانہ دیکھنے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کے متبعین میں شامل ہو کر اس مبارک دور کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہونے کی غیر معمولی سعادت سے نوازا ہے۔

آج کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو تختِ خلافت پر متمکن ہوئے نصف صدی سے زیادہ زمانہ گزرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام کا شکر ادا کرنے اور تحدیثِ نعمت کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ "خالد" کا ایک خصوصی شمارہ شائع کیا جائے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بلند مرتبہ وعالی مقام نیز آپ کی دینی خدمات اور کارہائے نمایاں سے متعلق معلومات افزا مضامین پیش کئے جائیں تا ایک طرف ہماری نئی نسل اس زرّیں عہد کی اہمیت اور برکات سے واقف ہو اور دوسری طرف ہمارے غیر از جماعت اور غیر مبائع بھائی بھی اس نعمتِ خداوندی سے اطلاع پائیں جس سے بفضلہ تعالیٰ ہماری جماعت متمتع ہو رہی ہے۔

اس ضخیم شمارہ کی اشاعت کی راہ میں متعدد روکیں حائل تھیں لیکن ایک دفعہ جب اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اس کام کا بیڑہ اٹھا لیا تو یہ سب روکیں ایک ایک کر کے دور ہوتی گئیں۔ صرف مجوزہ پروگرام سے کسی قدر تاخیر ضرور ہو گئی۔ بہر حال ہماری اس محنت و کاوش کا ثمرہ اب قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ اس کے متعلق اپنی آراء سے آپ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیے۔

اس شمارہ کی تیاری میں مجھے صدرِ مجلس محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی شفقت آمیز سرپرستی، محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر مجلس کی مخلصانہ بھری نگرانی اور مکرم عبد الشکور صاحب اسلم مہتمم اشاعت و مکرم لطف الرحمٰن صاحب محمود نائب مدیر خالد کا مخلصانہ تعاون بدستور میسر رہے ہیں۔ متعدد اور اصحاب نے بھی کسی نہ کسی رنگ میں اعانت فرمائی ہے۔ میں ان سب حضرات کا دلی طور پر ممنون ہوں۔ فجزاھم اللہ

[illegible] (مدیر)

خلافتِ ثانیہ نمبر کیلئے

خصوصی پیغامات

---

(۱)

(حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہان پوری مدظلہ العالی)

حضرت حافظ صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قدیم صحابہ کی معدودے چند آخری یادگاروں میں سے ہیں۔ آپ کو وہ زمانہ بھی خوب یاد ہے جب ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ ابھی ہنوز بالکل چھوٹی عمر کے بچے تھے اور کھیل کود کے سوا انہیں کوئی کام نہ تھا۔ گویا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اب تک کی پوری زندگی کے حضرت حافظ صاحب عینی شاہد ہیں۔

آپ سے اصل فرمائش تو مفصل مضمون اور نظم کی تھی کہ نظم و نثر ہر دو کے میدان میں آپ کی شاہسواری کا ایک زمانہ معترف ہے۔ لیکن آپ کی علالتِ طبع کے پیشِ نظر بالآخر یہی طے پایا کہ آپ صرف چند سطور ہی اس "خاص نمبر" کے لئے تبرک کے طور پر رقم فرما دیں۔ سو آپ نے ہماری اس درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے یہ مختصر پیغام تحریر فرما دیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

احباب سے ہماری درخواست ہے کہ وہ حضرت حافظ صاحب کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ دیر تک ہم پر قائم رکھے اور ہمیں آپ کی ذاتِ والا صفات سے زیادہ سے زیادہ فیوض و کمالاتِ رُوحانی و علمی سے متمتع ہونے کا موقعہ عطا فرماتا رہے۔

حضرت حافظ صاحب کا احمدی نوجوانوں کے لئے یہ مختصر پیغام درج ذیل ہے:۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

عزیز جوانو اور نوجوانو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پیرانہ سالی اور امراضِ دیرینہ کے مستقل وغیر مستقل دوہرے ضعف نے میری حالت ایسی بدل دی ہے جس پر دوسروں سے زیادہ مجھے خود حیرانی ہے۔ طبیعت کسی وقت راہ دیدے تو اور بات ہے ورنہ اب مضمون تو کیا وقت پر کسی خط کا مختصر سا جواب لکھوا دینا بھی میرے لئے اختیاری امر نہیں رہا۔ حال تو یہ ہے اور میرے عزیز مکرم قاضی رفیق احمد صاحب ثاقب کا اصرار بلکہ رٹ یہ ہے کہ ہم "خلافت نمبر" کیلئے مضمون تو ضرور ہی لیں گے خواہ وہ کتنا ہی مختصر کیوں نہ ہو۔ "خلافت" ایک ایسا عنوان ہے جس پر منقولی لحاظ سے بھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے اور معقولی لحاظ سے بھی بہت کچھ، لیکن چونکہ مجھے بوجہ معذوری کچھ لکھوانے کا موقع نہیں مل سکا اس لئے عزیزی ومکرمی قاضی صاحب سے تو یہ کہہ کر رخصت ہوتا ہوں ؎

تو اے کبوترِ بامِ حرم چہ می دانی
تپیدنِ دلِ مُرغانِ رشتہ بر پا را

اور عزیزانِ ملّت اور نونہالانِ جماعت سے یہ کہتا ہوں کہ سلسلۂ عالیہ احمدیہ میں قیامِ خلافت آپ کے ہوش سنبھالنے سے مدتوں پہلے کی بات ہے، اس لئے آپ کو اس "خلافت نمبر" کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے تا یہ امر اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے کہ ہر سچا سلسلہ **خلافت** ہی کے ذریعہ قائم رہا ہے۔ بغیر خلافت نہ کوئی سلسلہ قائم رہا نہ رہ سکتا ہے۔ جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی مذہبی جماعت ہے مگر اس سے وہ عظیم الشّان اور محیر العقول کام ظہور میں آئے ہیں کہ سارا عالَم انگشت بدنداں ہے۔ اور دوست تو دوست، دشمنانِ عنید بھی ثناخوان۔ اس کمزور جماعت سے اتنا بڑا کام کہ دنیا کے کناروں تک اسلام کا پرچم لہرا دیا اور چہار دانگ عالم میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مُژدہ پہنچا دیا۔ کیونکر انجام پا سکا، صرف اور صرف اُن برکات کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ساتھ وابستہ فرما دی ہیں۔

خدا کی نعمتوں میں اک عجب نعمت خلافت ہے
زمانے میں اسی کی ابتدا بعدِ نبوّت ہے

خاکسار مختار عفا اللہ عنہ

۲

(محترم جناب چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب جج عالمی عدالت انصاف ہیگ)

از ہیگ
۱۰ ستمبر ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی تجلیات جلالی اور جمالی دونو پہلو رکھتی ہیں۔ کبھی جلالی رنگ غالب ہوتا ہے کبھی جمالی۔ جس رُوحانی تجلّی کا ظہور رسولِ مقبول خاتم النّبیین محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے ذریعے ہوا، وہ اپنے اندر دونو پہلو بدرجۂ اتم رکھتی تھی۔ ہجرت سے قبل جمالی رنگ غالب تھا۔ ہجرت کے بعد جلالی پہلو زیادہ نمایاں نظر آنے لگا۔ فتح مکّہ کے دن ابتداءً جلالی ہوئی انتہاءً جمالی۔ جس رُوحانی تجلّی کے مقاصد میں نئی شریعت کا اجراء بھی شامل ہو اس میں جلالی پہلو زیادہ نمایاں نظر آتا ہے کیونکہ ایسی تجلّی نسبتاً مختصر عرصہ میں کمال کی متقاضی ہوتی ہے۔ اس کے مقابل جمالی تجلیات ارتقائی اور تدریجی کمال کو چاہتی ہیں۔

احمدیت اسلام کی وہ جمالی تجلّی ہے جس کا ظہور اس زمانہ میں عین ضرورت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہوا۔ سُنّت اللہ کے مطابق اس تجلّی کی تکمیل کا سلسلہ بھی تدریجی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے قیام پر ابھی پچیس (۲۵) سال ہی گذرے تھے اور جماعت گویا ابھی ایک شیر خوار بچّے کی حالت میں تھی کہ اس کی حفاظت، تربیت، نشوونما اور اس کی بُنیادوں کے استحکام کی ذمہ داری مشیتِ الٰہی کے ماتحت ایک پچیس (۲۵) سالہ نوجوان کے نازک کندھوں پر ڈال دی گئی۔

باقی دُنیا تو جماعت احمدیہ کو ابھی شمار اور خاطر ہی میں نہیں لاتی تھی، لیکن خود جماعت کے اندر ایک ایسا عنصر پیدا ہو گیا تھا جس نے اس قدرت ثانی کو حقارت اور استہزاء کی نظر سے دیکھا اور کہہ دیا کہ جماعت کی قیادت ایک بچّہ کے سپرد کر دی گئی ہے جو ہنوز طفلِ مکتب ہے اور لاف زنی کی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ جماعت منتشر ہو جائے گی۔

اس واقعہ پر نصف صدی گذر چکی ہے۔ اس دَوران میں نہ صرف جماعت نے بلکہ استہزاء کرنے والوں نے اور انھوں نے بھی جو مخالف تھے یا جماعت کے نام سے بھی ناآشنا تھے روزانہ بڑھتی ہوئی حیرت کے ساتھ دیکھا کہ باوجود مشکلات کے لمبے سلسلہ اور مخالفوں کے لگاتار منصوبوں اور حیلوں کے اس اولوالعزم نوجوان کی دانشمندانہ، مخلصانہ اور صالحانہ قیادت جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے ہر روز بیش از بیش ترقیات کا مورد بناتی چلی جا رہی ہے۔ بہتوں نے

کہا "ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد" - بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
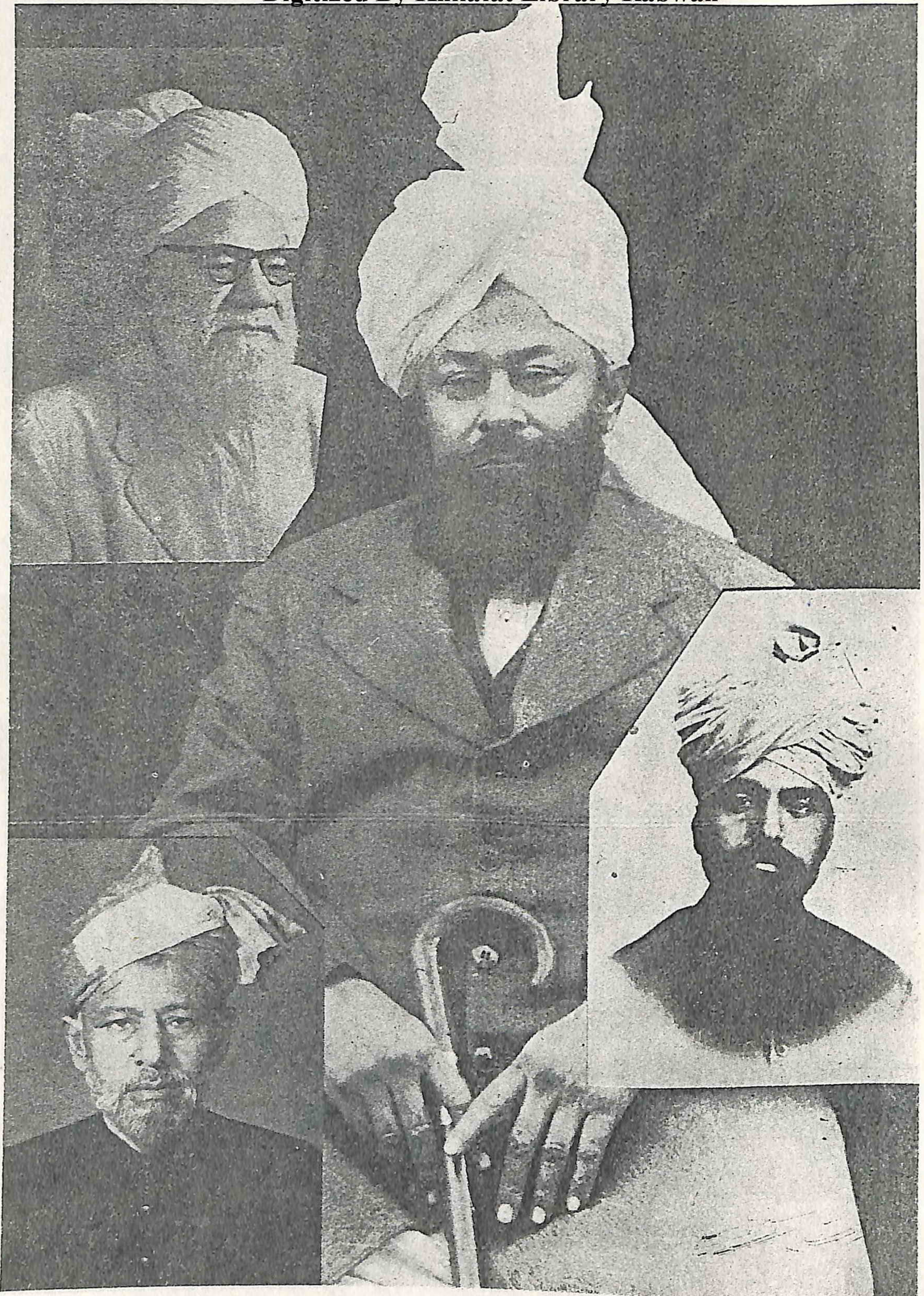
وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا

جو ابتدائے خلافتِ ثانیہ میں مخالف یا غافل تھے یا ابھی بلوغ کو نہ پہنچے بلکہ ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے اس عرصے میں اپنے تئیں سلسلہ حقہ کی سلک میں منسلک کر لیا۔ اور اپنے اخلاص اور قربانیوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے رستے میں اپنی جانوں اور مالوں کیساتھ جہاد کرنیوالوں میں شمار ہوئے۔

یہ نصف صدی چشمِ بینا کے لئے سینکڑوں روشن نشانوں کو ظاہر کرنے والی ہوئی ہے۔ وہ جو "بچہ" شمار کیا گیا تھا لیکن تھا اللہ تعالیٰ کا موعود مصلح جلد جلد بڑھتا گیا۔ وہ نور جو اس کے آنے کے ساتھ آیا روز بروز اندھیروں پر غالب آتا گیا اور دنیا نے اس بشارت کو کمال صفائی کے ساتھ پورا ہوتے دیکھ لیا۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا دی اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

وہ جسے طفلِ مکتب کہا گیا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعجازی طور پر علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر کیا گیا۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی روحانی تجلیات کا مژدہ دنیا کے کناروں تک پہنچا۔ اور بہتوں کی ہدایت اور زندگی کا موجب ہوا اور ہوتا چلا جا رہا ہے وہ جنہوں نے ہنسی کی تھی کہ یہ جماعت اس "بچے" کی قیادت میں جلد منتشر ہو جائیگی اُن کا گروہ خود جلد ٹوٹ گیا اور منتشر ہو گیا اور جو بکھرے ہوئے افراد باقی ہیں اُن کی حالت اس نشان کی شاہد ہے۔ غرض یہ نورانی وجود الٰہی بشارت کے مطابق مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ثابت ہوا۔ فالحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز و متعنا اللہ بطول حیاتہ کی بیماری کا عرصہ بھی کئی نشان اپنے ساتھ لئے ہوئے ہے جو سب اپنے اپنے وقت پر زیادہ صفائی سے روشن اور نمایاں ہو کر مخلصین کے ازدیادِ ایمان اور غافلوں کی ہدایت کا موجب ہوں گے۔ یہاں ایک اَور اہم پہلو کیطرف توجہ دلانا قرینِ مصلحت ہوگا۔ یاد رہے کہ جماعت کی عمر بھی اب پچھتر سال سے تجاوز کر چکی ہے اور جماعت کی حالت اب بفضل اللہ شیر خوارگی کی نہیں رہی۔ اس حُسنِ تربیت کی کماحقہٗ قدر کرتے ہوئے جس سے وہ ابتک مستفید ہو رہی ہے چاہیئے کہ جماعت اور خصوصاً نوجوان طبقہ جماعت کی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کا جائزہ لیتا رہے اور اپنی کوششوں، منصوبوں، قربانیوں اور سرگرمیوں کی سطح کو متواتر بلند کرتا جائے تاکہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ کے معیار پر پورے اُترتے ہوئے ان انعاموں کا وارث قرار پاتا رہے جن کا اس الٰہی قانون میں وعدہ ہے اور لگاتار عاجزانہ اور والہانہ طور پر آستانۂ الٰہی پر گرے ہوئے فریادی رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال فضل و رحم سے ہمارے محبوب آقا اور امام کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور لمبی فعال زندگی سے نوازے تاکہ ہم تمام ان انعامات اور برکتوں سے بوافر طور پر متمتع ہوتے چلے جائیں جو حضور کی مبارک ذات کے ساتھ وابستہ ہیں اور اپنی خاص تجلی سے قدرتِ ثانیہ کے ہر پہلو کا کامل ظہور فرمائے جس کے ذریعے چار دانگِ عالم میں کلمۃ اللہ کی بلندی اور غلبہ ظاہر ہو۔ اسلام کا بول بالا ہو اور افضل الرسل خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض بدرجۂ غایت پوری ہوتی جائے۔ آمین یا رب العالمین۔ ھو المستعان وھو علیٰ کل شیٔ قدیر۔

والسلام

خاکسار
ظفر اللہ خاں

خلافتِ حقّہ

از قلم محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دُوسری قدرت کا مظہر ہوں گے" (الوصیۃ)

الٰہی جلال سے پُر اور خدا تعالیٰ کی مالکانہ شان کے مظہر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ پُرشوکت الفاظ جہاں خلافت کی حقیقت، اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالتے ہیں وہاں اپنے اندر ایک عظیم الشان پیشگوئی بھی رکھتے ہیں۔ کہ خدا کا وہ نُور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دُنیا میں ظاہر ہوا مٹنے نہیں دیا جائے گا۔ اور خدا کا وہ چہرہ جو دُنیا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دیکھا، وہ رُوپوش نہیں ہوگا بلکہ آپ کے بعد اللہ تعالیٰ بعض اور وجود پیدا کریگا جو ردائے خلافتِ الٰہی اوڑھ کر دُنیا کو اس نُور سے منور کرتے رہیں گے اور آسمانی رُوح اپنے اندر رکھنے کی وجہ سے خدا نما بن کر خدا کی بھولی بھٹکی مخلوق کو اس کے آستانہ تک پہنچاتے رہیں گے اور پیاسی رُوحوں کو دیدارِ الٰہی کے شربت سے سیراب کرتے رہیں گے۔

خلافتِ حقّہ کا یہ سلسلہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کا نام دیا ہے دائمی ہے جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:-

"اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجدے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت

نہیں بلکہ تمہاری نسبت ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں، قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پُوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی"

(الوصیت)

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت دو قسم کی ہے۔ ایک **خلافت نبوت** اور ایک **خلافت علیٰ منہاج نبوت**۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفتِ کاملہ حاصل کر کے اس حقیقی معبود اور ازلی محبوب کے ساتھ ایک پختہ تعلق محبت اور اخلاص کا قائم کرے اور اس کی صفاتِ حسنہ کا **عکس** اپنے دل میں پیدا کر کے اس کا عبد بن جائے اور اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اس حسنِ ازل کا چہرہ دیکھ لے اور دوسروں کو دکھا دے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ **سُنّت** ہے ایسی سُنّت جس میں تبدیلی نہیں کہ جب بھی انسان ہدایت سے دُور ہو کر گمراہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے اور اپنی پیدائش کے مقصد کو فراموش کر کے جہالت اور تاریکی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کے لئے اور اُسے یہ مقصد یاد دلانے کے لئے اپنے خاص بندوں میں سے کسی کو **نبوت** اور **ماموریت** کی خلعت سے سرفراز فرما کر بطور اپنے **خلیفہ** کے دُنیا میں بھیجتا ہے تا وہ دُنیا میں آ کر پھر سے **توحید** کو قائم کرے اور نوعِ انسان کو نئے سرے سے سچی عبودیت کا سبق سکھا کر آستانۂ الوہیت تک پہنچا دے اور تا پھر نئے سرے سے **رُوحانیت** اور **راستی** اور **نیکی** اور **صلاحیت** کی تخم ریزی ہو۔ یہ خلافت **خلافتِ نبوت و ماموریت** کہلاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ شخصِ منتخب کے انتخاب کو کلیتہً اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور کسی بندے کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے بندوں میں سے کسی کامل انسان کو چُن کر اس میں آسمانی رُوح پھُونک دیتا ہے اور اپنے حُکم سے اسے اصلاحِ خلق کے لئے مبعوث فرماتا ہے لیکن چونکہ کسی انسان کے لئے بقاء نہیں اور ہر انسان کے لئے خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔ دائمی طور پر اس دُنیا میں رہنا مقدر نہیں اس لئے ہمارے رحیم و رحمٰن خدا نے جو نہیں چاہتا کہ نبیوں کا لگایا ہوا پودا حوادث کے طوفانوں کی نذر ہو جائے اور نہیں پسند کرتا کہ اس کے نیک بندوں کی محنت ضائع جائے اور ان کا مقصد ناتمام رہے۔ اور جس کا رحم تقاضا کرتا ہے کہ اپنے نبیوں کی لائی ہوئی برکت کو اپنے بندوں پر وسیع کرے ایک اور قسم کی **خلافت** کا **نظام** جاری فرماتا ہے جسے **خلافت علیٰ منہاجِ نبوت** کہتے ہیں یعنی ایسی خلافت جو نبوت کا **تتمہ** اور نبی کی لائی ہوئی برکات کو جاری رکھنے کا موجب ہوتی ہے۔ یہ خلافت بھی اللہ تعالیٰ ہی قائم فرماتا ہے اور خلیفہ بھی خدا ہی بناتا ہے لیکن اس دوسری قسم کی خلافت اور پہلی خلافت میں فرق یہ ہوتا ہے کہ پہلی قسم کی خلافت میں اللہ تعالیٰ کا انتخاب **بلا واسطہ** ہوتا ہے اور اس دُوسری

قسم کی خلافت میں جماعتِ مومنین کے واسطہ سے

اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب **شہادۃ القرآن** میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے حضور فرماتے ہیں۔

"خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف اور اولیٰ ہوتے ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ کہ "خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے" صاف طور پر بتاتے ہیں کہ خلافت کو ایک انتظامی عہدہ سمجھنا جیسا کہ بعض لوگ غلطی سے سمجھتے ہیں صحیح نہیں۔ بلکہ خلافت ایک روحانی نظام اور روحانی منصب اور مقام ہے جس پر فائز ہونے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں حقیقت اسلام کامل طور پر پائی جائے اور ایسا شخص اس رسول کا جس کا وہ جانشین ہے کامل متبع ہو اور اس کے انوار و کمالات اور اس کے روحانی مراتب اور اس کی اخلاقی بلندی اور اس کے فیوضِ روحانی کا وارث ہو۔ اس عالی مرتبہ کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی شخص چنا جاتا ہے جو صدق و صفا اور وفا اور محبت و عشقِ الٰہی اور فنافی مرضات اللہ میں تمام مومنین میں سے اعلیٰ پایہ کا ہوتا ہے۔ اس کے دل میں خدا کی محبت اس حد تک ہوتی ہے کہ وہ غیر اللہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور اس کی محبت اور قرب کے حصول کی خاطر ہر قسم کے جانکاہ زخم برداشت کرنے اور ہر مصیبت کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ ایک حد درجہ بہادر دل رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے اور کلمۂ اسلام کی مضبوطی کے لئے اس کے سینہ میں جوش ہوتا ہے کہ اس راہ میں وہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے ہر دم بجوشی تیار رہتا ہے بلکہ درحقیقت اپنا سب کچھ اس راہ میں قربان کر دیتا ہے خدا تعالیٰ کے سامنے وہ کسی اور کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا اور اس کی مرضی کے مقابل پر کسی دوسرے کی رضا کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتا۔ غرض وہ حد درجہ منشرح الصدر، صاف دل اور پاکباز انسان ہوتا ہے اور شرک اور ظلم اور بدعات سے وہ بہت دور ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی عظمت کا پیار اور اس کی رضاجوئی کی پیاس اسے گناہوں سے بچاتی ہے اور وہ نبی متبوع کی اتباع میں ایک نہایت ہی گرم جوش دل رکھتا ہے اور سنتِ رسول کا احیاء ہر دم اس کے سامنے رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہو جاتا ہے اور خدا کی تائید اور نصرت اس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سنتا ہے اور اس کے کاموں میں برکت ڈالتا ہے اور ہر قدم پر اس کا ناصر اور معین ہوتا ہے۔ پھر مخلوقِ خدا کی ہمدردی بھی اس کے سینہ میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے اور نوعِ انسان کی بھلائی کے لئے وہ ہر قسم کی تکلیف سہنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ وہ ان سب کے لئے جن کے لئے وہ امام مقرر کیا جاتا ہے ایک مضبوط قلعہ اور ایک مضبوط ڈھال کی طرح ہوتا ہے کہ ہر خطرہ کے وقت وہ سب سے آگے ہوتا ہے اور ہر تیر کو وہ اپنے سینہ پر لیتا ہے تاکہ وہ لوگ جنہوں نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے ہر تیر سے محفوظ رہیں۔ وما علینا الا البلاغ

انسان کے لئے خصوصاً اُن کے لئے جو اس کی اتباع کو اختیار کرتے ہیں ایک باپ کی طرح شفیق اور ایک ماں کی طرح مہربان ہوتا ہے۔ غرض وہ ہر لحاظ سے نبی متبوع کا ظلّ ہوتا ہے اور صفائی قلب اور پاکباطنی اور خدا کی رضاء کی راہوں میں فنا کو قبول کرنا اور ہر حال میں خدا کی رضاء پر راضی ہونا اور ہر وقت اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْن کا نعرہ لگانا جو انبیاء کی صفت ہے اور وہ برکات و انوار اور آثار صدق اور قبولیت کے نشانات جو نبیوں کے وجود میں پائے جاتے ہیں ظلّی طور پر یہ تمام اوصاف اُن کے خلفاء کو بھی ودیعت کئے جاتے ہیں جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اس مرتبۂ عالی کے محض قائدانہ صلاحیتوں اور انتظامی قابلیتوں کا پایا جانا کافی نہیں بلکہ سب سے اوّل شرط برکات و انوارِ نبوّت کا وارث ہونا اور قلب سلیم کا حصول ہے چنانچہ قرآن کریم میں جہاں سب سے پہلے خلیفہ کا ذکر کیا گیا ہے اور ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو اُسکے منصب خلافت کے مستحق ہونے کے خلاف کئے گئے تھے وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا یعنی یہ کہ آدم اس لئے خلافت کا مستحق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حد درجہ منشرح الصدر اور صاف دل پایا تب اسے اپنے کنارِ عاطفت میں لے کر اللہ تعالیٰ نے اسے تعلیم دی اور شئوُن صفاتِ الٰہیہ کا وہ علم دیا جو دوسروں کو حاصل نہیں تھا اور وہ معرفت عطا فرمائی جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا کامل خوف اور کامل محبت پیدا ہوتی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ کامل تقویٰ اور کامل محبت جو گناہوں سے بچنے اور پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کامل علم اور کامل معرفت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آدم کو اس نے سب اسمائِ حُسنیٰ اور صفاتِ الٰہیہ کا علم دیا تو اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ وہ اس وقت کے تمام انسانوں میں سے سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھنے والا اور سب سے بڑھ کر اس کی عظمت اور جلال سے ڈرنے والا اور سب سے بڑھ کر اس کی رضاجوئی کی پیاس رکھنے والا اور سب سے بڑھ کر عاشق لوجہ اللہ تھا۔ غرض عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا کے الفاظ صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ خلافت ایک روحانی نظام ہے اور اس کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے جو خدا کی راہوں میں سب سے بڑھ کر جوانمرد ہوتا ہے اور توحیدِ حقیقی کا سبق علمی اور عملی دونوں طور پر خدا سے حاصل کرتا ہے اور صفاتِ الٰہیہ اس کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیّتِ کاملہ، اس کا فیضانِ رحمت اور اس کی مالکانہ شان کا ظہور ہوتا ہے اور پھر ان الفاظ سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلیمیافتہ ہونے کی وجہ سے اُسے تمام معاملات میں ایک گہری نظر دی جاتی ہے اور وہ اُس طبیب کامل کی طرح ماہر ہوتا ہے جو ہر ایک مرض کی حقیقت اور اس کے علاج کو خوب اچھی طرح سے سمجھتا ہے اور ہر ایک مریض کی نبض دیکھ کر اس کے لئے اس کی طبیعت اور حالات کے موافق نسخہ تجویز کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ یہاں پر "اہلِ پیغام" کے لئے بھی غور کا مقام ہے جو انجمن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین قرار دیتے ہیں۔ کوئی انجمن یا جمہوری نظام مُصلح مِن اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی انجمن کے سب ممبروں کے لئے ممکن ہے کہ اُن پر صفاتِ الٰہیہ کا کامل ظہور ہو اور شانِ احدیّت پورے زور کے ساتھ اُن پر جلوہ گر ہو اور نہ ہی کوئی انجمن ایک طبیب کامل کی طرح مختلف طبائع کا خیال رکھتے ہوئے ہر انسان کے

لئے اس کے مناسب حال ایسا نسخہ تجویز کر سکتی ہے جو کہ اس کی رُوحانی اور اخلاقی بیماریوں کے لئے تیر بہدف ہو۔ اور جس کے نتیجہ میں اُن کے اندر ایک پاک تبدیلی اور ایک پاک انقلاب پیدا ہو جائے اور وہ سلوک کے مراتب اور مدارج کو طے کر کے وہ نئی زندگی حاصل کر سکیں جس کے بغیر انسان شیطان کے پنجہ سے چھوٹ نہیں سکتا اور جس کے بغیر کوئی انسان مقبولِ بارگاہِ احدیت نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کسی انجمن کو یا اس کے ممبروں کو وہ وسیع اور گہری نظر مل سکتی ہے جو ایک رسُول کے جانشین کے لئے ضروری بلکہ لازمی ہے۔ اگر وہ اس مقصد میں کامیاب ہونا چاہتا ہے جس کے لئے اس رسُول کو مبعوث کیا جاتا ہے۔

غرض اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافت ایک رُوحانی نظام ہے جس میں ایک شخص جو جماعتِ مومنین میں سے سب سے اتقیٰ اور ایمان اور اخلاص اور یقین اور عملِ صالح کے لحاظ سے سب سے ارفع ہوتا ہے اس منصب کے لئے چُنا جاتا ہے اور وہ نبی کا ظِلّ ہونے کی وجہ سے اور اس کے کمالات کا وارث ہونے کی وجہ سے مطاعِ کُل ہوتا ہے اور باقی مومنین اس کے ہاتھ میں اس طرح سے بِک جاتے ہیں کہ اس کے ارادہ کے مقابل پر اپنے ارادوں کو ترک کر دیتے ہیں اور اس کی آواز کے مقابل پر اپنی آواز بلند نہیں کرتے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کی صورت میں بھی خلیفہ خدا ہی بناتا ہے اگرچہ اس کا انتخاب بظاہر مومنین کے واسطہ سے ہوتا ہے لیکن درحقیقت پسِ پردہ خدا کا ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے۔

اس طرح سے نظامِ خلافت میں جہاں رُوحانی نظام کی ساری خوبیاں جمع ہو جاتی ہیں وہاں پر ظاہری نظاموں میں سے جمہوریت اور شخصی حکومت دونوں نظاموں کی اچھائیاں بھی اس میں آجاتی ہیں اور ان نظاموں کی خرابیوں اور نقائص سے یہ آسمانی نظام محفوظ رہتا ہے۔ خلافت کا ظہور جمہوریت کے اصُول پر انتخاب کے ذریعہ وجود میں آتا ہے لیکن چونکہ خلیفہ خدا تعالیٰ کا جو زمین و آسمان کا مالک اور بادشاہ ہے مقرر کردہ ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اُسے اپنی ملوکیت کے اقتدارِ اعلیٰ سے حصہ دیتا ہے اور اپنی بادشاہت کی چادر اس پر ڈالتا ہے اور وہ ہر حال میں ایک شخصی آمر کی طرح واجب الاطاعت ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کیونکہ آمریت میں صرف اطاعت کا مطالبہ ہوتا ہے لیکن خلیفہ کی نہ صرف اطاعت فرض ہوتی ہے بلکہ وہ مومنین کی محبت و عقیدت کا بھی مرکز ہوتا ہے اور اس کی اطاعت چونکہ وہ خدا اور اس کے رسُول کی خاطر ہوتی ہے خدا کی محبت اور عنایت اور فضل کو جذب کرنے میں ویسی ہی مُمد ہوتی ہے جس طرح رسُول کی اطاعت کیونکہ اس کی اپنی مرضی کوئی نہیں ہوتی بلکہ وہ فنا فی الرسول کے مقام پر ہوتا ہے۔ اس لئے من أطاع أميري فقد أطاعني کے مطابق مومنین اس کی اطاعت سے رسُول کی اطاعت کا ثواب حاصل کر لیتے ہیں اور اس طرح سے ایک واجب الاطاعت خلیفہ کی بیعت کی وجہ سے اور اسے اپنی محبت اور عقیدت کا مرکز بنانے کی وجہ سے جماعتِ مومنین بُنیانٌ مرصوص کی طرح ہو جاتی ہے اور ان میں وہ محیّر العقول اور ڈائنمک (DYNAMIC) قوت پیدا ہو جاتی ہے جس کے بغیر کوئی رُوحانی انقلاب ممکن نہیں اور یہی ایک ایسا نظام ہے جس

کے ذریعہ دنیا میں سچی توحید اور خدا کی بادشاہت قائم ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف یہ نظام جمہوریت کے سبب سے بڑے نقص یعنی پارٹی بازی اور عنبہ داری سے بھی پاک ہوتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں حصولِ اقتدار کی رسّہ کشی شروع ہو جاتی ہے۔

اس قدر بیان کرنے کے بعد میں اب سُورۃ نُور کی اس آیت کو لیتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خلافتِ حقہ کا وعدہ کیا ہے۔ یہ آیت ایک ایسی پُرنُور آیت ہے جو ساری تاریکیوں اور خلافت کے مسئلہ میں پیش آنے والے سارے شکوک وشبہات کو کامل طور پر دُور کر دیتی ہے اور خلافت کی حقیقت، ماہیت، اس کی ضرورت برکات پر ایسی شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالتی ہے کہ اگر ہم اس کے مضمون پر اخلاص کے ساتھ غور کریں اور اس آیت کو ہمیشہ اپنے مدِّ نظر رکھیں تو ٹھوکروں سے بچ سکتے ہیں اور وہ پاک نظام قائم کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں جو قیامت تک ہمارے اور ہماری نسلوں کے لئے بفضل اللہ شیطانی حملوں سے محفوظ رہنے اور دین کے جھنڈے کو بلند رکھنے اور رُوحانی اور اخلاقی اقدار کو قائم کرنے کا ذریعہ ہو سکتا ہے اور جس کے ذریعہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان قائم کیا جا سکتا ہے جس میں صرف خدا کی حکومت ہوتی ہے اور جہاں عزت ومکرمت کی بنیاد صرف اور صرف تقویٰ پر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنی طاقتوں کو محض للہ طاعات میں صرف کرتے اور عمل صالح بجا لاتے ہیں؛ وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اُن میں خلافت کا نظام جاری فرمائے گا لیکن یہ وعدہ مشروط طور پر ہے یعنی ایمان اور عملِ صالح کی شرط سے اسے مقیّد کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم اس برکت کے تبھی اہل بن سکو گے اور خدا کا وعدہ تبھی تمہارے لئے پورا ہوگا جبکہ تمہارے اندر ایمان اور عمل صالح کی صفات پائی جائیں۔ یعنی تمہارے اندر ایسے پاکباز اولیاء اللہ ہوں جو خدا تعالےٰ کو ہر چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور ان کے اندر کسی قسم کی ملونی شرک اور ظلم کی نہیں رہتی اور پھر وہ اپنی ساری طاقتوں کو اللہ کی اطاعت میں اس طرح لگا دیں کہ گویا وہ اللہ تعالےٰ کی مرضی کے ظہور کا آلہ ہیں جن کے ذریعہ افعالِ الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں اور ان کا سارا وجود اور سارے قویٰ ایک مصفّا آئینہ کی طرح ہو جائیں جن میں صفاتِ الٰہیہ کا انعکاس ہوتا رہتا ہے اور دوسری طرف تمہاری ہیئتِ اجتماعی کی

ترکیب بھی دنیا کی ملونی سے پاک ہو اور تمہارے نظام کی اور تمہارے
کاموں کی بنیاد صرف اور صرف **ایمان** اور **عملِ صالح** پر قائم
ہو جائے۔ جب تک یہ صفت تم میں قائم رہے گی خدا کا وعدہ ہے
کہ وہ تم میں خلافت کو قائم رکھے گا۔ پس وہ **خلافتِ حقّہ**
جس کا اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے اور جس کو نہایت
اعلیٰ **بابرکت** نظام قرار دیا ہے جس کے ساتھ اسلام کی عظمت
اور **خوف** کا **امن** سے بدلنا اور توحید کا قیام وابستہ قرار دیا
ہے، ایمان اور عمل صالح کی شرط سے مشروط ہے محض نام کی
خلافت نہیں۔ جس طرح **بنو امیہ** اور **بنو عباس** نے اپنے حاکموں
کا نام خلیفہ رکھ دیا تو اس سے وہ نظام نظامِ خلافت نہیں بن
گیا تھا اور نہ ہی وہ لوگ خدائی وعدوں کے مصداق ہوئے۔
بلکہ اُن کے اس طریقِ کار سے اور ایک دینی نظام کو دنیاوی
شکل دے دینے سے اسلام کو بہت نقصان پہنچا اور وہ ان حقیقی
برکات سے محروم ہو گئے جو خلافت سے وابستہ ہیں۔ پس ہمارے
لئے جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم **خلافت** کے نظام کو قیامت
تک قائم رکھیں گے، ضروری ہے کہ ہم آیتِ **استخلاف** کے
مفہوم پر غور کریں اور سوچیں کہ اس عہد کے نتیجہ میں ہم پر کیا
ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور اس عہد کا مطلب کیا ہے۔ افسوس
بہت تھوڑے ہیں جو اس **عہد** پر غور کرتے ہیں اور اس عہد
کے نتیجہ میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہیں۔ اس
عہد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم **خلافت** کا ظاہری ڈھانچہ قائم
رکھیں گے اور انجمن یا کوئی اور نظام اپنے لئے قبول نہیں کریں گے
بلکہ جب بھی اس کی ضرورت پیش آئے گی تو ہم ایک شخص کو اپنا
مطاع اور خلیفہ چُن کر اس کی بیعت کر لیں گے۔ اگر ہم اس عہد
کا صرف اس حد تک مفہوم لیتے ہیں تو ہم ایک ایسا طریق اختیار
کرتے ہیں جو خلافت کے متعلق ہمارے **بنیادی عقیدہ**
کے خلاف ہے ہمارا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ

خلیفہ خدا بناتا ہے

پس اگر خلیفہ خدا بناتا ہے اور یقیناً خدا ہی بناتا ہے تو اس
میں ہماری کوششوں کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا۔ پس جب ہم
یہ **عہد** کرتے ہیں کہ ہم خلافت کو **قائم** رکھیں گے تو ہمارے
مدنظر کبھی بھی بنو امیہ یا بنو عباس کی قائم کردہ خلافت
نہیں ہونی چاہیئے بلکہ وہ **خلافت** ہونی چاہیئے جو **صدیق** رضی
اور **فاروق** رضی کے ذریعہ ظاہر ہوئی اور یہ خلافت **خدا** کی
طرف سے قائم ہوتی ہے اور خدائی وعدوں کے مطابق ہوا کرتی
ہے اور اس میں **انسانی ہاتھ** کا دخل نہیں ہوتا۔ پس جب
ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم خلافت کو قائم رکھیں گے تو ہمارا
مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اُن **شرائط** کو پورا کریں گے جن
کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ ہم اپنے
آپ کو اہل بنائیں گے کہ خدائی وعدوں کا ظہور ہمارے ذریعہ
ہوتا رہے یا دوسرے لفظوں میں ہم اس بات کا عہد کرتے
ہیں کہ ہم ایمان اور عمل صالح پر اپنے نظام کی بنیاد رکھیں گے
ہم اخلاص اور محبتِ الٰہی پر اپنے نظام کی بنیاد رکھیں گے۔
ہم قرآن کی عظمت اور رسُول کے عشق پر اپنے نظام کی بنیاد
رکھیں گے۔ ہم صدق و صفا اور وفا اور استقامت اور تقویٰ اور
راستی اور مروت اور شفقت علیٰ خلق اللہ پر اپنے نظام کی بنیاد
رکھیں گے اور سعادتِ تامہ کے سارے مدارج کو حاصل کرنے
کی کوشش کریں گے۔ دنیا کی ملونی اور نفسانیت اور جنبہ داری
اور ظُلم سے اپنے نظام کو پاک رکھیں گے اور اس طرح سے بفضلِ
ایزدی اپنے آپ کو اس قابل بنائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس

وعدہ کے مطابق جو اس نے سُورۃ نور میں کیا ہے ہمارے اندر خلافت کا پاک نظام قائم رکھے اور انوار و برکاتِ خلافت سے ہمیں متمتع کرتا رہے۔ پس یہ ہے مطلب ہمارے عہد کا اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تم سے خلافت کے بابرکت نظام کے قیام کا وعدہ کرتے ہیں مگر اس کے لئے تمہیں محنت اور کوشش اور جگر کاری اور قربانی اور اخلاص کا اعلیٰ معیار پیش کر کے اور ایمان اور عملِ صالح پر قائم ہو کر اپنے آپ کو اس وعدہ کا اہل ثابت کرنا ہوگا۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے جس کا ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں اور چونکہ یہ بڑی نعمت ہے اس لئے اس کے حصول کے لئے تمہیں بڑی قربانی دینی ہوگی اور ایمان اور عملِ صالح میں بلند مقام حاصل کرنا ہوگا۔

پھر ان الفاظ میں کہ وعد اللہ اور لیستخلفنھم اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اس کی تائید و نصرت بھی کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کے سپرد کوئی کام کرتا ہے تو پھر اس کی مدد بھی فرماتا ہے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے خلافتِ حقہ کی ایک بہت بڑی پہچان اور خلافت کی برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت یہ بیان فرمائی کہ خلیفہ مؤید من اللہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے دوسرے مقامات میں بھی اشارہ ہے چنانچہ سورۂ انفال میں جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت میں غارِ ثور میں پناہ لینے اور حضرت ابوبکرؓ کے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خطرہ میں دیکھ کر گھبرا جانے کا ذکر ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ حضرت ابوبکرؓ کو یہ خوشخبری سُنائی ہے کہ

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

تُو غم نہ کر اور میری وجہ سے فکر مند نہ ہو۔ میرا خدا میرے ساتھ ہے اور وہ میری حفاظت کرے گا اور صرف میری ہی نہیں، میری اتباع اور میرے رنگ میں رنگین ہونے اور مجھ سے ہم مقصد ہونے کی وجہ سے تجھے بھی اللہ تعالیٰ کی نُصرت اور معیّت حاصل ہوگی۔ یہ الفاظ صرف غارِ ثور ہی میں حفاظت کا وعدہ نہیں دیتے بلکہ ایک زبردست پیشگوئی اپنے اندر رکھتے ہیں کہ جس طرح دورِ رسالت میں اور آنجناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام کو بڑے سخت خطرات کا سامنا کرنا پڑا اور آخر کار اللہ تعالیٰ کی نصرت اور معیت کے نتیجہ میں اسلام کو فتح ہوئی، دورِ خلافت میں بھی جس کے سب سے پہلے فرد حضرت ابوبکرؓ تھے، اسی قسم کے حالات پیدا ہو جائیں گے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اسلام کے لئے اسی قسم کا خطرہ پیدا ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس وقت ابوبکرؓ کے ساتھ ہوگا اور اس کی ہمّت بندھائے گا اور اس کے عزم کو مضبوط کرے گا اور حق کی تائید میں ایسا مضبوط دل دے گا جو کسی خطرہ سے نہیں گھبراتا اور خدا کی تائید اور نُصرت اور معیّت حضرت ابوبکرؓ کے شامل حال ہوگی اور اسی طرح سے ان خلفاء کے بھی جو حضرت ابوبکرؓ کے بعد اُن کے طریق پر اس اُمّت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے جائیں گے ان الفاظ میں جو کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ کیوں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ، یا یوں کہو کہ دورِ خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیّت اور نُصرت شامل حال ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و

انہی و نفسی و رُوحی کی محبت میں فنا کا مقام حاصل کر لیا تھا۔ اور آپ کے مقاصد کی خاطر اپنے مقاصد اور آپ کی مرادوں کے لئے اپنی مُرادوں کو بالکل ترک کر دیا تھا اس لئے خدا کی نصرت کا وہ ہاتھ جو اپنے حبیبؐ کی نصرت کے لئے بڑھا اس نے ابوبکرؓ کو بھی اپنی حفاظت اور امان میں لے لیا کیونکہ ابوبکرؓ اپنے آقا سے الگ نہ تھا۔ سلسلہ خلافت حقّہ میں اصل راز اور اس کی اصل حقیقت یہی ہے کہ خلیفہ اپنے متبوع کا اس طرح سے ہم مقصد اور ہم آہنگ ہو جاتا ہے کہ جس طرح سایہ اپنے اصل سے جُدا نہیں ہوتا وہ بھی اپنے آقا سے الگ نہیں ہوتا۔

تاریخ میں آتا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو حضرت علیؓ آپ کے گھر تشریف لائے اور آپ کی مغفرت کی دُعا کے بعد کہا کہ "لوگو! میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے بارہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے سُنا ہے کہ میری اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کی یہ رائے ہے، میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اس بات پر ایمان لاتے ہیں، میں نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے یُوں کیا۔ میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ فلاں جگہ گئے" گویا ابوبکرؓ اور عمرؓ کیا تھے، خدا کے رسُول کے سائے تھے جو اس سے کبھی جُدا نہ ہوتے تھے یا وہ معقّبات تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول کے مشن کی حفاظت کے لئے مقرر کر رکھے تھے۔

پھر بقیہ حصّہ اس آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خلافت اسی کے مطابق ہو گی جو پہلی امتوں میں خلافت قائم کی گئی یعنی اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس امت کو اُن نعمتوں اور برکتوں کا وارث کرنا چاہتا ہے جو پہلی امتوں کو حاصل ہوئیں۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ یعنی اس خلافت کے نظام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تمہارے دین کو جسے اس نے تمہارے لئے پسند کیا ہے تمکنت اور شوکت عطا فرمائے گا اور اس ذریعہ سے اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہوتا رہے گا۔ کسی دین کے غلبہ اور اس کی صداقت کے ثبوت کے لئے سب سے زبردست دلیل وہ آسمانی نشان ہوتے ہیں کہ جو اس دین کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ خلافت کے ذریعہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات تمہیں دکھائے جائیں گے اور اس طرح سے اسلام کے دشمنوں پر حُجّت قائم ہوتی رہے گی۔ اور اسلام کا غلبہ اور اس کی صداقت ثابت ہوتی رہیگی غرض ان الفاظ میں خلافتِ حقّہ کی ضرورت کو زبردست الفاظ میں ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ دین کے غلبہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہی ذریعہ مقرر کیا ہے کہ مومنوں میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے۔

یہ بھی یاد رہے کہ انسان کی ضرورتیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک قومی اور ایک فردی۔ اور یہ پھر آگے دو قسم میں منقسم ہوتی ہیں۔ ایک رُوحانی اور دوسری ظاہری۔ ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے قومی اور فردی دونوں قسم کی رُوحانی ضرورتوں کے پورا کیا جانے کا ذریعہ خلافت کو قرار دیا ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ ایمان اور عمل صالح کے طریق پر مضبوطی سے گامزن رہو گے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تم میں خلافت کو قائم فرمائیں گے جس کے نتیجہ میں تم قومی طور پر بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گے اور فردی طور پر بھی خلافت کی برکت سے تمہارے ایمان مضبوط ہو کر اور یقینِ کامل حاصل ہو کر تمہیں وہ آسمانی تسلّی اور وہ اطمینانِ قلب حاصل ہو جائے گا جو کہ نجات کے لئے ضروری ہے اور تمہارا ایمان کا

دعویٰ محض دعویٰ ہی نہیں رہے گا بلکہ خلیفہ کی **قوتِ قدسیہ** اور اس کے **جذبِ رُوحانی** اور اس بابرکت **نظام** کے ذریعہ تمہارے اندر دینداری کی رُوح پھونکی جائے گی اور تم نیکی اور تقویٰ میں بلند مقام حاصل کرو گے۔ یہ تو فردی ضرورت ہے جو خلافت کے ذریعہ پوری ہوتی ہے کہ خدا کی راہ کے **سالک** کو ایک ایسا **پیرِ کامل** اور ایسا **مُرشد** مل جاتا ہے جو اس راہ کا پورا واقف ہوتا ہے اور جس کے **افاضۂ رُوحانی** کے نتیجہ میں انسان کی رُوحانی پیاس دور ہوتی ہے اور جس کی **صُحبت** دل کے زنگ دُور کرنے اور ایمان میں ترقی کرنے کا باعث ہوتی ہے لیکن اس کے مقابل پر قومی مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ ہماری جماعت کا مقصد یہ ہے کہ تا اسلام کو دوبارہ وہی **شوکت** اور **عظمت** حاصل ہو جائے جو بعثتِ اولیٰ میں حاصل ہوئی تھی اور تثلیث پرستی اور شرک کی لعنت سے نوعِ انسان نجات پائے اور سچے خدا کے دامن سے وابستہ ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ تاکہ سب انسانوں کو **توحید** کی طرف بُلاؤں اور **دینِ واحد** پر اکٹھا کروں۔ یہ میرا مقصد ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا پس چاہیئے کہ تم بھی مقصد کی پیروی کرو۔ یہ ہے **ہمارا مقصد** کہ ہم نے اسلام کی صداقت کو ثابت کرنا ہے اور روئے زمین کے چپہ چپہ پر **محمد عربی** صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کا جھنڈا گاڑنا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم نے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کیا تو خلافت کے ذریعہ تمہارا یہ مقصد پورا ہوگا۔ تمہارا دین **تمکنت** حاصل کرے گا۔ اور تم اسلام کو غالب آتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔

خلافت کے ذریعہ دین کی تمکنت کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے کہ جب غیر مبائعین حضرات نے خلافت کا انکار کیا تو انہیں اپنے دوسرے عقائد میں بھی تبدیلی کرنی پڑی اور **مداہنت** کا طریق اختیار کرنا پڑا۔ جن لوگوں پر ابھی تک خلافت کی **اہمیت** واضح نہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ جاؤ اور جا کر اہل پیغام کے اکابرین کے گھروں کو دیکھو۔ تمہارے لئے خدا نے وہاں **عبرت** کا سامان پیدا کر رکھا ہے۔ تم اُن گھروں کو رُوحانی لحاظ سے **ماتمکدے** پاؤ گے۔ تم اُن گھروں کو **قبروں** کی طرح پاؤ گے کیونکہ وہاں دینداری کے چرچے اور خدا کے قرب کے حصول کی باتیں نہیں ہوتیں اِلّا ماشاء اللہ سوائے چند استثنائی صورتوں کے سب اکابرین اہل پیغام کا یہی حال ہے کہ ان کے گھروں سے احمدیت مٹ چکی ہے۔ پس میں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ جاؤ اور ان کے گھروں کو دیکھو اور ان سے عبرت حاصل کرو۔ اور پھر ہمارے پاس آؤ جو **وابستگانِ خلافت** ہیں۔ تم خدا کے فضل کو ہمارے شاملِ حال پاؤ گے اور اس کی عنایت کی نظر ہم پر دیکھو گے۔ اللہ اور اس کے رسُول کی محبت ہیں، معرفتِ الٰہی ہیں، دینِ اسلام کی ہمدردی ہیں، قرآنی علوم و معارف ہیں، قبولیتِ دُعا ہیں، غرض کسی بات میں جو مومنوں کی صفتِ خاص اور ایمان کے ثمرات میں سے ہے، ہمارا اور ان کا **مقابلہ** کر کے دیکھ لو۔ پتہ لگ جائے گا کہ خدا کس کے ساتھ ہے اور اس کی معیّت و نُصرت کسے حاصل ہے۔ آیا اُن کے ساتھ جو خلافت کے بابرکت نظام سے وابستہ رہے یا جنہوں نے **اباء و استکبار** سے کام لیا اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی اطاعت کے لئے تیار

نہ ہوتے ؟

پھر اللہ تعالیٰ اس آیت میں خلافت کی برکات کے ضمن میں فرماتا ہے کہ

ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امناً

یعنی اللہ تعالیٰ نظامِ خلافت کے مومنوں کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

انسان کی اہم ترین اور بنیادی ضرورتوں میں سے ایک اہم ضرورت Sense of Security یا احساسِ تحفظ کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں انسان کے اسی فطری تقاضا کی طرف اشارہ کیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ خلافت کے ذریعہ تمہاری یہ ضرورت بھی بدرجہ اتم پوری کی جائے گی۔ امن جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ کیا ہے یا تو قومی ہوتا ہے یا فردی۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی وفات پر مسلمانوں کے لئے قومی طور پر خوف کا وقت آیا اور بادیہ نشین اسلام سے منحرف ہو گئے اور قریب تھا کہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جاتا اور ان کی قومی زندگی کا نام و نشان مٹ جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے وعدہ کے مطابق اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا اور حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ اس گرتی ہوئی عمارت کو پھر مضبوطی سے قائم کر دیا اور مسلمانوں کے خوف کو امن سے بدل دیا۔ یہ ایک نہایت ہی ایمان افروز اور محیر العقول واقعہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو سب سے زیادہ نرم دل اور رقیق القلب سمجھے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا مضبوط عزم اور ایسا آہنی ارادہ اور اس قسم کی استقامت اور ثباتِ قدم عطا فرمایا کہ اس خوف کے وقت میں اور اس شدید زلزلہ کے زمانہ میں جس نے مسلمانوں کے وجود کو بنیادوں تک ہلا دیا تھا اور اسلام پر ایک ایسی آفت آئی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اب اسلام دُنیا سے نابُود ہو جائے گا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ ہی ایک ایسے شخص تھے جن پر کسی خوف کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور جن کے پائے ثبات میں ذرہ بھی لغزش پیدا نہیں ہوئی اور جن کے اطمینان اور یقین میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔ بلکہ اس وقت جو کمزور سمجھا جاتا تھا خدا کے فضل سے دوسروں کو سہارا دینے والا ثابت ہوا۔ یہ نہایت واضح ثبوت ہے اس بات کا کہ خدا حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ تھا اور اس کی معیت جس کا غار ثور میں وعدہ دیا گیا تھا آپ کو حاصل تھی۔

دوسری قسم کا خوف جو انسان کو لاحق ہوتا ہے وہ فردی رُوحانی خوف ہے۔ یعنی وہ انسان جو سلوک کی راہ میں قدم رکھتا ہے اس راہ کی مشکلات کو دیکھ کر اور اپنے نفس کو کمزور پا کر ڈر جاتا ہے اور اس پر خوف طاری ہو جاتا ہے کہ یہ پُرخطر راہ کس طرح طے ہو گی اور شیطانی حملوں اور نفسانی وساوس سے بچنے کی کیا صورت ہو گی کہ اس وقت اسے ایک ایسے عارفِ کامل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو اس راہ سے واقف ہو اور اس کے خطرات سے پوری طرح آگاہ ہو تاکہ وہ اس کا ہادی بن کر اُسے تسلی دے اور اس پُرخطر راہ سے اُسے صحیح و سلامت دار السّلام تک لے جائے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ خلافت کے ذریعہ تمہارا یہ پُرخطر سفر بآسانی طے ہو جائے گا اور آخر کار تم خدا کے قُرب کے دارالامان میں داخل ہو جاؤ گے

پھر تیسری قسم کا خوف فردی ظاہری خوف ہوتا ہے یعنی انسان ڈرتا ہے کہ کہیں اس سے طاقتور افراد اس کا حق نہ مار لیں اور اسے کمزور سمجھ کر اسے اس کے حق سے محروم

نہ کر دیا جائے اور اُسے اس بات کا خدشہ ہوتا ہے کہ معلوم اس سے انصاف ہوگا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خلافت کے ذریعہ تمہارا یہ خوف بھی دُور کیا جائے گا جس طرح سے حضرت ابوبکرؓ نے خلافت پر متمکن ہوتے ہی فرمایا کہ

لوگو! تم میں سے جو کمزور ہیں وہ میرے نزدیک طاقتور ہوں گے جب تک میں ان کا حق انہیں نہ دلوا دُوں اور تم میں سے جو طاقتور ہیں وہ میری نظر میں کمزور ہوں گے جب تک وہ اُن حقوق کو ادا نہ کر دیں جو اُن کے ذمہ ہیں۔

یہ بات **خلافت** کے سوا کسی اور نظام میں نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اول تو خلیفہ رسُول کا **ظلّ** ہوتا ہے اور اس کے دل میں ہر انسان کی ہمدردی اور خصوصاً غریبوں اور کمزوروں کی ہمدردی کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہوتی ہے اور مظلوم کیلئے اس کے دل میں انتہائی **شفقت** اور **رحم** کا جذبہ ہوتا ہے۔ دوسرے اس کے لئے کسی کی طرفداری کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی اس لئے کہ دوسرے نظاموں میں چونکہ حاکمیت جمہور سے ملتی ہے اس لئے ایسے شخص کو دوسروں کو خوش کرنے کے لئے بھی بعض اوقات جنبہ داری سے کام لینا پڑتا ہے۔ لیکن چونکہ خلیفہ کے **اختیارات** آسمان سے آتے ہیں اور وہ صفات الٰہیہ کا **مظہر** ہوتا ہے اس لئے اُسے کسی کی بے جا طرفداری کرنے یا استمالت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہ **خدا کا مقرر کردہ** ہوتا ہے اور کسی انسان کی مجال نہیں ہوتی کہ اُسے اس کے منصب سے ہٹا سکے اور کسی انسان کی مجال نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کی نصرت کے ہاتھ کو اس سے روک سکے۔ اس لئے اس کے لئے **ظلم** اور **جنبہ داری** کی کوئی عقلی وجہ نہیں ہوتی اور پھر چونکہ وہ رُوحانی اور اخلاقی لحاظ سے بھی انتہائی اعلیٰ مقام پر ہوتا ہے اس لئے ہر انسان کو جو اس کے ماتحت ہوتا ہے۔ یہ وثوق اور یہ تسلّی ہوتی ہے کہ ہمارے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔

ہماری جماعت کے لوگ اپنے دلوں میں سوچیں کہ آیا یہ حقیقت ہے یا نہیں کہ جو تسلّی اُن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فیصلوں سے ہوتی ہے وہ انجمن یا کسی دوسرے شخص کے فیصلہ سے نہیں ہو سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودہ بیماری میں ہمارے لئے بہت سے ابتلاء ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو یہ سبق بھی بڑی اچھی طرح سے پڑھا دیا ہے کہ انجمن یا ادارے خواہ کتنے ہی نیک اور اعلیٰ صفات کے مالک لوگوں پر مشتمل ہوں خلافت کی **برکات** کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایک فرد جماعت کو جو **تسلّی** اور **اطمینان** اور بھروسہ اس وجہ سے حاصل ہوتا ہے کہ ہمارا ایک **امام** ہے۔ جو ہمارے لئے ماں باپ کے طور پر ہے، یہ تسلّی اور اطمینان کوئی انجمن نہیں دلا سکتی اتنا بڑا سبق سیکھنے کے بعد بھی اگر ہمارے دلوں میں **خلافت** کی قدر نہ پیدا ہو تو ہم پر افسوس ہے۔

پھر آگے فرمایا کہ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیں گے۔ یعنی خلافت کے ذریعہ **کامل توحید** قائم ہوگی اور خلیفہ رسُول کے ظِلّ کے طور پر آسمانی نشانوں کے ظہور کا ذریعہ ہو کر توحید کامل کا نقش انسانوں کے سینوں میں قائم کرنے کا موجب ہوگا

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ؕ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کا مشاہدہ کرے اور ایک خلیفہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد اور ان خدائی وعدوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد پھر بغاوت کا طریق اختیار کرے گا تو وہ فاسق ہوگا اور اس کی جنگ اس خلیفہ کے ساتھ نہیں بلکہ اس خدا کے ساتھ ہوگی جس نے اُسے خلیفہ مقرر کیا ہے۔ شیطان بہت سے دماغوں میں جن کے اندر اباء و استکبار ہوتا ہے۔ یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ جب خلیفہ ہم نے منتخب کیا ہے تو ہم اسے ہٹا بھی سکتے ہیں اور معزول بھی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس وسوسہ کا بھی کھول کر جواب دے دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور خدا کا ہاتھ اس کے سر پر ہوتا ہے۔ کس کی مجال ہے کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو معزول کرنے کا خیال بھی اپنے دل میں لائے؟ کیا ذلیل انسان خداوند سے جنگ کرے گا یا ایک حقیر کیڑا اپنے خالق و مالک کے مقابل کھڑا ہوگا؟ پس فرمایا

ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون ؕ

کہ جب ایک شخص خلافت کے منصب کے لئے چُن لیا جائے اور اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرکے اور اس کے ذریعہ دین کو تمکنت اور غلبہ بخش کر اور مومنوں کے خوف کو امن سے بدل کر یہ دکھا دے کہ خدا اس کے ساتھ ہے۔ پھر ایسے شخص کا مقابلہ کرنا خدا سے جنگ کرنا ہے اور فاسقوں میں شامل ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ فاسق قوم کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔

مختصر یہ کہ وہ خلافت جس کا اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے نبوت کا تتمہ اور اس کی برکات اور اس کے انوار کو وسیع تر کرنے کا ایک آسمانی ذریعہ ہے جس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان سب برکتوں سے حصہ دیتا ہے جو نبی کے وقت سے خاص ہوتی ہیں اور خلیفہ کی اطاعت میں اور اس کی پیروی میں انسان کو رسُول کی اطاعت اور اس کی پیروی کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ خلیفہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ دین کو غلبہ بخشتا ہے اور مومنوں کے خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔ وہ چونکہ خدا کی ذات میں فنا اور اس کی محبت میں اپنی ذات سے گذر جاتا ہے اس لئے خدا کی تجلیات اس کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنی چمکار دکھاتا ہے اور خدا کی توحید اس کے ذریعہ قائم ہوتی ہے اور دنیا میں نیکی اور راستی اور عبادت اور ذکرِ الٰہی قائم ہو جاتے ہیں اور نظام زکوٰۃ بھی اس کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا طریق نوعِ انسان کے لئے کامل ہمدردی ہوتا ہے اور وہ عدل و انصاف اور مروت کے طریقوں پر چلنے والا اور خدا کی مخلوق پر انتہائی شفیق ہوتا ہے کتنا بابرکت ہے یہ نظام اور کتنے خوش قسمت ہیں ہم لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس آسمانی نظام سے وابستہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس کے احسانوں کے شکرگزار ہوں تا وہ ہم پر اور بھی فضل کرے اور اس کی رحمت کا سایہ دائمی طور پر ہمارے سروں پر قائم رہے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بلند مرتبہ و مقام کے متعلق آسمانی بشارات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان صفات والے فرزند کی بشارت دی اور بذریعہ کشوف والہامات اس کے محیر العقول کارناموں سے بھی آگاہ فرمایا۔ نیز یہ اطلاع بھی بخشی کہ یہ پسر موعود ہی مصلح موعود اور موعود خلیفہ ہوگا اور اپنی ان ہر دو حیثیتوں میں عند اللہ بہت رفیع الشان اور بلند مرتبہ کا حامل ہوگا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے متعدد اشتہارات اور تصانیف میں اپنے فرزند دلبند گرامی ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ان جملہ بشارتوں اور الہامات کا مصداق ٹھہرایا اور بعد بعد کے واقعات نے ایک ایک آسمانی بشارت، کشف اور الہام کو آپ کے وجود میں عملاً پورا بھی کر دکھایا۔ آسمانی بشارات جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی امتیازی شان اور بہت بلند مرتبہ و مقام کی آئینہ دار ہیں۔ ذیل میں ترتیب وار درج کی جاتی ہیں:

مصلح موعود کی بشارت اور اس کے الہامی الفاظ

"بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزّ و جلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ و عزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات

یا دیں اور جو قبروں میں دبے پڑے ہیں
باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور
کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق
اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور
باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ
جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں
جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین
لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا
انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے
اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی
کتاب اور اس کے پاک رسول محمد
مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے
دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور
مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے
بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا
تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا)
تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے
تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت
پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام
عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس
روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے
پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک
وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ
فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ
آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور
دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور
اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت
سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا
وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و
غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے
بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔
اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی
سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے
والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے)
دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند
گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر
مظہر الحق والعلاء کان اللہ
نزل من السماء جس کا نزول بہت
مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب
ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی
رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس
میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ
اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا
اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔
اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔
اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب
اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔
وکان امراً مقضیا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

پیشگوئی مصلح موعود کی عظمت و اہمیت

(۱) "اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ و افضل واتم ہے۔"
(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

(۲) "اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و برکت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردوں کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔"
(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

(۳) "صریح دلی انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسی عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔"
(اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء)

ولادتِ مصلح موعود کی میعاد

(۱) "ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے، جن کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ نہیں، پیدا نہیں ہوا لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی ۹ سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو جائے گا۔" (اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

(۲) "الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا۔ اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔ دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء۔ سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا۔ اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء

جے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدہ کا ٹلنا ممکن نہیں۔" (سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

مصلح موعود کا الہامی نام

"مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔"

(سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

مصلح موعود کی ولادت با سعادت بچپن و جوانی

(۱) "خدا تعالےٰ نے یہ وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔"

(اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء الموسوم بہ تکمیل تبلیغ)

(۲) "سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائیگا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ کے اشتہار پڑے ہوتے ہوں گے اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جبکہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو تب خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

(۳) "پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم کئے گئے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔" (سراج منیر صفحہ ۳۴)

مطبوعہ مئی ۱۸۹۷ء)

(۴) "میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ ۷ کی۔ جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ مئی ۱۹۰۷ء)

مصلح موعود روح القدس کی برکات کا حامل اور خدا کا محبوب ہوگا

(۱) "خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلاء ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۶)

(۲) بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

(۳) "پیشگوئیوں کے مجموعی الفاظ یہ ہیں کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائے گا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۰۵)

مصلح موعود کو مثیل مسیح کا مرتبہ حاصل ہوگا

(۱) "اگر ظاہر پر ہی ان بعض مختلف حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالت موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں (مثلاً مسیح موعود کے دمشق میں نزول کی حدیث) تاویل پر محمول کیا جائے۔ تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے خدا تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک ایسے کامل متبع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہوگا ..... اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی

پکارا ہے۔" (ازالہ اوہام ص۲۱۲ تا ص۲۱۴)

(۳) "خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کریگا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کأن اللہ نزل من السماء" (ازالہ اوہام ص۱۵۶)

مصلح موعود مسیح موعود کا جانشین اور موعود خلیفہ ہوگا

(۱) "میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی۔ اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ "محمود" تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھپایا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔" (تریاق القلوب ص۴۲)

(یاد رہے خواب میں مسجد دیکھنے کی تعبیر جماعت ہوتی ہے اس خواب کا مطلب صاف ہے کہ مصلح موعود جماعت کا امام اور خلیفہ ہوگا۔ ناقل)

(۲) سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے یتزوج و یولد لہ کے مقدس الفاظ میں یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسیح موعود شادی کرے گا۔ اور اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی مصلح موعود مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا ذکر کرنے کے بعد اس حدیث کی تشریح میں فرمایا:-

"فَفِیْ ھٰذَا اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ یُعْطِیْہِ وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِہُ اَبَاہُ وَلَا یَاْبَاہُ وَیَکُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُکْرَمِیْنَ۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۸ حاشیہ)

(یعنی اس حدیث میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو ایک فرزند صالح عطا فرمائے گا۔ اور یہ فرزند صالح اپنے باپ مسیح موعود سے صورت و سیرت میں مشابہ ہوگا۔ اور اس کا منکر نہیں ہوگا۔ بلکہ خدا سے عزت یافتہ بندوں میں سے ہوگا)

(۳) اور حقیقۃ الوحی میں اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ صورت و سیرت میں مشابہ ہونے اور خدا سے عزت یافتہ ہونے سے کیا مراد ہے چنانچہ فرمایا:-

"یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔

جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آ چکی ہے"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۱۲)

(۲) "خدا تعالیٰ کے ازالِ رحمت اور روحانی رحمت بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں۔

(۱) اول یہ کہ کوئی مصیبت اور غم و اندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔ یعنی ہمارا یہی قانونِ قدرت ہے کہ ہم مومنوں پر طرح طرح کی مصیبتیں ڈالا کرتے ہیں اور صبر کرنے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے اور کامیابی کی راہیں انہی پر کھولی جاتی ہیں جو صبر کرتے ہیں"۔

(۲) "دوسرا طریق ازالِ رحمت کا ارسالِ مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آ جائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آ جائیں۔ پس اول اس نے قسمِ اول کے ازالِ رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا۔ تا بَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ کا سامان مومنوں کے لئے تیار کر کے اپنی بشریت کا مفہوم پورا کرے سو وہ ہزاروں مومنوں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں محض لِلّٰہ شریک ہوئے بطور فرط کے ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کا شفیع ٹھہر گیا۔ اور اندر ہی اندر بہت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا۔۔۔ دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی (یعنی ارسالِ مرسلین و نبیین و ائمہ و خلفاء ناقل) اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارہ میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا یخلق اللّٰہ ما یشاء۔" (سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء حاشیہ) (منقول از ماہنامہ الفرقان اگست ۱۹۶۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حق میں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

"درثمین"
(از محمود کی آمین)

پیشگوئی مصلح موعودؑ

قبولیتِ دعا کا بے نظیر نشان

(از محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس، ربوہ)

پیشگوئی مصلح موعود قبولیتِ دعا کا ایک ایسا عظیم الشان اور چمکتا ہوا نشان ہے کہ اس کی نظیر نہ صرف اس زمانہ میں بلکہ پہلے زمانوں میں بھی بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہاں یہ ایک ایسا زبردست نشان ہے کہ جس کی نظیر پیش کرنے کے لئے پیشگوئی میں منکرین حق کو چیلنج کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ اس کی ہرگز ہرگز نظیر پیش نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء جس میں مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی مندرج ہے۔ اس کے آخر میں لکھا ہے:۔

"اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم اپنے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے۔ جو ہم نے اپنے بندے پر کیا۔ تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو۔ اور یاد رکھو ہرگز نہ پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔"

اور اسی نشان سے متعلق حضرت اقدسؑ نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں تحریر فرمایا:

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان آسمانی نشان ہے۔ جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور در حقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔"

اس نشان کی نظیر پیش کرنے کے لئے انہی الفاظ میں تحدی کی گئی ہے۔ جن میں کفار سے قرآن مجید کی نظیر پیش کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس سے بھی اس نشان کی عظمت اور جلالتِ شان ظاہر ہوتی ہے۔

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جیسے قرآن مجید ہمیشہ کے لئے ایک زندہ نشان ہے۔ ویسے ہی مصلح موعود کی پیشگوئی قبولیت دعا کا ایک ابدی زندہ نشان ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے۔

مصلح موعود کا ذکر احادیث میں

اللہ تعالیٰ سے علم پا کر حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے آنے والے مسیح موعود کی نسبت یہ اعلان فرمایا:۔ یتزوج و یولد لہ

یعنی مسیح موعود شادی کرے گا۔ اور اس کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اس کو ایک بیٹا دیا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

قَدْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ
یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ فَفِیْہِ
اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ یُعْطِیْہِ
وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِہُ اَبَاہُ
وَلَا یَأْبَاہُ وَیَکُوْنُ مِنْ
عِبَادِ اللّٰہِ الْمُکْرَمِیْنَ۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۸)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی۔ تو اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے خاص طور پر ایک صالح فرزند عطا کرے گا جو اپنے باپ کی نظیر ہوگا۔ اور ہر ایک امر میں اس کا مطیع و فرمانبردار اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔

اسی طرح حضرت اقدس اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص۳۱۲ میں فرماتے ہیں:۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ سو سال بعد حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام مہدی کا ذکر کرتے ہوئے بالہام الٰہی یہ پیشگوئی فرمائی ہے

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

حضرت مہدی معہود و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس شعر سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہوگا اور اس

رنگ میں رنگین ہو جائیگا اور وہ اس کے
بعد اس کی یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس
عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو
ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے۔"
(نشان آسمانی صفحہ ۱۳)

اسی طرح تالمود میں بھی مسیح موعود کے بیٹے کے اس کا جانشین ہونے سے متعلق پیشگوئی پائی جاتی ہے۔

جب وہ موعود شخص جس کے وجود با جود میں مسیح موعود اور مہدی معہود کی پیشگوئی پوری ہونے والی تھی۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تجدید دین کے لئے مبعوث ہوا اور انہیں الہاماً بتایا گیا کہ ان کے ذریعہ ایک الٰہی سلسلہ قائم ہوگا اور وہ ایک عالمی روحانی انقلاب کے بانی ہوں گے تو انہوں نے اللہ تعالےٰ کے حضور مطابق الہام "تیری عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہوگی" تنہائی میں ہوشیارپور کے ایک چوبارہ میں چالیس دن رات دعا اور اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی میں گزارے۔ جیسا کہ حضرت موسےٰ نے چالیس دن رات کوہِ طور پر دعا اور اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی میں گزارے تھے۔

چالیس دن رات کی دعاؤں اور تضرعات کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے آپ سے جو وعدہ فرمایا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دعائیں اعلائے کلمۃ اللہ اور تائید حق اور اس عظیم الشان مقصد کی تکمیل کے لئے تھیں جس کے لئے آپ کو مبعوث کیا گیا تھا۔ اور وہ وعدہ یہ تھا۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا"

وعدہ کا مقصد

"تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی راہ سے دیکھتے ہیں ایک نشان ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے"

نشانِ رحمت کیا ہوگا؟

"تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔"

لڑکے کی چند علامات:

(۱) وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا

(۲) وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم

(۳) علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔

خدا تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا

جلسۂ دھلی (۱۹۴۴) کے موقع پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے
مصلح موعود ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں -

(۴) وہ زمین کو بیدار کرنے والا ہوگا۔

(۵) فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلا کانّ اللہ نزل من السماء

(۶) نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا

(۷) وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

(۸) زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا

(۹) قومیں اس سے برکت پائیں گی

(۱۰) وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔

(۱۱) وہ فضل عمر ہوگا یعنی حضرت عمرؓ سے بھی اسے ایک گونہ مشابہت ہوگی۔

(۱۲) وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین ہوگا۔

یہ چند صفات ہیں جو پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور دیگر اشتہارات میں اس پسر موعود مصلح موعود کی بیان ہوئی ہیں۔ ان صفات پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا کسی انسان کے وجود میں متحقق ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے منشاء و ارادہ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ایک لڑکا جو ابھی پیدا نہیں ہوا اس کی نسبت یہ کہنا کہ اسے قرآن مجید کا علم دیا جائے گا اور اس پر حقائق و معارف قرآنیہ کا دروازہ کھولا جائے گا۔ اور اس کے ذریعہ کلام اللہ یعنی قرآن مجید کا مرتبہ اور دین اسلام کا شرف ظاہر ہوگا۔ اور وہ منکرین اسلام کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک کھلی نشانی ہوگا۔ اور اسی طرح اس کا ذہین و فہیم ہونا اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونا اور اس کا زمین کے کناروں تک شہرت پانا اور قوموں کا اس سے برکت پانا یہ سب ایسی نشانیاں ہیں کہ کوئی انسان از خود اپنے کسی بچے سے متعلق ان کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ علیم و قدیر سمیع و بصیر خدا اسے اطلاع نہ دے۔ اور ان نشانیوں کا حسب وعدہ اس بچے میں ایسے بدیہی طور پر متحقق ہو جانا کہ مخالف موافق اس تحقق کا اعتراف کرلے۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا آسمانی نشان ہو سکتا ہے۔ یہ تمام صفات اور نشانیاں جو اوپر مصلح موعود والی پیشگوئی سے درج کی گئی ہیں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے وجود باجود میں ایسے بدیہی طور پر پائی گئی ہیں کہ مخالفین نے بھی اپنی تحریروں میں اس کا اقرار کیا ہے۔

مثلاً اللہ تعالےٰ نے آپ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف پر بکثرت اطلاع بخشی اور ایسا علم قرآن مجید عطا فرمایا کہ آپ نے دہلی کے جلسہ میں بالہام الٰہی اپنے مصلح موعود کی اعلان کرنے کے بعد معارف قرآنیہ سے متعلق اپنے چیلنج کو دہراتے ہوئے فرمایا۔

"کہ اب بھی میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ بیشک ہزار عالم بیٹھ جائیں اور قرآن مجید کے کسی مقام کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں۔ مگر دنیا تسلیم

کرے گی کہ میری تفسیر حقائق و معارف اور روحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔"

پھر آپ کے ذریعہ لاکھوں لوگوں کا ہدایت پاتا۔ اور ضلالت کی قبروں میں پڑے ہوئے مردوں کا زندہ ہوتا اور مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کے مراکز قائم کرنا اور قوموں کا برکت حاصل کرنا۔ یہ سب ایسے امور ہیں جن کا ہمارے مخالفین کو بھی اعتراف ہے پھر آپ کا پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ و جانشین ہونا جو جماعت کے انتخاب پر ہوتو منا تھا اور باوجود عمائد اور اکابر جماعت کے ایک گروہ کی شدید مخالفت کے آپ کا کامیاب ہونا اور آپ کے ذریعہ جماعت کا اکناف عالم میں پھیل جانا۔ یہ سب امور پیشگوئی کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

دائمی زندہ نشان

اور جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ یہ ایک دائمی زندہ آسمانی نشان ہے کیونکہ فرزند موعود کی پیدائش سے پہلے یہ پیشگوئی طبع ہو کر مخالف و موافق کے علم میں آگئی۔ پھر تمام وہ علامات جو اس پسر موعود کی پیشگوئی میں بتائی گئی تھیں وہ سب کی سب بدیہی طور پر اس میں متحقق ہو گئیں اور ہر علامت سے متعلق مطبوعہ دستاویزات اور تحریریں قیامت تک کے لئے ثبوت بن گئیں مثلاً آج سے سو سال بعد آنے والے لوگ جب مطبوعہ پیشگوئی میں یہ پڑھیں گے جو مصلح موعود کی پیدائش سے پہلے چھپ کر شائع ہو گئی تھی کہ مصلح موعود کو علم قرآن دیا جائے گا۔ اور پھر تفسیر کبیر کو پڑھیں گے تو انہیں پیشگوئی کی صداقت میں کوئی شک باقی نہیں رہے گا۔ اسی طرح جب وہ پسر موعود کے متعلق پیشگوئی میں پڑھیں گے کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور پھر آپ کی ان مولفات کا مطالعہ کریں گے جن میں مسلمانوں کی روحانی اور سیاسی راہ نمائی کی گئی ہے تو انہیں پیشگوئی کی صداقت پر حق الیقین ہو جائے گا۔ اسی طرح جب وہ اخبارات میں ان فتنوں کا ذکر پڑھیں گے جو آپ کے اور آپ کی جماعت کے خلاف مخالفوں نے کھڑے کئے اور پھر دیکھیں گے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر وقت آپ کی تائید کی اور ہر فتنہ و ابتلاء کے بداثرات سے جماعت کو محفوظ رکھا۔ تو ان کے دل یقین سے بھر جائیں گے کہ یہ پیشگوئی کہ "اس کے سر پر خدا کا سایہ ہوگا" خدائے قادر و توانا کا کلام تھا اسی طرح زمین کے کناروں تک آپ کی شہرت اور قوموں کے آپ کے ذریعہ روحانی برکات کے حصول کا اخبارات اور مخالفین کے شائع شدہ اعترافات سے علم حاصل کریں گے تو بے اختیار خدا تعالےٰ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے یہ کہہ اٹھیں گے۔

سبحان ربنا ان کان وعد
ربنا لمفعولا

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ مصلح موعود والی پیشگوئی ایک روشن اور چمکتا ہوا اور دائمی آسمانی نشان ہے۔

—O—

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے اپنے موعود خلیفہ ہونے کے پُرشکوہ اعلانات

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسر موعود کے متعلق متعدد بشارات دی تھیں ان میں سے ایک بشارت یہ بھی تھی کہ پسر موعود ہی مصلح موعود اور موعود خلیفہ ہوگا اور اس بناء پر عند اللہ بہت بلند مرتبہ و مقام اور امتیازی شان کا حامل ہوگا۔ خود حضور علیہ السلام کی تعیین کے بموجب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود میں یہ جملہ بشارتیں پوری ہوئیں۔ آپ حسب بشارات موعودہ مقام پر فائز ہوئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رویا اور اپنے الہام خاص کے ذریعہ براہ راست آپ پر یہ انکشاف بھی فرمایا کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ چنانچہ آپ نے خدائی حکم کے ماتحت متعدد مواقع پر اپنے بلند مرتبہ و مقام اور امتیازی شان کا اعلان فرمایا۔ آپ کا بلند روحانی مقام اور امتیازی شان واضح کرنے کے لئے آپ کے ایسے ہی چند اعلانات درج ذیل ہیں۔

---

(۱) ۱۹۳۶ء میں مجلس مشاورت سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے اعلان فرمایا:-

"میں اس لئے ہی خلیفہ نہیں ہوں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے۔" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۸)

(۲) ۱۹۴۴ء کے اوائل میں جب اللہ تعالیٰ نے ایک رویا کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر یہ انکشاف فرمایا کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود اور دیگر متعلقہ بشارات کے مصداق ہیں تو حضور نے اس سال متعدد مقامات پر منعقد ہونے والے پبلک جلسوں میں اس کا اعلان فرمایا۔ لاہور میں منعقدہ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے

حضور فرماتے ہیں:۔

"اے اہلِ لاہور! میں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ میں تمہیں اس ازلی ابدی خدا کی طرف بلاتا ہوں جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ تم مت سمجھو کہ اس وقت میں بول رہا ہوں۔ اس وقت میں نہیں بول رہا بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔ میرے سامنے دین اسلام کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کرے گا اس کی آواز کو دبا دیا جائیگا۔ جو شخص میرے مقابلہ میں کھڑا ہو گا۔ وہ ذلیل کیا جائے گا۔ اور رسوا کیا جائے گا۔ وہ تباہ و برباد کیا جائے گا۔ مگر خدا بڑی عزت کے ساتھ میرے ذریعہ اسلام کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد قائم کر دے گا۔ میں ایک انسان ہوں۔ میں آج بھی مر سکتا ہوں اور کل بھی مر سکتا ہوں لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود میں اپنی ذات ہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہوں گے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اس نے میرے ساتھ کیا۔ میں ایک انسان ہونے کی حیثیت سے بے شک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اسلام مغلوب ہو گیا اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنے والے غالب آگئے تو بے شک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی۔ تو تم سوچ لو تمہارا کیا انجام ہو گا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر بھی اسے قبول نہ کیا۔"

(تقریر جلسہ مصلح موعود ۱۹۴۴ء بمقام لاہور
الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

(۳) اسی سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تمام جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے نہایت پُرشکوہ انداز میں آپ نے اعلان فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کے اذن اور اسی کے انکشاف کے تحت میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا میں آنا تھا اور جس کے متعلق یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام اور رسول کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا۔

اور اس کا وجود خدا کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا۔ وہ میں ہی ہوں اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔ یاد رہے کہ میں کسی خوبی کا اپنے لئے دعویدار نہیں ہوں۔ میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے۔ اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعوے ہے۔ نہ مجھے کسی دعوے میں خوشی ہے۔ میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔" (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

(۴) ۱۴ ستمبر ۱۹۴۵ء کے خطبہ جمعہ میں آپ اپنے مقامِ خلافت کو یوں واضح فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ... مجھے انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ کے مطابق خلافت کے مقام پر کھڑا کیا ہے اور وہ لوگ جو تکبر اور اباء کو چھوڑ کر میرے ساتھ ملیں گے۔ وہ ملکوتی صفات کے مالک ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ان پر نازل ہوگا۔ لیکن وہ لوگ جو تکبر اور اباء سے کام لیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ملائکہ کے گروہ سے نکال دیئے جائیں گے۔ اور مجھ سے علیحدہ ہو کر وہ کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکیں گے۔"

(الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۴۵ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے صحیح مقام کو پہچاننے اور آپ کی کامل اطاعت کرنے کی توفیق دے اور اس کے نتیجہ میں مذکورہ بالا ملکوتی صفات سے زیادہ سے زیادہ متصف کرے۔ اور اپنی رضا کی راہوں پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

زندہ نشان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا۔ اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔"

(تریاق القلوب)

حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہٖ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی نظر میں!

(محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری فاضل مدیر الفرقان - ربوہ)

فارسی میں کہتے ہیں ؎ قدرِ زر زرگر بداند یا بداند جوہری - کہ سونے کی قدر یا زرگر کو معلوم ہوتی ہے یا اس کی قدر کو جوہری شناخت کرتا ہے۔

"المصلح الموعود" سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دردبھری دعاؤں اور متضرعانہ التجاؤں کا شیریں پھل تھا۔ آپ ہی کو اس کی حقیقی قدر تھی اور آپ ہی اس کے مقام اور کام کو صحیح طور پر جانتے تھے۔ یا پھر اس وجود باجود کی قدر کو سیدنا نورالدین رضی اللہ عنہ بہتر پہچانتے تھے۔ کیونکہ آپ حقیقی جوہری تھے۔ آپ کی آغوشِ تربیت میں اس ہونہار وجود نے پرورش پائی تھی۔ قرآنی علوم کی چاشنی اور لذّت حاصل کی تھی۔ دینی علوم سے حصہ وافر پایا تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد سب جماعت کی نگاہیں سیدنا حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی طرف تھیں اور ساری جماعت دل سے چاہتی تھی کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ اور جانشین ہوں۔ وہ جماعت کی رہنمائی فرمائیں اور سلسلہ کے کام کی باگ سنبھالیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین سے پیشتر جماعت کے اراکین نے حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ سے باقاعدہ درخواست کی اور جماعت نے بالاتفاق آپ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔ تو آپ نے اپنی پہلی تقریر میں اپنے ان تاثرات کا جو آپ حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کے بارے میں رکھتے تھے۔ یوں ذکر فرمایا کہ:-

"میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں اور قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اسی فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہو گی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے حضرت صاحب کے اقارب میں تین آدمی موجود ہیں۔ اوّل میاں محمود۔ دہ میرا بھائی بھی ہے اور بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔"

(اخبار بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء)

کتنی محبت، کتنی شفقت اور کس قدر قلبی لگاؤ کا اظہار

ان الفاظ سے ہو رہا ہے "وہ میرا بھائی بھی ہے اور بیٹا بھی"۔ پھر اس پر نظر فرمائیں کہ آپ کس خلوص اور دلی محبت سے آپ کی تعلیم و تربیت فرماتے تھے۔

حضرت پیر منظور محمد صاحب لدھیانوی مصنف قاعدہ یسرنا القرآن نے ایک دفعہ آپ کے عہدِ خلافت میں آپ سے عرض کیا کہ :-

"مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں"

اس پر حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ :-

"ہمیں تو پہلے سے ہی معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم حضرت میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں"

جناب پیر صاحب نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے الفاظ قلم بند کر کے پیش کئے اور ان پر تصدیق طلب کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضہ نے تحریر فرما دیا کہ :-

"یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں۔ نور الدین ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء"

(حوالے کے لئے دیکھیں رسالہ پسر موعود مصنفہ حضرت پیر منظور محمد صاحب صفحہ ۲۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضہ نے ۱۹۱۱ء میں شدت مرض کو محسوس کر کے ایک وصیت فرمائی جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ آپ کے بعد مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ہوں۔ آپ نے اس کو مخفی رکھا۔

—— امیر غیر مبایعین مولوی محمد علی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ فی الواقع اس وصیت میں آپ نے خلافت کے لئے حضرت میرزا محمود احمد صاحب کا ہی نام لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا عطا فرمائی۔ اور اس وصیت کی ضرورت نہ رہی اسلئے اسے تلف کر دیا گیا۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو جنہیں آپ قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے فرمایا کہ :-

"اگر میری زندگی میں قرآن ختم نہ ہوا تو بعد ازاں میاں صاحب سے پڑھ لینا"

(الفضل جلد ۱۸ نمبر ۱۰۷)

اسی طرح آپ نے شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کو مصر میں تحریر فرمایا کہ :-

"تمہیں وہاں کسی سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں جب تم واپس آؤ گے تو ہمارا علم قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اور ہم نہ ہوئے تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا"

(الفضل یکم اپریل ۱۹۱۴ء)

گویا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں سیدنا محمود احمد ایدہ اللہ کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق یقین کرتے تھے۔ انہیں قرآن مجید کے علم لدنی کا حامل سمجھتے تھے اور خود ان کی تعلیمی اور تربیتی نگرانی فرماتے تھے۔ اور یہ یقین رکھتے تھے کہ پیشگوئی کے لفظ "فضل عمر" کے ماتحت آپ دوسرے خلیفہ ہونے والے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفہ اول رضہ کے ارشادات کے ماتحت حضرت میرزا محمود احمد صاحب کے بارے میں جماعت میں جو تاثر تھا اس کے ثبوت میں ذیل میں اخبار پیغام صلح کے دو حوالے درج کرتا ہوں۔ لکھا ہے :-

"اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت صاحبزادہ

مرزا محمود احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب خدا کے مامور اور برگزیدہ کے فرزند، صاحب علم، صاحب عظمت، صالح اور نہایت نیک اطوار اور ائمۃ الہدیٰ ہونے کے ہر طرح قابل ہیں۔ اور یہ سب فرزند بلا شبہ روحانی اور جسمانی دونوں معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آل ہیں اور اِنَّ اللّٰہ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ کے الہام کے پورے مصداق ہیں۔" (پیغام صلح ۲۹ر مارچ ۱۹۱۴ء)

۲۔ "پیارے ناظرین! ہم آپکو یقین کلّی دلاتے ہیں کہ ہم حضرت صاحبزادہ صاحب (سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود) ناقل) کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور ملجاء وماویٰ سمجھتے ہیں اور ان کی پاکیزگی روح اور بلندی فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلّی کو مانتے ہیں اور دل سے ان سے محبت کرتے ہیں واللّٰہ علیٰ مانقول شہید۔"

(پیغام صلح ۲۹ر مارچ ۱۹۱۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے خلافت کے استحکام اور دوام کے لئے جو کارنامہ سرانجام دیا وہ آپ کے چھ سالہ عہدِ خلافت کا ایک زرّیں کارنامہ ہے بعض لوگوں کی طرف سے جب عزلِ خلافت کا شوشہ چھوڑا جانے لگا یا ایسے بعض اقدام تجویز ہوئے جن سے خلافت کے مقام کا استخفاف لازم آتا تھا تو آپ نے پورے عزم اور شانِ صدّیقی سے فرمایا کہ:۔

"دیکھو میں خلیفۃ المسیح ہوں اور خدا نے مجھے بنایا ہے۔ میری کوئی خواہش اور آرزو نہ تھی اور کبھی نہ تھی۔ اب جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ ردا پہنا دی ہے میں ان جھگڑوں کو ناپسند کرتا ہوں اور سخت ناپسند کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میں ایسی باتیں پیدا ہوں۔ ...... تم خوب یاد رکھو کہ معزول کرنا تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کر دو مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو۔ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے .... خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی اسلئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتا۔"

(بدر یکم فروری ۱۹۱۲ء)

پھر اسی سال ۱۲ء کے ماہ جون میں احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ:۔

"جس طرح پر آدمؑ، داؤدؑ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک

پہنچاتے ہیں تم ان سے پچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ ہی میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔

(بدر ۴۔۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

آپؓ نے جماعت کو اس بات پر پختہ طور پر قائم کر دیا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ آپؓ نے اسی سلسلہ میں مخالفینِ خلافت کو فرمایا کہ:۔

"نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا۔"

(بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی فراست اور ایمان کے عین مطابق آپؓ کے وصال کے بعد سیدنا حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ کو خود کھڑا کیا اور آپ کی غیر معمولی تائیدات فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ کو کامل شفا بخشے اور اپنے خاص فضل سے جماعت کی دستگیری فرمائے اور ہر آنیوالا دن جماعت کی مزید ترقی کا دن ہو۔ اللّٰھم آمین ثم آمین!

---

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء ـــ غم اور مسرّت کا سنگم

۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو جہاں ایک طرف حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے جسدِ مبارک کی تدفین عمل میں آئی وہاں اسی روز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ احبابِ جماعت کی اس غمی اور خوشی کی ملی جلی کیفیت کا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے کیا ہی خوب ان الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"اے جانے والے! تجھے تیرا پاک عہدِ خلافت مبارک ہو کہ تو نے اپنے امام و مطاع مسیح کی امانت کو خوب نبھایا اور خلافت کی بنیادوں کو ایسی آہنی سلاخوں سے باندھ دیا کہ پھر کوئی طاقت اسے اپنی جگہ سے ہلا نہ سکی۔ جا ــ اور اپنے آقا کے ہاتھوں سے مبارکباد کا تحفہ لے اور رضوانِ یار کا ہار پہن کر جنت میں ابدی بسیرا کر۔ اور اے آنیوالے! تجھے بھی مبارک ہو کہ تو نے سیاہ بادلوں کے دل ہلا دینے والی گرج میں مسندِ خلافت پر قدم رکھا اور قدم رکھتے ہی رحمت کی بارشیں برسا دیں۔ تو ہزاروں کانپتے ہوئے دلوں میں سے ہو کر تختِ امامت کی طرف آیا اور پھر صرف ایک ہاتھ کی جنبش سے ان تھراتے ہوئے سینوں کو سکینت بخش دی۔ آ ــ آ اور ایک شکور جماعت کی ہزاروں دعاؤں اور تمناؤں کے ساتھ ان کی سرداری کے تاج کو قبول کر۔ تو ہمارے پہلو سے اٹھا ہے مگر بہت دور سے آیا ہے۔ آ ــ اور ایک قریب رہنے والے کی محبت اور دور سے آنیوالے کے اکرام کا نظارہ دیکھ!

اے فخرِ رسل قربِ تو معلومم شد
دیر آمدۂ ز راہِ دور آمدۂ

(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۳۲۴)

ادارہ

عہدِ خلافتِ ثانیہ کے بعض زرّیں کارنامے

یہ مضمون محترم مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر فاضل انچارج صیغہ زود نویسی کے سپرد کیا گیا تھا مگر وہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ موجودہ مضمون ہیئت اور مواد کے لحاظ سے زیادہ تر برادرم لطف الرحمٰن صاحب محمود کی محنت کا مرہونِ منت ہے۔ (ایڈیٹر)

خلافتِ ثانیہ کے دَورِ سعید میں جماعت احمدیہ نے جس تیز رفتاری کے ساتھ مختلف جہات میں ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ آنے والا ہر مؤرخ جب بھی ان پر قلم اُٹھائے گا تو وہ ہمارے پیارے امام حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ کی حیران کُن قائدانہ صلاحیتوں ——— فہم و فراست ——— حُسنِ تدبّر ——— استقلال ——— محنت ——— اور غیر معمولی تنظیمی دماغ کے بے شمار کارنامے دیکھ کر انگشت بدنداں ہو جائے گا۔!!

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد "قیامِ شریعت" اور "تجدیدِ دین" ہے، "کسرِ صلیب" اور "قتلِ دجّال" ہے۔ ابتداء و انتہاء یہ ہے کہ ؎ "مسلماں را مسلماں باز کردند" ——— خود سچا مسلمان بننا اور دوسروں کو سچا مسلمان بنا کر سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی غلامی میں داخل کرنا ———

غرض غلبۂ اسلام ——— استحکامِ اسلام ——— اشاعتِ اسلام ——— قیامِ امنِ عالم ..... یہ سب اس الٰہی سلسلے کی منزلیں ہیں۔ دنیا میں ترقی کرنے والی ہر تبلیغی جماعت کو ہر لحاظ سے ہر صحت مند میدان میں دوسروں کے لئے مثالی نمونہ ہونا چاہیئے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مختلف ذرائع میں سے جن پر عمل کرنا محدود ذرائع کے باوجود ممکن ہو سکا، کیا گیا۔ اس لحاظ سے ہمیں بفضلہ تعالےٰ ہر میدان میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عظیم الشان کارنامے نظر آتے ہیں۔ ان تمام کارناموں کا بنیادی مقصد یعنی غلبۂ اسلام اور حمایتِ اسلام سے گہرا تعلق ہے لیکن ان تمام کارناموں کو احاطۂ تحریر میں لانے کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ موجودہ "خاص نمبر" جس کے ایک جزو کا بھی متحمل نہیں ہو سکتا ؎ سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لئے!!

تاہم اختصار کے ساتھ نمونہ کے طور پر عہدِ خلافتِ ثانیہ کے بعض کارناموں کو پیش کیا جا رہا ہے جن پر ایک طائرانہ نگاہ ہی قلبِ صافی کو اس یقین تک پہنچا سکتی ہے کہ اس عظیم انسان کے سر پر "خدا کا سایہ ہے"!!

یہ حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقبول اور راستباز بندے معجزانہ تائیدات سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ وہ دنیا کے مقابلہ میں ایک ذرّہ بے مقدار کی طرح ہوتے ہیں۔ مخالفانہ ہواؤں کے طوفان آتے ہیں اور انہیں اپنی مہلک لپیٹ میں لے کر نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں مگر وہ خدا جس کا قوی ہاتھ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے، جس کے اذن کے بغیر کوئی شخص نہ اپنا ہاتھ لمبا کر سکتا ہے نہ اکٹھا انہیں اپنے سایۂ عاطفت میں لیتا اور پہاڑوں سے زیادہ مضبوط بنا دیتا ہے۔ مصائب کی آندھیاں اور مشکلات کے زلازل اُن کے پائے استقلال میں جنبش پیدا نہیں کر سکتے۔ اُن کے عزائم نہایت بلند، ان کے ارادے نہایت وسیع، اور اُن کے خیالات نہایت ارفع ہوتے ہیں۔ وہ اکیلے ہوتے ہیں مگر تمام دنیا کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے حیرت انگیز قوتِ جذب کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ کمزور ہوتے ہیں مگر خدائے قادر و قیوم کی عجیب عجیب قدرتیں اُن کے ذریعے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ وہ بے کس ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے پر عظیم طاقتوں کے طلسم پاش پاش کر دیتا ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ ارادۂ الٰہی جو اُن کی ترقی و عظمت کے متعلق ہے معرضِ التوا میں رہے مگر خدا تعالیٰ تمام مشکلات و موانع کو دُور کر کے اور تمام روکوں کو نابود کر کے انہیں کو جو گمنام ہوتے ہیں اکنافِ عالم میں ذکرِ خیر کے ساتھ شہرت دیتا ہے، ہر میدان میں انہیں فتح دی جاتی ہے، ہر جنگ میں وہ جیتتے ہیں اور دنیا کی سعید روحیں اُن کے قدموں میں سکون تلاش کرتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے دوستوں کا دوست اور اُن کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ ہر لمحہ آسمان سے اُن کی نصرت کی جاتی ہے۔ فرشتے اُن کے کام سنوارتے ہیں اور سعادت مندوں کے دلوں میں تائیدِ دین کے لئے الہام کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے ان مقبولوں کو درخشندہ ستاروں کی طرح منوّر کرتا ہے، انہیں بلند آسمانوں کی سی عظمت عطا کی جاتی ہے، انہیں پہاڑوں کا سا عزم بخشا جاتا ہے اور ہزارہا نشانات اُن کی تائید کے لئے ظاہر ہوتے ہیں ـــــ غرض ان کی زندگیوں اور کارناموں پر نظر ڈالتے ہی دل گواہی دیتا ہے ـــــ کہ یہ مقبولانِ بارگاہِ الٰہی ہیں!

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اُس کا ایک ایسا ہی مقبول بندہ آج بھی ہمارے درمیان موجود ہے۔ ہمارے مقدس امام و مقتدا سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد اطال اللہ بقاءہ و ایدہ اللہ بنصرہ العزیز موجودہ دَور میں اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت اور خاص فضل کا نشان ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ سعید روحیں جو آپ سے روحانی پیوند حاصل کر کے اس شجرۂ طیبہ کی ایک شاخ بن گئے ہیں۔ جس طرح یہ شجرہ حوادثِ زمانہ سے محفوظ رہے گا اُسی طرح بفضلہ تعالیٰ اس کی شاخوں کی تازگی اور لطافت خزاں کے تھپیڑوں کا شکار نہ ہو سکے گی۔

ـــ

یارِ مردانِ خدا باش کہ در کشتی نوح
ہست خاکی کہ بآبی نخرد طوفاں را

اس مضمون میں مجھے اختصار کے ساتھ اس بطلِ جلیل کے بعض نمایاں ترین کارناموں پر انتہائی اختصار کے ساتھ طائرانہ نگاہ ڈالنی ہے

(۱) استحکامِ خلافت

تاریخ اسلام سے واقفیت رکھنے والے ہر مسلمان پر "خلافت" کی اہمیت واضح ہے۔ اس نعمت کی بدولت مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد رہا اور ایک عظیم عالمی قوت کی حیثیت سے انہوں نے ایک دنیا کو مذہبی، تہذیبی، ثقافتی، علمی، تمدنی اور اخلاقی لحاظ سے متاثر کیا۔ اس کی اہمیت کے ذی علم مسلمان ہمیشہ معترف رہے ہیں حتیٰ کہ ترکی کی برائے نام خلافت کے خاتمہ پر بھی اقبال نے آنسو بہائے اور ہندوستان میں احیائے خلافت کے لئے "تحریکِ خلافت" چلائی گئی۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہمیں پھر اس نعمتِ غیر مترقبہ کا وارث کیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "خلافت" کی اہمیت کو محسوس کرکے اپنے عہدِ خلافت میں تحریر اور تقریر کے ذریعے احباب جماعت کو خاص طور پر توجہ دلائی۔ اس سعیٔ جمیل کے نتیجے میں ۱۹۱۴ء کے فتنۂ انکارِ خلافت جو ایک خوفناک زلزلے سے کم نہ تھا۔ جماعت کی بہت بھاری اکثریت کو حق پر قائم رہنے کی توفیق ملی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خلافتِ ثانیہ کے دور میں خلافت کی اہمیت کو خاص طور پر واضح فرمایا ہے۔ اس کی برکات ایک ایک مخلص کے ذہن میں راسخ کر دی ہیں۔ حضور نے خطبات، تقاریر، کتب، مضامین غرض تحریر اور تقریر کے ذریعے اس مسئلے کو ایسا صاف کیا ہے کہ اب کوئی مخلص احمدی اس کی اہمیت سے غافل نہیں۔ خلافتِ ثانیہ کے دور میں کئی فتنے اُٹھے مگر حضور نے مقامِ خلافت کے تقدس کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات سے ہمیشہ اس کی حفاظت فرمائی۔ جماعت خلافت کی برکات کی عملی رنگ میں علمی اور ذاتی شاہد ہے۔ یہی "استحکامِ خلافت" حضور کا ایک اہم ترین عملی کارنامہ ہے۔

(۲) غلط عقائد کی تردید

جماعت احمدیہ کی تاریخ سے واقف حلقے جانتے ہیں کہ ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کے بعض عمائدین نے خلافت کا انکار کرکے لاہور میں ایک نئی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ عام مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اپنے عقائد میں تبدیلی کی اور اس دھن میں اس حد تک نوبت پہنچی کہ انہیں بعض ایسے عقائد کے شیش محلوں میں پناہ لینا پڑی جو حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ علیہ السلام کی تحریرات کے منافی تھے۔ ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

مقام کا استخفاف بھی روا ہوگیا اور آپ کو صرف ایک "مجدّد" قرار دیا جانے لگا۔ یہ سب کچھ "خلافت" سے اختلاف کی بنا پر ہوا اور اختلاف کی یہ خلیج کافی وسیع ہوگئی۔ "مسئلہ نبوت"، "مسئلہ کفر و اسلام"، "انجمن اور خلافت"، "قدرتِ ثانیہ" اور اسی قسم کے دیگر مسائل پیدا ہوگئے۔

چونکہ یہ اصحاب جماعت کے عمائدین میں سے تھے اس لئے جماعت کی صفوں میں ذہنی انتشار کا امکان ضرور تھا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خلافت کے ابتدائی دور میں کم عمری، اور شدید مصروفیت کے باوجود ان اختلافی مسائل پر متعدد انتہائی ٹھوس کتب رقم فرمائیں اور ان مسائل کو ایسا صاف کیا کہ تمام وساوس اور شبہات کا ازالہ ہوگیا۔ ان اختلافی مسائل کا بروقت فیصلہ حضور کا ایک اور عظیم الشان کارنامہ ہے۔ "انجمن اشاعت اسلام" لاہور کا خیال تھا کہ ان "نرم عقائد" کی وجہ سے شائد عام مسلمان ان کے حلقہ بگوش ہوجائیں گے۔ افسوس یہ خواب آج تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوا ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

(۳) جماعت کی شیرازہ بندی

خلافتِ ثانیہ کا ایک اہم کارنامہ جماعت کی مضبوط شیرازہ بندی اور تنظیم ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ؏

"فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں"

افراد جب تک ایک فعّال تنظیم میں منسلک نہ ہوں اُس وقت تک نہ اُن کی صلاحیتوں سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اُنہیں جِلا بخشی جاسکتی ہے۔ جماعت افراد کی بھیڑ یا ہجوم کا نام نہیں بلکہ منظّم اور فعّال تنظیم کا نام ہے۔ خلافتِ ثانیہ کے قیام کے وقت "صدر انجمن احمدیہ" ہی جماعت کے تنظیمی نظم و نسق کو چلاتی تھی اور جملہ تربیتی امور کی نگرانی بھی کرتی تھی۔ ہندوستان میں مختلف مقامات پر موجود جماعتوں میں سیکرٹری وغیرہ مقرر تھے جو مرکز سے رابطہ کا ذریعہ تھے حضور ایدہ اللہ نے جہاں مقامی جماعتوں کی تنظیم اور مرکز سے اُن کے روابط کو زیادہ مضبوط کیا وہاں مرکزی تنظیم یعنی صدر انجمن احمدیہ کی کارکردگی اور افادیت کے معیار کو زیادہ بلند کرنے کے لئے سنہ ۱۹۱۹ء میں اس انجمن کے متوازی "نظارتوں" کا ایک نیا نظام جاری فرمایا۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں اس متوازی نظام کو صدر انجمن احمدیہ میں مدغم کردیا گیا۔ ابتداء میں "نظارت بیت المال"، "نظارت امور عامہ"، "نظارت امور خارجہ"، "نظارت دعوۃ و تبلیغ"، "نظارت تعلیم و تربیت"، "نظارت تالیف و تصنیف" اور "نظارت ضیافت" قائم کی گئیں۔ اِن نظارتوں کے کام کی نگرانی کے لئے "نظارتِ عُلیا" تھی جس کا سربراہ "ناظر اعلیٰ" ان سب کا نگران ہوتا تھا۔ وقتی ضروریات کے پیشِ نظر اس نظام میں معمولی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ بعض نظارتیں مدغم ہوگئیں۔ بعض نئی نظارتیں قائم ہوئیں لیکن بنیادی طور پر جماعت کی تنظیم اسی ڈھانچے پر استوار ہے۔ مختلف نظارتیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی

روشنی میں اپنے اپنے شعبوں میں جماعت کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ ان کے فرائض، اختیارات اور دائرہ کار کے لئے معیّن قواعد و ضوابط بھی وضع کئے گئے ہیں۔ اس وقت مندرجہ ذیل نظارتیں قائم ہیں جن کے تحت متعدد صیغے کام کر رہے ہیں۔

• نظارتِ علیا، • نظارت دیوان، • نظارت تجارت و صنعت، • نظارت زراعت، • نظارت بیت المال (آمد و خرچ)، • نظارت بہشتی مقبرہ، • نظارت امور عامہ، • نظارت امور خارجہ، • نظارتِ تعلیم، • نظارت اصلاح و ارشاد۔

مقامی جماعتوں میں امراء، پریذیڈنٹ اور صدر انجمن کے اہم شعبوں کی طرح علیحدہ علیحدہ سیکرٹریان کام کرتے ہیں جن کا انتخاب یہ جماعتیں خود کرتی ہیں اور مرکز کی منظوری سے ان کا تقرر عمل میں آتا ہے۔ اس طرح جماعت احمدیہ کے افراد جہاں بھی رہیں گے ایک باقاعدہ تنظیم کی سلک میں پروئے رہیں گے اور ایک معیّن لائحہ کار اُن کے سامنے رہے گا۔

ذیلی تنظیمیں اس مرکزی تنظیم کے علاوہ جماعت کے مختلف طبقوں کی موثر تربیت اور اُنہیں مستقبل کی اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بنانے کے لئے حضور نے مختلف تنظیمیں جاری فرمائیں۔ اُن میں سے ہر تنظیم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم کارنامہ ہے اور اپنے دُور رس تربیتی اثرات کے لحاظ سے حضور کی محیر العقول دُور اندیشی کا ثبوت ہے ان میں سے ہر ایک تنظیم جماعت کی مرکزی تنظیم کا فعّال اور مضبوط بازو ہے۔ ان تنظیموں کی بدولت جماعت کے مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، غرض سب چھوٹے بڑے مرکز سے وابستہ ہیں۔ جماعت کی شیرازہ بندی کی ایک عجیب کیفیت ہے۔

(الف) احمدی مستورات اور بچیوں کی تنظیمیں

لجنہ اماء اللہ ۱۹۲۲ء میں حضور نے احمدی مستورات کی تعلیم و تربیت اور تنظیم کے لئے لجنہ اماء اللہ کو قائم فرمایا۔ اس تنظیم کی اہمیت واضح ہے۔ جماعت کی آئندہ نسل نے ان کی آغوشِ تربیت سے پل کر نکلنا ہے۔ یہ تنظیم احمدی خواتین کو اس فرض کے بطریق احسن سرانجام دینے میں مدد دیتی ہے۔ "لجنہ اماء اللہ" کے تحت احمدی مستورات نے تعلیمی، تربیتی، علمی اور عملی میدان میں نمایاں ترقی کی ہے۔ یُوں کہنا چاہیئے کہ اُن میں نئی زندگی پیدا ہوئی ہے۔ لاکھوں روپے اور ہزاروں کی مالیت کے قیمتی زیورات احمدی مستورات نے بڑی فراخدلی سے دین کی راہ میں دے کر ایثار اور قربانی کے نادر نمونے دکھائے ہیں اور دکھا رہی ہیں!

ناصرات الاحمدیہ یہ احمدی بچیوں کی تنظیم ہے جو احمدی بچیوں کو "لجنہ اماء اللہ" کا مفید وجود بنانے کے لئے کام کر رہی ہے گویا لجنہ اماء اللہ کی "نرسری" کی حفاظت اس تنظیم کے سپرد ہے۔

(ب) احمدی بزرگوں، جوانوں اور بچوں کی تنظیمیں

انصار اللہ یہ جماعت کے اُن بزرگوں کی تنظیم ہے

جن کی عمر چالیس سال یا اس سے اوپر ہے۔ یہ تنظیم بوڑھوں کو جوان بناتے ہوئے ہے جو جماعت کے نوجوانوں اور بچوں کی تربیتی نگرانی اور اپنے قول و فعل اور نمونے سے انہیں نیکی کی تحریک کرتے ہیں۔

خدام الاحمدیہ ۱۹۳۸ء میں حضور نے نوجوانانِ جماعت کی تربیت و ترقی کے لئے اس تنظیم کو جاری فرمایا جو آج ایک نہایت مؤثر شکل اختیار کر چکی ہے۔ بیرونِ پاکستان اور اندرونِ پاکستان سینکڑوں مجالس قائم ہیں اور احمدی نوجوان اس تنظیم کے طفیل بڑی تیزی سے روحانی، علمی اور اخلاقی لحاظ سے بلند سے بلند تر ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ تنظیم "خدام" کو جماعت کا مفید وجود اور بہترین "انصار" بنانے کے لئے کوشاں ہے۔

اطفال الاحمدیہ پندرہ سال کی عمر تک کے احمدی بچوں کی تنظیم ہے۔ جو جماعت کی "نرسری" کی روحانی، جسمانی اور تعلیمی لحاظ سے تربیت کرتی ہے اور انہیں اچھے خدام بننے میں مدد دیتی ہے۔

ان تمام مرکزی تنظیموں کے سالانہ اجتماع، مجالسِ شوریٰ، بجٹ آمد و خرچ اور تعلیمی و تربیتی اور رفاہی سکیمیں ہیں۔ دفاتر، میگزین، دساتیرِ اساسی، علامتی پرچم، غرض ہر لحاظ سے مکمل تنظیمیں ہیں جو افرادِ جماعت کے تمام طبقوں میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے کے لئے کام کر رہی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی حیران کن قائدانہ صلاحیت کا ایک قابلِ ذکر پہلو یہ بھی ہے کہ جماعت کا ایک ایک مخلص فرد مقامی انجمن احمدیہ کا ممبر ہونے کے علاوہ جماعت کی کسی نہ کسی ذیلی تنظیم سے بھی ضرور وابستہ ہے!!

(۴) مجلسِ مشاورت

اسلامی معاشرہ میں قومی امور کو مشورے سے طے کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ قرآن حکیم نے واضح طور پر "شوریٰ" کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین رضی بھی صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانے میں جلسہ سالانہ کے ایام ہی میں نمائندگان جماعت سے اہم قومی اور ملی امور میں مشورہ کر لیا جاتا تھا لیکن باقاعدہ "مجلسِ شوریٰ" نہ تھی۔ ۱۹۲۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ضرورت محسوس کر کے اسے باقاعدہ جاری فرمایا۔ اس وقت سے ہر سال مرکز میں "مجلس مشاورت" منعقد ہو رہی ہے۔ "شوریٰ" میں تمام جماعتوں کے منتخب نمائندے مرکز میں تشریف لا کر جماعتی ترقیات اور مسائل پر غور و فکر کرتے ہیں، آمد و خرچ کے بجٹ پاس کرتے ہیں، نئے لائحہ ہائے عمل تیار کرتے ہیں۔ اس مجلس کے نمائندوں کی تعداد معین نہیں۔ جماعت کی عددی ترقی کے ساتھ ساتھ ان نمائندگان کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اس

مجلس میں جماعت کے تمام طبقات کی نمائندگی ہوتی ہے
اس مجلس کی بدولت افرادِ جماعت میں احساس ذمہ داری
خود اعتمادی، اپنائیت اور خدمتِ اسلام کا درد پیدا
ہونے میں مدد مل رہی ہے۔!!

(۵) محکمۂ قضاء

۱۹۲۵ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور عظیم الشان کارنامہ سرانجام
دیا۔ آپ نے اسلامی "محکمۂ قضاء" قائم کرکے جماعتی
تنظیم میں ایک گرانقدر اضافہ فرمایا۔ یہ ایک قسم کی
"قومی عدالت" ہے جس میں افرادِ جماعت کے ایسے باہمی
نزاعات اور مقدمات کی جو قابلِ دخل اندازیٔ پولیس
نہ ہوں، سماعت ہوتی ہے۔ اس "قومی عدالت" کے
قواعد وضوابط بالکل سادہ ہیں۔ کوئی "کورٹ فیس"
نہیں۔ یہ نظام طوعی ہے۔ مقرر کردہ قاضی ان مقدمات
کی ابتدائی سماعت کرکے فیصلہ دیتے ہیں۔ اس فیصلہ
کے خلاف اپیل قاضیوں کے ایک بورڈ کے پاس ہوتی
ہے۔ آخری اپیل کی سماعت حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے
ہیں۔ اس قضاء کے آئین کے مطابق اگر کسی مقدمہ میں
خلیفۂ وقت ذاتی حیثیت میں اس کے ایک فریق ہوں
اور قاضیوں کے بورڈ کا فیصلہ خلیفۂ وقت کے خلاف
ہو تو بورڈ کی رائے قطعی اور آخری سمجھی جائے گی۔
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے
اس عظیم کارنامے کے دُور رس اثرات مالی، اخلاقی،
تمدنی اور معاشرتی لحاظ سے حد درجہ مفید ثابت ہوئے
ہیں۔ اس "قومی عدالت" کی وجہ سے قوم کا ہزاروں روپیہ
اور بہت سا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے!!

(۶) جماعتی تنظیم پر اثر انداز ہونے والی منفی تحریکوں کا انسداد

الٰہی سلسلوں کو مزید ترقیات سے ہمکنار کرنے کیلئے
داخلی اور خارجی فتنے ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ مذہبی دنیا کی
تاریخ میں اس قسم کے محرکات کا تذکرہ موجود ہے۔ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس نوع کے ابتلاؤں کے
آنے کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ خلافتِ ثانیہ کے دور میں
ایسے متعدد داخلی اور خارجی فتنے اُٹھے جو بظاہر اتنے
خطرناک تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت شاملِ حال
نہ ہوتی تو نہ جانے کیا حشر ہوتا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی
قیادت میں مُٹھی بھر جماعت نے ان تمام فتن کا مقابلہ کیا
اور تنظیم کو ٹوٹنے اور جماعتی شیرازے کو انتشار سے بچانے
کے لئے پوری سعی کی۔

۱۹۱۴ء کے ابتلاء کے بعد ۱۹۲۶-۲۷ء میں "مستریوں"
نے فتنہ برپا کیا مگر اپنی موت آپ مر گیا۔ ۱۹۳۴ء میں
"احرار" نے جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کے
خلاف اشتعال کی ایک خطرناک مہم کا آغاز کیا۔ اور احرار
کے سیاسی زور کے پیشِ نظر انگریز حکام نے بھی اُن کی
طرفداری کی۔ اس شہ پر انہوں نے ہندوستان کے
مختلف مقامات پر شورش برپا کی اور قادیان میں بھی

آ کر اشتعال پھیلایا۔ لیکن اِن مایوس کُن حالات میں حضور نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اعلان فرمایا:۔

"تم سارے مل جاؤ اور دن رات
منصوبے کرو اور اپنے منصوبوں کو
کمال تک پہنچا دو اور اپنی ساری طاقتیں
جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لئے
تُل جاؤ پھر بھی یاد رکھو تم سب کے سب
ذلیل و رُسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے،
تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور خدا مجھے
اور میری جماعت کو فتح دے گا کیونکہ
خدا نے مجھے جس راستہ پر کھڑا کیا
ہے وہ فتح کا راستہ ہے اور جو
تعلیم مجھے دی گئی ہے وہ کامیابی
تک لے جانے والی ہے!"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ رمئی ۱۹۳۵ء)

چنانچہ عین انہی دنوں میں "مسجد شہید گنج" کے معاملہ میں احرار کی ملت فروشی کی قلعی کھل گئی اور وہ مسلمانوں کے شدید ردِ عمل کی تاب نہ لا کر راستے سے ہٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس صبر و استقلال پر حضرت فضلِ عمر کے ذریعے جماعت کو "تحریک جدید" کا انعام دیا جس کی بدولت آج احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔!

احرار کی شورش کے بعد ۱۹۳۷ء میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو ابتلاء پیش آیا اور انہوں نے ایک نیا فتنہ برپا کر دیا اور دل آزار پروپیگنڈے کا ناپاک سلسلہ شروع کر دیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو یہاں بھی صبر و استقلال سے کام لینے کی تلقین فرمائی اور خود بھی صبرِ ایوبیؑ کا نمونہ دکھایا اور جماعت کو پُر امن رکھا۔ اِس وجہ سے مصری صاحب کو بھی اپنے پیشروؤں کی طرح ہر لحاظ سے ناکامی اور نامرادی نصیب ہوئی جس کے مندرجہ ذیل چند پہلو قابلِ غور ہیں: ان کا دعویٰ تھا کہ جماعت کے ہزاروں افراد ان کے ساتھ ہیں مگر حالات نے اُن کے اِس بے بنیاد دعوے کو جھٹلا دیا اور "ڈھائی ٹوٹرو" بھی ساتھ نہ نکلے ؎

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اِک قطرۂ خوں نہ نکلا

مصری صاحب کو انکارِ خلافت کے بعد اُن عقائد سے پھرنا پڑا جن کی وہ دوسروں کو بڑے جوش سے تلقین کیا کرتے تھے ——— ایک سزا یہ بھی ملی کہ اُن کے بعض بچے سرے سے ہی احمدیت کے منکر ہو گئے۔ بے بنیاد الزام تراشی کا یہ نتیجہ نکلا کہ اسی قسم کے الزامات اُن کے گھرانے کے افراد پر لگائے گئے ——— فاعتبروا یا اولی الابصار۔!

اس کے بعد ۱۹۵۳ء میں احرار نے ایک مرتبہ پھر احمدیت کے نور کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بُجھانے کی بھرپور کوشش کی۔ یہ شورش ۳۵-۱۹۳۴ء کے ابتلاء سے زیادہ خطرناک تھی کہ اس میں مسلمانوں کی اکثر جماعتوں نے احرار کی تاریخ کو یکسر نظر انداز کر کے اُن سے تعاون کیا۔ اس تعاون کے بل بوتے پر احرار اُس ملک کے سیاہ و سفید پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھنے لگے جسے وہ اس سے قبل "پلیدستان" اور "لیگی سرمایہ دار کا وطن" کہا کرتے تھے،

جس کے متعلق اُن کے ایک بزرگ نے یہاں تک فرمایا تھا کہ "کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے"!

"اتحاد محاذ" میں احرار کے علاوہ ملک کے چیدہ چیدہ تیرہ انجمنیں (جمعیۃ العلمائے پاکستان، جمعیۃ العلمائے اسلام، جماعت اسلامی، اہلِ سنّت والجماعت، جمعیۃ اہلحدیث، مؤتمر اہلحدیث پنجاب، ادارہ تحفظِ حقوقِ شیعہ، سفینۃ المسلمین، حزب اللہ مشرقی پاکستان، مجلسِ تحفظ ختم نبوت، جمعیۃ اصلاح اور جمعیۃ العربیہ) شامل ہوئیں۔ اِن تیرہ جماعتوں نے جماعت احمدیہ کی طرف غلط عقائد منسوب کر کے پاکستانی مسلمانوں کو اُکسایا اور احمدیوں کو "غیر مسلم اقلیت" قرار دینے کی مہم چلائی۔ جا بجا جلسے کئے، اخبارات میں اشتعال پھیلایا گیا جنہیں سرکاری خزانے سے ہزارہا روپیہ دیا گیا (ملاحظہ ہو تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ صفحہ ۳) لوٹ مار قتل و غارت اور خونریزی کی وارداتیں ہونے لگیں ــــ اس اشتعال انگیزی کے نتیجے میں جگہ جگہ خون اور آگ کی ہولی کھیلی گئی اور نام نہاد "غازیوں" نے بعض معصوم احمدیوں کے لہو سے اپنی تلواریں رنگین کیں۔ اُن کی جائیدادوں کو نذرِ آتش کیا۔ جہاں تک مخالف قوتوں کے جوش و خروش کا عالم تھا لوگوں کو بجا طور پر یقین کامل تھا کہ اِس سیلابِ بلا میں احمدیت اب (نعوذ باللہ) خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گی۔ مگر استقلال کے پیکر خدا کے بندے محمود نے خطرے میں گھرے ہوئے احمدیوں کو تلقین کی کہ حالات خواہ کیسے ہی ناسازگار کیوں نہ ہو جائیں کوئی احمدی اپنی جگہ سے نہ ہلے اور ساتھ ہی یہ خوشخبری سُنادی کہ اللہ تعالیٰ میری مدد کو دَوڑتا ہوا آرہا ہے اور اس کی نصرت قریب ہے۔! چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات میں جماعت کی نصرت کی اور حالات سازگار ہو گئے۔

حکومت نے اِن ہولناک فسادات کی تحقیقات کے لئے کمیشن بٹھایا جس کی روئیداد کی اشاعت سے ملک کے تمام اخبارات کے ذریعے احمدیت کی خوب تبلیغ ہوئی۔ اگر یہ غریب جماعت لاکھوں روپیہ خرچ کرتی تب بھی اسے یہ شہرت نصیب نہ ہوتی ـــــ مگر اس نشر و اشاعت سے وسیع پیمانے پر جماعت احمدیہ کی تبلیغ خود بخود ہو گئی ع

عدو شود سببِ خیر گر خدا خواہد

اور دوسری طرف ایسے بے شمار افراد جو اس بھنور سے احمدیت کی کشتی کے سلامت نکل آنے کو اس کی صداقت کا ایک ثبوت سمجھتے تھے دیوانہ وار حق کی آغوش میں آگئے۔!!

اِسی طرح کئی اور فتنے اُٹھے مگر وہ سب کے سب احمدیت کی چٹان سے ٹکرا پاش پاش ہو گئے اور خدائی قافلہ اپنے اولوالعزم میرکارواں کے پرچم کے سائے تلے منزل کی طرف رواں دواں رہا! ۔ ان میں سے ہر فتنے کا مقابلہ حضور کا ایک زرّیں کارنامہ ہے!!

---

(۷) جماعت کی مالی ترقی

جماعت کی تنظیم کے استحکام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت کی مالی قربانیوں میں کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ اس حیرت انگیز ترقی کا

اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۱۴ء میں جماعت کا بجٹ آمد و خرچ دو لاکھ کے لگ بھگ تھا مگر اب صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید اور وقفِ جدید کا بجٹ نصف کروڑ سے زائد ہے۔ عملاً مارچ ۱۹۱۴ء میں مدرسہ احمدیہ، مقبرہ بہشتی، محکمہ تعمیر اور بیت المال وغیرہ سب شعبے تقریباً بارہ ہزار روپے کے مقروض تھے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے خزانے میں صرف ساڑھے دس روپے کی رقم موجود تھی۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیے "الفضل" ۲۳ مئی ۱۹۱۴ء) لیکن اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ اُنتیس لاکھ ستائیس ہزار دو سو چونسٹھ روپے ہے جبکہ انجمن تحریک جدید کا بجٹ تینتیس لاکھ اڑتالیس ہزار سات سو ستر روپے ہے۔ انجمن وقفِ جدید کا بجٹ (جسے قائم ہوئے صرف سات سال کا قلیل عرصہ ہوا ہے) ایک لاکھ ستر ہزار تک پہنچ چکا ہے۔

کسی جماعت کی ترقی اور قوت کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت اس کا مالی استحکام بھی ہے۔ اس زاویہ نظر سے اگر جماعت احمدیہ کی مالی قربانیوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورِ خلافت میں نہ صرف جماعتی چندوں میں غیر معمولی اور شاندار اضافہ ہوا بلکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں مالی قربانیوں کے لئے ایسے قواعد و ضوابط وضع فرمائے جن کی بدولت مخلصینِ جماعت انفاق فی سبیل اللہ کے میدان میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔

ادارہ خالد محترم میاں عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ کا بے حد ممنونِ احسان ہے کہ آپ نے ازراہِ کرم خلافتِ ثانیہ کے دور میں جماعت کی مالی قربانیوں کا ایک خاکہ تیار کروا کر ارسال فرمایا ہے جو قارئین کے لئے علم و ایمان کے ازدیاد کا باعث ہوگا۔

اگرچہ دفتر محاسب کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں ہی عمل میں آ چکا تھا اور صدر انجمن احمدیہ کے آمد و خرچ کا گوشوارہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۸ء جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز ماہ نومبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن کی کل آمد (علاوہ لنگر خانہ جس کا انتظام براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک میں تھا) مبلغ دو ہزار روپے ماہوار سے بھی کم تھی۔ لیکن بیت المال کا باقاعدہ نظام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زمانہ مبارک میں وجود میں آیا جیسا کہ قرونِ اولیٰ میں خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اسلامی بیت المال قائم ہوا تھا۔ اور اس بیت المال میں دن دگنی رات چوگنی ترقی شروع ہو گئی۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء میں نظارت بیت المال نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پہلے پچیس سالہ دورِ خلافت کی مالی ترقیات کا گوشوارہ تیار کیا تھا جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو کے جنوری ۱۹۴۰ء کے شمارہ جلد ۳۹ نمبر ۱ میں شائع ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۱۳ء میں جس کے آخری ایام میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تھے صدر انجمن کے چندوں کی مجموعی مقدار بشمول چندہ ہائے خاص موصیوں

کا حصہ جائداد اور صدقات وغیرہ ملا کر مبلغ ۲۱،۷۹۴ روپے تھی جو ۱۹۳۸-۳۹ء میں مبلغ ۱۷،۴۳،۳۱۴ روپے تک پہنچ گئی۔ گویا ۲۵ سال کے عرصہ میں پندرہ گُنا ترقی ہوئی۔ اِن رقوم میں صیغہ جات تجارتی کی آمد، اخبارات و رسائل کی قیمت، تعلیمی اداروں کی فیس یا چندہ تحریک جدید وغیرہ شامل نہیں اگرچہ ان ذرائع آمد کے اعداد و شمار بھی اس گوشوارہ میں شائع کئے گئے تھے۔

اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ اگر موجودہ تمام اداروں کی آمد کو جمع کیا جائے تو وہ صدر انجمن احمدیہ کے بنیادی لازمی چندوں سے جو آگے درج ہیں کسی صورت میں بھی پانچ گُنا سے کم نہیں ہوگی۔ گویا دوسرے لفظوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زمانہ مبارک میں جماعت احمدیہ کی مالی قربانی قریباً بیس پچیس ہزار روپے سالانہ سے ترقی کر کے کم و بیش ایک کروڑ روپے سالانہ تک پہنچ چکی ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

گوشوارہ ا

مندرجہ ذیل رقوم میں بنیادی لازمی چندوں کے علاوہ حصہ جائداد، چندہ ہائے خاص و صدقات بھی شامل ہیں۔

سال	رقم (روپے)
۱۹۱۴-۱۳	۲۱،۷۹۴
۱۹۱۵-۱۴	۳۵،۲۷۵
۱۹۱۶-۱۵	۳۹،۴۱۴
۱۹۱۷-۱۶	۸۴،۶۷۹
۱۹۱۸-۱۷	۸۷،۱۷۱
۱۹۱۹-۱۸	۱،۴۰،۳۷۸
۱۹۲۰-۱۹	۲،۱۷،۵۹۲
۱۹۲۱-۲۰	۱،۷۸،۵۴۵
۱۹۲۲-۲۱	۲،۶۹،۴۰۶
۱۹۲۳-۲۲	۲،۶۴،۵۶۴
۱۹۲۴-۲۳	۲،۳۸،۹۹۱
۱۹۲۵-۲۴	۳،۳۲،۶۶۴

گوشوارہ ب

مندرجہ ذیل رقوم میں صرف بنیادی لازمی چندے یعنی زکوٰۃ، حصہ آمد، چندہ عام و مستورات اور چندہ جلسہ سالانہ شامل ہیں۔

سال	رقم (روپے)
۱۹۳۷-۳۶	۲،۲۷،۹۱۸
۱۹۳۸-۳۷	۲،۴۹،۵۰۲
۱۹۳۹-۳۸	ان دو سالوں کی رقوم نہیں ملیں۔
۱۹۴۰-۳۹	
۱۹۴۱-۴۰	۲،۷۹،۳۹۲
۱۹۴۲-۴۱	۳،۰۹،۲۳۱
۱۹۴۳-۴۲	۳،۹۰،۸۱۱
۱۹۴۴-۴۳	۵،۴۴،۴۵۷
۱۹۴۵-۴۴	۶،۳۴،۸۶۷
۱۹۴۶-۴۵	۷،۴۰،۴۰۴
۱۹۴۷-۴۶	۷،۵۸،۰۹۰
۱۹۴۸-۴۷	۶،۳۸،۳۹۸

سال	رقم
۱۹۲۶-۲۵	۱,۹۱,۶۸۴
۱۹۲۷-۲۶	۲,۰۱,۵۵۱
۱۹۲۸-۲۷	۲,۲۴,۷۷۴
۱۹۲۹-۲۸	۲,۲۵,۶۰۸
۱۹۳۰-۲۹	۲,۳۷,۷۴۱
۱۹۳۱-۳۰	۲,۳۷,۲۴۱
۱۹۳۲-۳۱	۳,۰۹,۳۸۳
۱۹۳۳-۳۲	۲,۳۸,۰۲۴
۱۹۳۴-۳۳	۲,۷۴,۷۱۴
۱۹۳۵-۳۴	۲,۷۴,۵۷۶
۱۹۳۶-۳۵	۲,۶۰,۱۱۷
۱۹۳۷-۳۶	۲,۹۲,۷۴۶
۱۹۳۸-۳۷	۳,۱۱,۱۷۴
۱۹۳۹-۳۸	۳,۱۲,۳۱۷

سال	رقم
۱۹۴۹-۴۸	۷,۷۲,۶۱۶
۱۹۵۰-۴۹	۷,۹۵,۸۳۰
۱۹۵۱-۵۰	۷,۹۴,۴۴۱
۱۹۵۲-۵۱	۸,۳۹,۶۸۶
۱۹۵۳-۵۲	۸,۵۹,۴۹۹
۱۹۵۴-۵۳	۸,۹۲,۰۸۰
۱۹۵۵-۵۴	۸,۹۰,۶۸۸
۱۹۵۶-۵۵	۹,۷۷,۴۹۷
۱۹۵۷-۵۶	۱۰,۷۰,۸۵۴
۱۹۵۸-۵۷	۱۱,۵۶,۷۷۳
۱۹۵۹-۵۸	۱۲,۱۰,۶۹۲
۱۹۶۰-۵۹	۱۳,۰۳,۸۵۸
۱۹۶۱-۶۰	۱۳,۸۲,۱۷۱
۱۹۶۲-۶۱	۱۴,۹۳,۵۲۸
۱۹۶۳-۶۲	۱۶,۹۳,۸۹۸
۱۹۶۴-۶۳	۱۸,۱۸,۰۲۲

چونکہ بعض طبائع گوشوارہ کی بجائے گراف کے ذریعہ ترقی کا زیادہ بہتر اندازہ لگا سکتی ہیں اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زمانہ مبارک میں صدر انجمن احمدیہ کے بنیادی لازمی چندوں کی ازدیادی کو گراف کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔ جس سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ اس "پسر موعود" اور "المصلح الموعود" کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی کہ "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا" اور "وہ جلد جلد بڑھے گا" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) کس آب و تاب سے پوری ہو رہی ہے۔ فالحمد للہ۔

(گراف اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے)
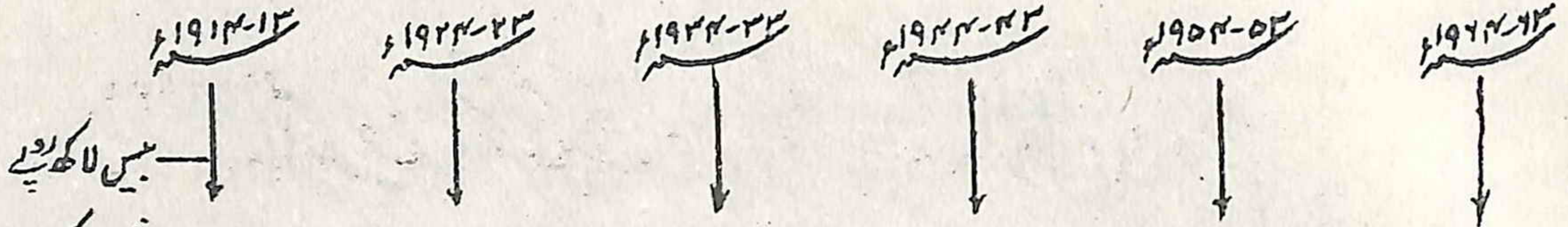
نوٹ ۱:- ۱۹۱۴-۱۳ء سے لیکر ۱۹۲۹-۲۸ء کی لکیریں بنیادی لازمی چندوں کے علاوہ موصیوں کا حصہ جائداد۔ چندہ ہائے خاص اور صدقات وغیرہ بھی شامل ہیں۔

نوٹ ۲:- ۱۹۲۷-۲۶ء سے لیکر ۱۹۶۴-۶۳ء کی لکیریں صرف بنیادی لازمی چندے یعنی زکوٰۃ، حصہ آمد، چندہ عام و مستورات اور چندہ جلسہ سالانہ شامل ہیں۔

نوٹ ۳:- تمام چندوں اور اداروں کے اعداد و شمار جمع کرنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے لیکن اندازہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی مالی قربانی کی مجموعی مقدار اس وقت ایک کروڑ روپے سالانہ سے کم نہیں۔ اور یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظمت کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے +

اسی طرح "تحریک جدید" کے تحت احباب کی مالی قربانیوں کے خاکے پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا قدم آگے ہی آگے ہے۔

آمد چندہ تحریک جدید دفتر اوّل و دوم

انتیس ۲۹ سالہ گوشوارہ

سنہ ۱۹ء	کُل آمد دفتر اوّل	کُل آمد دفتر دوم	کل آمد دفتر اوّل و دوم	کیفیت
۳۵-۳۶	۹۷,۸۸۸		۹۷,۸۸۸	
۳۶-۳۷	۱,۰۸,۰۸۰		۱,۰۸,۰۸۰	
۳۷-۳۸	۱,۳۴,۶۲۵		۱,۳۴,۶۲۵	
۳۸-۳۹	۱,۱۴,۱۰۹		۱,۱۴,۱۰۹	
۳۹-۴۰	۱,۱۹,۹۴۸		۱,۱۹,۹۴۸	
۴۰-۴۱	۱,۲۰,۳۸۲		۱,۲۰,۳۸۲	
۴۱-۴۲	۱,۲۵,۰۴۲		۱,۲۵,۰۴۲	
۴۲-۴۳	۱,۵۷,۹۸۹		۱,۵۷,۹۸۹	
۴۳-۴۴	۱,۹۶,۹۲۵		۱,۹۶,۹۲۵	
۴۴-۴۵	۳,۳۵,۶۳۸		۳,۳۵,۶۳۸	
۴۵-۴۶	۲,۰۶,۹۵۲	۵۲,۷۲۴	۲۵۹۶۷۶	
۴۶-۴۷	۲,۶۴,۴۹۰	۷۳,۶۴۰	۳,۳۸,۱۳۰	
۴۷-۴۸	۲,۴۳,۶۴۵	۶۹,۱۹۱	۳,۱۲,۸۳۶	
۴۸-۴۹	۲,۵۰,۲۵۰	۶۹,۷۴۷	۳,۱۹,۹۹۷	
۴۹-۵۰	۲,۴۶,۳۲۷	۷۳,۴۰۵	۳,۱۹,۷۳۲	
۵۰-۵۱	۲,۵۸,۴۷۳	۹۱,۷۴۰	۳,۵۰,۲۱۳	
۵۱-۵۲	۲,۲۶,۷۰۶	۹۸,۷۵۴	۳,۲۵,۴۶۰	
۵۲-۵۳	۲,۴۰,۲۱۰	۱,۱۴,۴۴۳	۳,۵۴,۶۵۳	
۵۳-۵۴	۲,۴۶,۰۱۹	۱,۱۰,۷۱۴	۳,۵۶,۷۳۳	

سنہ ۱۹ء	کُل آمد دفتر اوّل	کُل آمد دفتر دوم	کُل آمد دفتر اوّل و دوم	کیفیت
۵۴-۵۵	۱,۹۳,۱۶۰	۱,۲۴,۹۰۰	۳,۱۸,۰۶۰	
۵۵-۵۶	۱,۵۹,۹۳۰	۱,۲۱,۸۳۰	۲,۸۱,۷۶۰	
۵۶-۵۷	۱,۷۵,۴۴۱	۱,۴۵,۱۵۹	۳,۲۰,۶۰۰	
۵۷-۵۸	۱,۸۱,۹۴۰	۱,۴۲,۹۹۲	۳,۲۴,۹۳۲	
۵۸-۵۹	۲,۰۴,۰۸۷	۱,۴۷,۲۶۹	۳,۵۱,۳۵۶	
۵۹-۶۰	۱,۶۷,۰۰۴	۱,۵۳,۲۱۴	۳,۲۰,۲۱۸	
۶۰-۶۱	۱,۸۶,۷۵۰	۱,۶۶,۱۵۰	۳,۵۲,۹۰۰	
۶۱-۶۲	۱,۷۶,۳۸۴	۱,۷۹,۴۴۳	۳,۵۵,۸۲۷	
۶۲-۶۳	۱,۶۷,۹۹۶	۱,۸۶,۸۰۴	۳,۵۴,۸۰۰	
۶۳-۶۴	۱,۵۹,۱۸۹	۱,۹۷,۵۴۶	۳,۵۶,۷۳۵	یہ وصولی ۲۹ فروری ۱۹۶۴ء تک ہے

(ماخوذ از بجٹ تحریک جدید بابت سنہ ۱۹۶۴-۶۵ء)

ذیل میں احباب کرام کی سہولت کے پیشِ نظر تحریک جدید کے بجٹ آمد و خرچ کا نقشہ بھی سادہ گراف کی شکل میں واضح کیا گیا ہے جو مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید نے ارسال فرمایا ہے۔

اس گراف سے یہ امر بخوبی عیاں ہوتا ہے کہ ہر دس سال بعد بجٹ تحریک جدید ایک غیر معمولی رفعت تک پہنچ جاتا ہے۔ پہلے سال کی ساڑھے ستائیس ہزار روپیہ کی متوقع آمد سے ہم نے آغاز کیا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ساڑھے بتیس لاکھ روپے کی آمد کی توقع رکھتے ہوئے سرگرم عمل ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(گراف اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

پینتیس لاکھ روپے
تیس ″
پچیس ″
بیس ″
پندرہ ″
دس ″
پانچ ″
ایک ″
پچاس ہزار ″
پچیس ″

سنہ ۱۹۳۴-۳۵ء سنہ ۱۹۴۴-۴۵ء سنہ ۱۹۵۴-۵۵ء سنہ ۱۹۶۴-۶۵ء
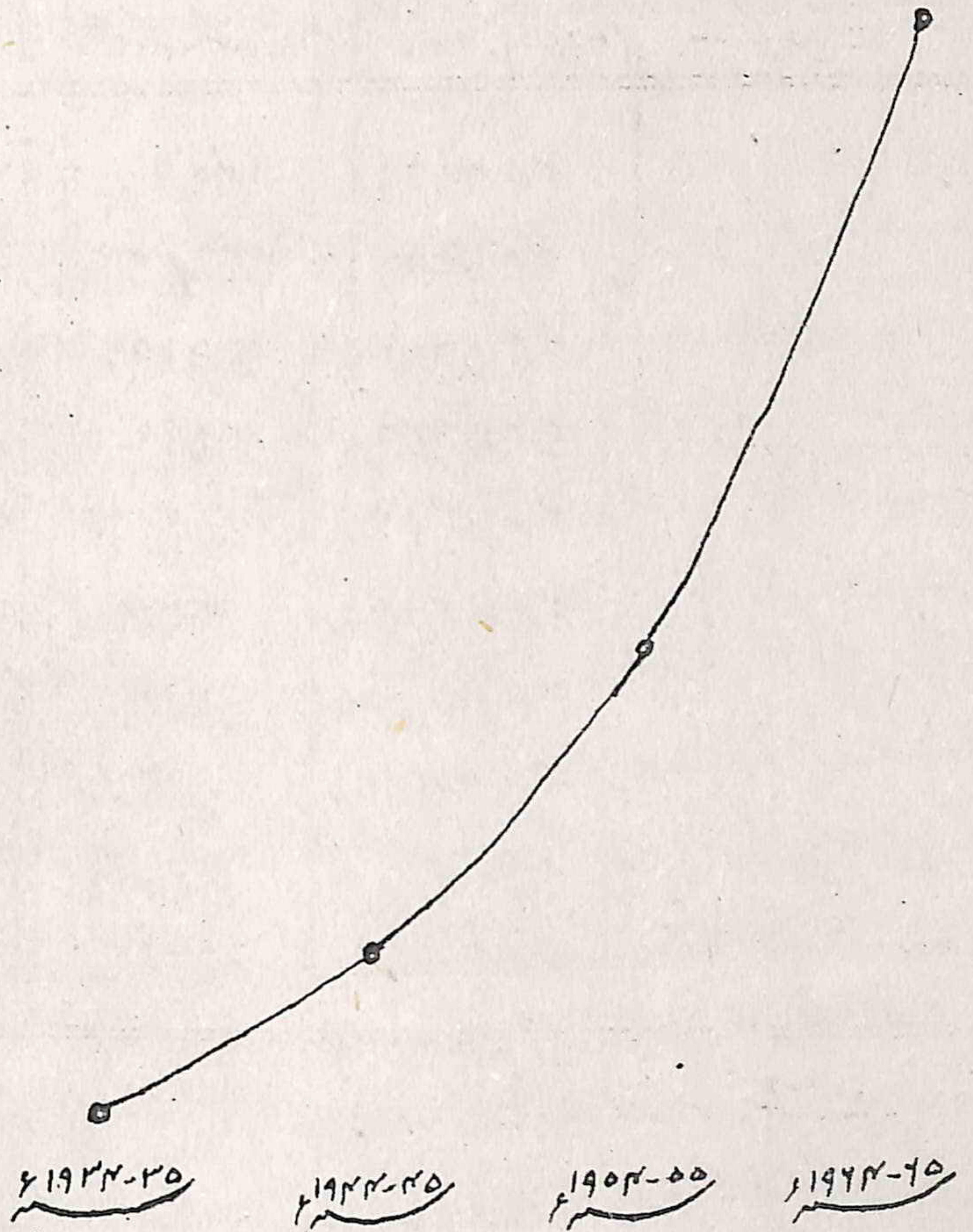
(۸) قادیان کی ترقی

خلافتِ ثانیہ کے دَور کا ایک اہم کارنامہ قادیان کی غیر معمولی مادی ترقی بھی ہے جسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ قادیان پہلے ہی سے آباد تھا اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے عہد ہمایونی ہی میں اسے ایک بین الاقوامی شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر قادیان کی مادی ترقیات کی بھی پیشگی خبریاں دی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے عہد میں بعض اہم پبلک عمارات شہر سے باہر تعمیر ہوئیں لیکن شہر کے باہر کی تمام نئی آبادی خلافتِ ثانیہ کے دَور ہی میں ہوئی۔ قادیان کی نئی آبادی پر تبصرہ کرتے ہوئے خود حضور نے اس کے قدرتی محرک کی نشان دہی بدیں الفاظ فرمائی ہے:۔

"بے شک جہاں تک قادیان کی شہرت اور اس کی عظمت کا سوال ہے حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی قادیان
کو یہ برکت حاصل ہو چکی تھی مگر جہاں تک
شہر سے باہر نئی آبادی کا سوال ہے یہ
سب کی سب میرے زمانہ میں ہوئی۔ خدا تعالیٰ
کی قدرت ہے جب میری خلافت کا زمانہ
آیا تو ابتدائی سال ہی میں قرآن کریم کے
پہلے پارہ کا ترجمہ کرنے کا سوال سامنے
آگیا۔ اس وقت ہماری جماعت کی حالت
اتنی کمزور تھی کہ پہلے پارہ کی اشاعت
کے اخراجات کا اندازہ تین ہزار روپیہ
لگایا گیا مگر اس روپیہ کا اکٹھا ہونا بھی
بالکل ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ آخر میں نے
تجویز کی کہ ہم اپنی زمین کا کچھ ٹکڑا فروخت
کر دیں شاید اسی طرح کچھ آمد ہو جائے اور
وہ ترجمۃ القرآن کے کام آسکے۔ مگر اس
تجویز کے متعلق بھی خیال تھا کہ لوگوں کے
پاس روپیہ نہیں شاید یہ تجویز کامیاب
ہو یا نہ ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے
کہ زمین کا ایک ٹکڑا جہاں آجکل محلہ
دارالفضل آباد ہے میں نے اس غرض
کے لئے فروخت کرنے کا اعلان کیا اور
بعض دوسرے دوستوں کے سپرد یہ
کام کر دیا۔ شام کے وقت مجھے یہ
اطلاع ملی کہ جتنی زمین تھی سب فروخت
ہو چکی ہے اور ابھی کئی گاہک باقی رہتے
ہیں۔ غرض ایک دن کے اندر اندر جتنی
رقم کی ضرورت تھی اس سے زیادہ روپیہ
جمع ہو گیا۔

پھر میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ
ہم اسی طرح ہم اپنی زمین فروخت کرتے
جائیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ قادیان کی
آبادی ترقی کر جائے گی۔ چنانچہ اس کے
متعلق ہم نے زمینیں فروخت کرنی
شروع کر دیں اور وہ تمام محلے آباد
ہو گئے جو آج محلہ دارالفضل، دارالرحمت
اور دارالبرکات کے نام سے نظر آتے
ہیں۔ قادیان کی نئی آبادی سب کی سب
میرے زمانہ میں ہوئی ہے۔ ان میں سے
ایک مکان بھی (سوائے تعلیم الاسلام
ہائی سکول کی عمارت اور نواب صاحب
کی کوٹھی کے) حضرت مسیح موعود علیہ السلام
اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانہ
میں نہیں تھا۔ یہ دارالفضل، دارالرحمت،
دارالبرکات شرقی اور دارالبرکات غربی
دارالشکر، دارالیسر، دارالفتوح
دارالانوار سب کے سب وہ محلے ہیں
جو میرے زمانہ میں آباد ہوئے۔ یہی
وجہ ہے کہ فرشتہ نے مجھے کہا کہ

"ایک ابراہیم تم بھی ہو"

قادیان کی آبادی تو حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کے زمانہ میں ہی بڑھنی شروع ہوگئی تھی اور کئی سو آدمی حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی قادیان آچکا تھا لیکن نئی آبادی سب کی سب میرے زمانہ میں ہوئی اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ فرشتہ کی طرف سے جو کچھ مجھے بتایا گیا وہ بالکل درست تھا۔"

(الفضل ۷ جون ۱۹۴۵ء)

آبادی کے علاوہ جدید دور کی سہولتیں ریل گاڑی، اعلیٰ تعلیمی ادارے، اور صنعتی اعتبار سے قادیان میں کئی کارخانے جاری ہوئے۔ جماعتی لحاظ سے بھی بعض اہم عمارات اور منصوبوں کی تکمیل اسی دورِ خلافت میں ہوئی۔ مثلاً "منارة المسیح" اسی عہد میں مکمل ہوا۔ سائنسی اور صنعتی تحقیق کے لئے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم ہوا۔ جس کا ذکر انشاء اللہ "جماعت کی تعلیمی ترقی" کے تحت ہوگا۔ بہرحال قادیان کی آبادی ترقی بھی حضور کے عہد کا ایک نمایاں کارنامہ ہے۔!!

(۹) ہجرت کا ابتلاء اور قادیان کی حفاظت

۱۹۴۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق جماعت احمدیہ کو الٰہی مشیت کے تحت ایک خطرناک ابتلاء پیش آیا۔ برصغیر ہند کی تقسیم پر پنجاب کے ضلع گورداسپور کو جس میں مسلم آبادی کی اکثریت تھی (یعنی ۵۱½٪) اسے "ریڈ کلف ایوارڈ" نے "OTHER FACTORS" کا موہوم سہارا لیکر بھارت یونین میں شامل کردیا۔ جماعت نے پوری کوشش کی کہ مسلم اکثریت کا یہ علاقہ ضرور پاکستان میں شامل ہو مگر تمام کوششیں بے اثر ثابت ہوئیں اور طرّہ یہ کہ اس علاقے کے غیر مسلموں اور خصوصاً سکھوں نے قادیان اور دوسرے مقامات کے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کردیا۔

ان حالات میں اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں مشکلات حائل ہوگئیں۔ اس لئے مشیتِ الٰہی کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور جماعت کے کثیر حصّہ کو اپنا دائمی مرکز نامعلوم وقفے کے لئے چھوڑنا پڑا۔ جماعت کے دفاتر، ادارے، جائیدادیں، غرض بنے بنائے کام دھرے کے دھرے رہ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ کی فراست سے خزانہ بفضلہ تعالیٰ پاکستان پہنچ گیا باقی سب کچھ وہاں رہ گیا۔ لیکن قادیان کو بالکل خالی نہیں کیا گیا بلکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے تحت جماعت کے ۳۱۳ مخلصین در یار پر دھونی رمائے بیٹھے رہے ؎

اندریں دائرہ می باش چو دف حلقہ بگوش
ور قفائے خوری از دائرہ خویش مرو

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض نونہال بھی ان میں شامل تھے۔ حضور کے ایک فرزند محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب آج بھی وہاں حضور کی نمائندگی کررہے ہیں۔!!

مشرقی پنجاب کی تمام بڑی بڑی خانقاہیں اور گدیاں اُجڑ گئیں مگر حضور کی توجہ سے قادیان آج بھی مذہبی دنیا میں اپنی انفرادیت قائم رکھے ہوئے ہے۔ "صدر انجمن احمدیہ قادیان" اور دیگر ذیلی انجمنیں اور ان کے ادارے وہاں کام کر رہے ہیں۔ پانچ وقت وہاں خدائے واحد کی توحید

کا نعرہ فضاء کو مرتعش کر دیتا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد سے اب تک ہندو پاک کے اَن گنت سیاسی اور سماجی لیڈر قادیان گئے ہیں اور وہاں کی تنظیم اور کارکردگی سے بیحد متاثر ہوئے ہیں۔!!

ہر سال قادیان میں جماعت ہائے احمدیہ بھارت کا سالانہ جلسہ بھی ہوتا ہے جس میں شرکت کرنے کے لئے لوگ پاکستان اور بیرونی ممالک سے بھی آتے ہیں۔

"درویشانِ قادیان" مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کا مقدس فریضہ نہایت عمدگی سے ادا کر رہے ہیں ؎

تمہاری قید پہ صدقے ہزار آزادی

ہجرت کے بعد انتہائی نامساعد حالات میں بھی وہاں احمدیت کے پرچم کو بلند رکھنے کے لئے اپنے اولو العزم امام کے زیرِ سایہ جماعت نے جو سعی کی اور جو شاندار نمونہ پیش کیا وہ تاریخ احمدیت کا ایک اَنمٹ واقعہ ہے۔!!

(۱۰) اسلامی لٹریچر کی وسیع اشاعت

اسلام کی عالمگیر اشاعت کی مہم کو مناسب لٹریچر کی وسیع اشاعت سے بڑی تقویت پہنچ رہی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے تحت جماعت کی طرف سے زرِ کثیر کے صرف سے دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں سرِ فہرست قرآن مجید کے تراجم ہیں۔

انگریزی، ڈچ، جرمن، اور سواحیلی زبانوں میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ہسپانوی، پرتگالی، اطالوی، روسی، فرانسیسی، انڈونیشین، ملائی، گورمکھی، کیکامبیہ، گکویو اور لوو زبان میں تراجم مکمل ہو چکے ہیں اور ان کی اشاعت کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ مینڈی، ڈینش، فینٹی اور ہندی میں جزوی طور پر قرآن مجید کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

تراجم قرآن مجید کے علاوہ انگریزی میں تفسیر القرآن پر مشتمل تین جلدیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ اب اس تفسیر کا خلاصہ تیار کیا جا رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا "دیباچہ تفسیر القرآن" اور بعض دیگر تصانیف مختلف مشنوں کی طرف سے متعدد زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں۔

جہاں تک حدیث کا تعلق ہے "مقامات النساء" — "چالیس جواہر پارے" وغیرہ کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ فقہ میں "فتاویٰ احمدیہ" کا انتخاب انگریزی زبان میں طبع ہو چکا ہے۔

اسی طرح تاریخ و سیرت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ السلام کی لائف پر کتب بھی چھپ چکی ہیں۔ اس کے علاوہ عیسائیوں اور دوسرے مخالفین کی طرف سے اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کا کافی و شافی جواب دیا جا رہا ہے۔ اسلام کے خوبصورت چہرے کے مسحور کن خدوخال کو احمدیہ لٹریچر نے جس طرح نمایاں کیا ہے وہ تاریخ اسلام کا ایک ناقابلِ فراموش واقعہ ہے

یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ جماعت کے پیدا کردہ لٹریچر نے مذہبی دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ اس کا اعتراف دنیا کی ذی علم شخصیات نے کیا ہے۔ جن کی آراء اس جگہ درج کرنا اس مضمون کی بے جا طوالت کا باعث ہوگا۔!!

(۱۱) پریس کی مضبوطی

موجودہ دَور میں پریس نشر و اشاعت کا ایک بہت بڑا ہتھیار ہے۔ خلافتِ ثانیہ کے دَور میں جماعتی پریس نے بھی ترقی کی ہے۔ متعدد اخبارات و رسائل وقتاً فوقتاً حق کی نشر و اشاعت میں حصہ لیتے رہے ہیں اور لے رہے ہیں۔ "الفضل" کی خدمات سب سے نمایاں ہیں جسے خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا اور ترقی دی۔ مرکز سے آج کل انگریزی، عربی اور اُردو زبان میں نصف درجن ماہانہ رسائل اور چار سہ ماہی جرائد شائع ہو رہے ہیں۔ پاکستان کے علاوہ بیرونی مشنوں کے ذریعے انگریزی، جرمن، سویڈش، ڈچ، فرنچ، عربی، انڈونیشین، برمی، تامل وغیرہ زبانوں میں اخبارات اور رسائل شائع ہو رہے ہیں جن میں اسلامی تعلیمات اور ان کی خصوصیات پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ نیز اسلام کے خلاف پھیلائے گئے وساوس کا ازالہ بھی ہوتا ہے۔!!

(۱۲) جماعت کی تعلیمی ترقی کے لئے جدوجہد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو جماعت کی تعلیمی ترقی سے گہری دلچسپی ہے۔ منصبِ خلافت پر فائز ہونے سے قبل ہی آپ نے جماعت کے تعلیمی معاملات میں گہری دلچسپی لینا شروع کر دی تھی۔ مثلاً دینی تعلیم دینے والے مدرسہ کے اجراء کی تجویز پیش ہونے پر بعض اصحاب نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کو ختم کرنا چاہا لیکن حضور نے اس کی پُر زور مخالفت کی اور سکول کو ٹوٹنے سے بچا لیا۔

اسی طرح سنہ ۱۹۰۹ء میں مدرسہ احمدیہ کے اجراء کے موقع پر جماعت کے بعض سرکردہ افراد کی مخالفت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور آپ کی ان کوششوں کی بدولت بالآخر یہ مدرسہ جاری ہو گیا۔ کچھ عرصہ آپکو اس مدرسہ کے ناظمِ اعلیٰ کے طور پر بھی نمایاں خدمات بجا لانے کا موقع ملا جن کی بدولت مدرسہ احمدیہ مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گیا۔

حضور نے مدرسہ احمدیہ کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے ایک اہم خدمت یہ بھی سر انجام دی کہ سنہ ۱۹۱۲ء کے آغاز میں آپ نے اپنے خرچ پر ہندوستان کا طویل دورہ کر کے مشہور دینی مدارس دیوبند ـــ سہارنپور ـــ ندوہ وغیرہ مقامات پر جا کر دیکھے اور اس معلومات افزا پُر تجارب سفر سے واپس تشریف لا کر مدرسہ احمدیہ میں بعض اہم اصلاحات فرمائیں۔ پھر اسی سال آپ نے سفرِ حج کے دوران بلادِ عربیہ کے مدارس کے نظامِ تعلیم کا بھی مطالعہ کیا۔

خواتین کی علمی ترقی

خواتین جماعت کی گاڑی کا ایک اہم پہیہ ہیں۔ ان کی آغوشِ تربیت سے جماعت کے مستقبل کے سپوتوں نے پل کر نکلنا ہے۔ اسی وجہ سے حضور نے خواتین کی تعلیمی اور تربیتی ترقی کی طرف خاص طور پر توجہ مرکوز فرمائی۔ اس غرض کے لئے سنہ ۱۹۲۲ء میں حضور نے "لجنہ اماء اللہ" کا اجراء فرمایا۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں "دار المسیح موعودؑ" میں احمدی مستورات و خواتین کے لئے "مدرسۃ خواتین" جاری فرمایا۔ پھر سنہ ۱۹۲۹ء میں قادیان میں "نصرت گرلز ہائی سکول" کا اجراء ہوا۔

ہجرت کے بعد ربوہ میں ۱۹۵۱ء میں حضور کی
ہدایات کے مطابق "جامعہ نصرت" (گرلز کالج) قائم ہوا
جس میں بی۔ اے آنرز تک کی کلاسز کا اہتمام ہے۔ اس
کالج نے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدی خواتین کو
دینی ماحول میں اعلیٰ تعلیم کے حصول میں بڑی مدد دی ہے۔
مستورات کی علمی اور تربیتی ترقی حضور کا ایک اہم کارنامہ ہے۔

احمدی نوجوانوں کے لئے تعلیمی ادارے اور ان کا قیام

مروجہ علوم کی تدریس کے ساتھ ساتھ دینی
تعلیم کا اہتمام جماعت احمدیہ کے تعلیمی اداروں کی ایک
خاص خصوصیت ہے جس کی اغیار نے بھی تعریف کی ہے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تعلیم الاسلام سکول
اور دو سال تک تعلیم الاسلام کالج بھی جاری رہا۔ اس کے
بعد کالج جاری نہ رہ سکا۔

سکول کی ہمہ گیر ترقی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے
گہری ذاتی دلچسپی لی۔ اور جب تحریک جدید کے بورڈنگ
ہاؤس کا قیام عمل میں آیا تو حضور کے گہرے تعلق میں
اور بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔ حضور سکول میں بکثرت تشریف
لاکر طلبہ اور اساتذہ کو نصائح فرماتے اور مفید مشوروں سے
نوازتے۔ لیکن ابھی تک جماعت کا اپنا کالج نہ تھا۔

قادیان میں ۱۹۴۴ء میں حضور کی توجہ سے تعلیم الاسلام
کالج بھی قائم ہو گیا جو جماعت کی علمی ترقی کی تاریخ میں سنگِ
میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضور نے اس عظیم ادارہ کے
افتتاح کے موقع پر جو گرانقدر ہدایات اساتذہ اور طلبہ
کو دی ہیں اگر ان پر صحیح رنگ میں عمل ہو تو یہ کالج اسلامی
لشکر کے لئے ایک "عمدہ تربیتی اکیڈیمی" کا رنگ اختیار
کر سکتا ہے۔ ہجرت کے بعد چھ سات سال لاہور رہنے
بعد ۱۹۵۴ء میں ربوہ منتقل ہو چکا ہے۔ بی۔ اے،
بی ایس سی کے علاوہ عربی میں ایم۔ اے کلاسز بھی جاری
ہو چکی ہیں۔ یہ کالج اب تک سینکڑوں متدین اور صالح
طلبہ پیدا کر چکا ہے۔!

حضور نے اس پہلو کی طرف بھی خاص توجہ رکھی
ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے مختلف مقامات پر
کھولے جائیں۔ چنانچہ اس وقت پاکستان اور بیرون پاکستان
جماعت احمدیہ کے زیر انتظام متعدد تعلیمی ادارے بنی نوع
انسان کی خدمات سر انجام دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ
افراد جماعت کے علمی معیار کو بھی بلند سے بلند تر کرنے میں
منہمک ہیں۔ پاکستان میں اس وقت مندرجہ ذیل تعلیمی ادارے
کام کر رہے ہیں:۔

جامعہ احمدیہ ربوہ — تعلیم الاسلام کالج ربوہ
— تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ — نصرت گرلز
ہائی سکول ربوہ — جامعہ نصرت ربوہ — نصرت
انڈسٹریل سکول ربوہ — فضل عمر ماڈل سکول ربوہ۔
تعلیم الاسلام انٹرمیڈیٹ کالج گھٹیالیاں، تعلیم الاسلام
ہائی سکول گھٹیالیاں، تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کراچی،
احمدیہ گرلز ہائی سکول سیالکوٹ، تعلیم الاسلام پرائمری
سکول احمد نگر (دیناج پور) مشرقی پاکستان، تعلیم الاسلام
مڈل سکول کھاریاں، تعلیم الاسلام ہائی سکول شادیوال،
تعلیم الاسلام پرائمری سکول پوکنا والی، تعلیم الاسلام مڈل سکول
سندھ، مدرسۃ البنات کنری۔ سندھ، تعلیم الاسلام

انٹرمیڈیٹ کالج کلّر کہار (ضلع جہلم)۔

ان کے علاوہ بھی بعض اور دیہی مقامات پر متعدد پرائمری سکول قائم ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں کی یہ خصوصیت ہے کہ بچوں میں اسلامی کردار اور خدمتِ اسلام کے جذبے کو اُبھارنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ اِس خصوصیت کے متعلق اظہارِ خیال کرتے ہوئے مشہور احراری لیڈر چوہدری افضل حق صاحب نے لکھا ہے:۔

"سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں دینی مکاتب
ہندوستان میں جاری ہیں مگر سوائے
احمدی مدارس و مکاتب کے کسی اسلامی
مدرسہ میں غیر اقوام میں تبلیغ و اشاعت
کا جذبہ طلبہ میں پیدا نہیں کیا جاتا کسقدر
حیرت ہے کہ سارے پنجاب میں سوائے
احمدی جماعت کے اور کسی فرقے کا بھی
تبلیغی نظام موجود نہیں۔"

(فتنۂ ارتداد اور پولیٹکل قلابازیاں صلا)

اندرونِ پاکستان تعلیمی اداروں کے علاوہ غانا، سیرالیون، لائبیریا، گیمبیا، مشرقی افریقہ، یوگنڈا، ماریشس، فجی آئی لینڈ، انڈونیشیا، نائیجیریا، فلسطین، برٹش گی آنا، وغیرہ ممالک میں ۵۲ تعلیمی ادارے قائم ہیں۔ جن کی بدولت اُن ممالک کے مسلمان اور نو مسلم بچے تعلیم کے نور سے منوّر ہو رہے ہیں۔

(۱۳) تقویم ہجری شمسی

"ہجری شمسی تقویم" کا اجراء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور اہم کارنامہ ہے۔ ۱۹۳۹ء میں آپ نے ہجری شمسی تقویم کو مرتّب کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی تھی اور ممبران کمیٹی کو ارشاد فرمایا تھا کہ ہجری شمسی کیلنڈر کا ڈھانچہ اِس طرح تیار کریں کہ اس میں عیسوی کیلنڈر بھی شامل ہو۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کمیٹی کی آراء کو ملاحظہ فرما کر ہجری شمسی سال کا آغاز فرمایا۔ جس میں مہینوں اور دنوں کی تقسیم عیسوی کیلنڈر کے مطابق تھی مگر مہینوں کے ناموں میں تبدیلی فرمائی۔ (صلح۔ تبلیغ۔ امان۔ شہادت۔ ہجرت۔ احسان۔ وفا۔ ظہور۔ تبوک۔ اخاء۔ نبوت۔ فتح) سیّدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منوّرہ کو ۶۲۲ء میں ہجرت فرمائی تھی۔ اِس واقعہ سے ہجری شمسی سن کا اجراء ۶۲۲ء سے محسوب کیا گیا۔

(۱۴) جماعتی پرچم "لوائے احمدیت"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتحِ نمایاں بنامِ ما باشد

تصویری زبان میں علامت کے طور پر جماعتی پرچم کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس مشاورت ۱۹۳۹ء میں جماعتی پرچم کا مسئلہ احبابِ جماعت کے سامنے رکھا۔ شرعی طور پر اس کا جواز بھی مل گیا۔ سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی پرچم تیار کروایا تھا۔ چنانچہ جماعتی پرچم کی تیاری کے لئے حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر ہوئی جس نے جھنڈے کے سائز، ڈیزائن، فراہمی چندہ، پول وغیرہ جملہ امور کو غور و فکر کے بعد طے کیا۔ اس جھنڈے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تیاری کے تمام مراحل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ہدایت کے مطابق صحابہ اور صحابیات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سرانجام دیئے۔

جماعتی پرچم سیاہ رنگ کے کپڑے پر مشتمل ہے جس کا طول اٹھارہ فٹ اور عرض نو فٹ ہے۔ اس کے ایک طرف بدر ہے اور دوسری طرف ہلالی۔ درمیان میں منارۃ المسیح کی تصویر ہے۔ اس جھنڈے کے لئے ۶۲ فٹ اونچا آہنی پول تیار کروایا گیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء کو بعد دوپہر ۲ بج کر ۲۸ منٹ پر اس پرچم کو جلسہ خلافت جوبلی میں اپنے دست مبارک سے دعا کے ساتھ فضا میں بلند کر کے لہرایا۔

جماعتی پرچم یعنی "لوائے احمدیت" کی تیاری تاریخ احمدیت کا ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ اس پرچم کی وجہ سے قومی روایت، ملی کردار اور جماعتی اخلاق کو زندہ رکھنے کا احساس افراد کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ قومی جوش و خروش کے لحاظ سے اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔ سنہ ۱۹۳۹ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "خلافت جوبلی علم انعامی" بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی مجلس کو دیئے جانے کا اعلان فرمایا جو پہلے سال اڑیسہ کی مجلس کو عطا فرمایا۔ یہ "علم انعامی" مجالس خدام الاحمدیہ میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

(۱۵) یوم تبلیغ اور جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کا اہتمام

تبلیغی اور تربیتی اہمیت کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سال میں بعض خاص "یوم" منانے کی سکیم جاری فرمائی۔ اس قسم کے کئی "یوم" قابل ذکر ہیں جو اپنی ذات میں اندرون ملک اور بیرون ملک دونوں اعتبار سے تبلیغی لحاظ سے حد درجہ اہمیت کے حامل ہیں۔ مثلاً "یوم التبلیغ"، "یوم پیشوایان مذاہب"، "یوم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔ حضور نے سال میں کوئی ایک دن "تبلیغ" کے لئے مخصوص کرنے کی سکیم بنائی۔ اس سلسلہ میں "یوم التبلیغ" ۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو پہلی بار منایا گیا۔ جس میں ہندوستان کے تمام علاقوں میں تبلیغ کی گئی اور مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں غرض تمام افراد جماعت نے حصہ لیا۔ اسوقت سے لیکر اب تک سال میں مختلف تنظیموں کی طرف سے ایسے ایام تبلیغ منائے جاتے ہیں۔ "یوم پیشوایان مذاہب" بھی اس تبلیغی سلسلے کی ایک خاص کڑی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مختلف مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کے مذہبی بزرگوں کا احترام سیکھیں اور ایک دوسرے کے قریب ہو سکیں۔ اس کے اجراء کا فخر بھی حضور اور حضور کی جماعت کو حاصل ہے اور حسب ضرورت مختلف علاقوں میں جماعت احمدیہ کی مقامی شاخیں اس کا اہتمام کرتی ہیں لیکن یہاں خصوصیت سے جس "یوم" کا ذکر کرنا مقصود ہے

وہ ہے "یوم سیرۃ النبیؐ"۔ سال میں کسی خاص دن کو مسلموں اور غیر مسلموں دونوں پر سید نا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقبِ عالیہ واضح کرنے کے لئے نیز اغیار کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے لئے حضور نے ان جلسوں کی تحریک فرمائی۔ ۱۹۲۸ء سے اس سکیم پر جماعت عمل پیرا ہے کہ کسی ایک دن ساری دنیا میں جہاں جہاں جماعت احمدیہ کی شاخیں قائم ہیں حضرت سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو "خراجِ عقیدت" پیش کیا جاتا ہے اور حضورؐ کی تعلیمات اور سیرت کے روشن پہلو سامنے لائے جاتے ہیں۔ اب جماعت احمدیہ کی تقلید میں دوسرے مسلمانوں نے بھی ایسے جلسوں کا اہتمام کرنا شروع کر دیا ہے لیکن آغاز کرنے کا شرف اور فخر حضور ایدہ اللہ اور حضور کی جماعت کو حاصل ہے۔!!

---

(۱۶) جلسہ سالانہ کی ترقی

جماعت کی ترقی کا ایک معیار جلسہ سالانہ کی ترقی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ میں بھی سال بسال ترقی ہو رہی ہے، حاضرینِ جلسہ کی تعداد کے لحاظ سے بھی اور انتظامات کے لحاظ سے بھی۔ اعداد و شمار پر نظر ڈالنے سے یہ صورتِ حال زیادہ واضح شکل میں سامنے آجاتی ہے:۔

سنہ		تعداد
۱۸۹۱ء	=	۷۵ افراد
۱۸۹۲ء	=	۳۲۷ "
۱۹۰۶ء	=	۲۵۰۰ "
۱۹۰۸ء	=	۲۵۰۰ "
۱۹۰۹ء	=	۳۰۰۰ "
۱۹۱۳ء	=	۳۰۰۰ افراد
۱۹۱۴ء	=	۳۲۵۰ "
۱۹۱۵ء	=	۴۰۰۰ "
۱۹۱۸ء	=	۵۰۰۰ "
۱۹۱۹ء	=	۷۰۰۰ "
۱۹۲۱ء	=	۷۱۹۴ "
۱۹۲۴ء	=	۱۵۰۰۰ "
۱۹۲۸ء	=	۱۹۸۲۵ "
۱۹۳۰ء	=	۱۷۳۱۶ "
۱۹۳۲ء	=	۲۰۷۵۲ "
۱۹۳۵ء	=	۲۱۲۷۸ "
۱۹۴۰ء	=	۲۴۰۰۰ "
۱۹۴۶ء	=	۳۳۷۸۶ "

سنہ		تعداد
۱۹۴۹ء	(ربوہ میں پہلا جلسہ)	۶۰۰۰ افراد
"	(ربوہ میں دوسرا جلسہ)	۳۰۰۰۰ "
۱۹۵۲ء	(ربوہ میں)	۲۹۰۰۰ "
۱۹۵۵ء	"	۵۰۰۰۰ "
۱۹۵۷ء	"	۷۰۰۰۰ "
۱۹۵۸ء	"	ایک لاکھ "

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۲۵۹-۲۶۲)

اس کے بعد سے ہر سال ایک لاکھ کے لگ بھگ افراد جلسہ کی برکات سے متمتع ہو رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ کی ترقی خلافتِ ثانیہ کی نمایاں کامیابی کا ایک امتیازی پہلو ہے۔

(۱۷) تحریک شدھی اور فتنۂ ارتداد کا انسداد!

متعصب ہندوؤں نے ۱۹۲۳ء کے بعد کھُل کر
یہ تحریک چلائی کہ ان مسلمانوں کو جن کے آباؤ اجداد نے کبھی
ماضی میں ہندو دھرم ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا، واپس
ہندو دھرم میں لایا جائے۔ اس غرض کے لئے ملکانہ کے
علاقوں میں مسلمان راجپوتوں کو جن کا دینی علم اور مالی حالت
دونوں کمزور تھے آریوں نے شدھ کرنا شروع کر دیا۔ "تبلیغ"
کے علاوہ آریوں نے طرح طرح کے لالچ دیکر یا ڈرا دھمکا کر
ان سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوششیں شروع کر دیں
اور روز بروز اس ناپاک مہم میں دلیر ہوتے گئے۔

بعض حساس مسلمانوں نے اس سیل عظیم کی تباہ کاریوں
کو محسوس کیا مگر اپنے آپکو بے بس پاکر آخر انہوں نے حضرت
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ الرحمٰن کی خدمتِ اقدس میں التجا کی کہ اس
فتنے کا تدارک فرمائیں۔ چنانچہ حضور نے مالی اور جانی قربانی
کی ایک مفصل سکیم جماعت کے سامنے رکھی اور افراد جماعت
نے اپنے محبوب امام کے ارشاد پر دونوں قسم کی قربانیوں میں
اعلیٰ درجے کے ایثار کا مظاہرہ کیا۔ اس فتنے کے انسداد
کے لئے قادیان سے مبلغین اور مبشرین کے جیش روانہ ہوئے
جو علماء، اساتذہ، طلبہ، وکلاء، تجار، امراء، غرض ہر طبقے سے
تعلق رکھنے والے افراد پر مشتمل تھے۔

۱۲ مارچ ۱۹۲۳ء کو مجاہدین کا پہلا جیش حضرت
چوہدری فتح محمد صاحب سیال رض ایم۔اے کی قیادت میں حضور نے
روانہ فرمایا۔ حضور خود قادیان سے باہر دو میل تک اس لشکر
کو الوداع کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اس کے بعد
یکے بعد دیگرے مجاہدین کے متعدد دستے روانہ ہوئے
جنہوں نے متأثرہ علاقوں میں نامساعدت حالات کے باوجود
اسلام کی بے لوث خدمات سرانجام دیں اور متأثر ہونیوالے
مسلمانوں کو دوبارہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی
میں داخل کیا اور اس طرح اسلام کی عددی قوت کو گزند پہنچنے
سے بچانا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
کے عزائم نے دشمن کو بے بس کر دیا اور اسلام کا بول بالا ہوا۔
اس کامیابی پر مسلمانانِ ہند کے رہنماؤں نے اظہارِ تشکر کیا۔
اس اعتراف کے چند نمونے بطور مثال پیش ہیں:۔

ا۔ سید آغا حیدر صاحب وکیل سہارنپور نے لکھا:۔

"راقم مرزائی نہیں بلکہ اثنا عشری ہے
اور اسی فرقے میں ہمیشہ رہا ہے۔ مرزا صاحب
(خلیفۃ المسیح الثانی۔ ناقل) نے اپنی جماعت
سے پچاس ہزار روپیہ اور ایک سو واعظ
طلب کئے۔ ایک ماہ کے اندر اندر ایک سو
چالیس واعظ اور رقم کثیر جمع ہو گئی۔
قادیانی جماعت کی مساعی حسنہ اس معاملے
میں قابلِ تحسین ہیں۔ دوسری اسلامی
جماعتوں کو بھی اسی نقشِ قدم پر چلنا چاہیئے"
(اخبار ہمدم ۱۶ اپریل ۱۹۲۳ء)

ب۔ چوہدری نذیر احمد صاحب وکیل جے پور نے دہلی
کی جامع مسجد میں مسلمانوں کے جمِ غفیر سے خطاب
کرتے ہوئے کہا:۔

"میں نہ خود احمدی ہوں نہ میرا کوئی رشتہ دار
احمدی ہے لیکن ان کے کام کا طریق اور انکی

سرگرمی اور ان کے اخلاص اور ان کی تندہی اور جفاکشی سے کام کرنے کی حالت کا اندازہ کرکے میں مجبور ہوں کہ تمام اہل اسلام سے کہوں کہ وہ ان حضرات کی مخالفت چھوڑ دیں۔"
(بحوالہ کارزار شدھی صفحہ ۱۱۔ از محمد شفیع صاحب اسلم)

ج۔ اخبار "روزگار" آگرہ نے لکھا۔

"اس میں شک نہیں کہ جتنے وفد اور جس قدر واعظ اور ہمدردان اسلام کوشاں ہیں ان سب میں سے سب سے بڑھا ہوا نمبر جماعت قادیان کا ہے جن کے واعظ ہر قسم کے مصائب اور مصارف برداشت کرکے مصروف کار ہیں، بے حد قابل شکر گزاری ہیں۔" (روزگار آگرہ یکم مئی ۱۹۲۳ء)

د۔ اخبار "نور" علیگڑھ نے اس رائے کا اظہار کیا کہ:۔

"اب تک جتنی انجمنوں نے اس کار خیر میں قدم رکھا ہے ان سب میں سے اعلیٰ کام قادیانی جماعت کا ہے۔" (نور ۳ مئی ۲۳ء)

ہ۔ اخبار "زمیندار" لاہور نے لکھا۔

"احمدی بھائیوں نے جس خلوص، جس ایثار، جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام میں حصہ لیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے۔ یہ بھی ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ مجلس نمائندگان تبلیغ کے فیصلۂ انقطاع نے ان کی مخلصانہ کوششوں پر کوئی برا اثر نہیں ڈالا ہے۔ وہ ہر حصے میں بدستور سرگرم حفظ و دفاع ہیں۔" (زمیندار ۸ اپریل ۱۹۲۳ء)

(۱۷) مسلمانان کشمیر کے حقوق کے لئے آئینی جنگ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے "مصلح موعود" کی پیشگوئی میں یہ خبر بھی دی تھی کہ "وہ اسیروں کی رستگاری کریگا"۔ اس کی وسیع پیمانے پر ایک جھلک تو اس لحاظ سے نظر آتی ہے کہ دنیا کی اکثر محکوم قوموں نے ۱۹۴۴ء کے بعد آزادی کی نعمت حاصل کی ہے مثلاً پاکستان، بھارت، انڈونیشیا، برما اور افریقہ کے بے شمار ممالک کی آزاد حکومتیں ۱۹۴۴ء کے بعد ہی قائم ہوئی ہیں۔ اس پیشگوئی کا ایک پہلو مظلومین کشمیر کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ مسلمانان کشمیر اقتصادی، معاشی، سیاسی، تعلیمی اور معاشرتی غرض ہر لحاظ سے پس ماندہ رکھے جارہے تھے۔ ان کا حکومت میں کوئی حصہ نہیں تھا، ریاست میں کوئی اسمبلی نہ تھی، پریس کی آزادی نہ تھی، ملازمتوں میں مسلمانوں کو تناسب کے لحاظ سے حق نہیں ملتا تھا، فصلوں پر قبضے کے حقوق نہ تھے، تعلیم کی سہولتیں نہ تھیں، معاشرتی حالت ناگفتہ بہ تھی، اور سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ ان بیماریوں کا کوئی علاج نظر نہیں آتا تھا۔ گویا ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

آخر اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے دردمند مسلمان رہنماؤں کا ایک جلسہ ۲۵ اگست ۱۹۳۱ء کو شملہ میں ہوا جس میں ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔ مگر اس کمیٹی کی ناکامی

کے خوف سے کوئی اس کی صدارت قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے درخواست کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ عام مسلمان اسے مذہبی سوال بنا لیں گے اور کارکردگی پر اثر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ مگر اس کے باوجود ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ اور دیگر مسلمان لیڈروں کے اصرار پر حضور نے صدارت قبول کر لی اور اپنے اور اپنی جماعت کے تمام وسائل مسلمانانِ کشمیر کی بھلائی کے لئے بروئے کار لانے شروع کئے۔ احمدی مبلغین، وکلاء، اساتذہ، صحافی اور دیگر افراد پوری طرح اس "جنگِ آزادی" میں شریک ہو گئے۔ اس فعالیت اور تاثیر سے متأثر ہو کر دوسرے مسلمان بھی اختلافِ عقائد کو بالائے طاق رکھ کر تعاون کے لئے آگے بڑھے۔ پریس، ملاقاتیں اور جلسے غرض تمام ممکن طریقے استعمال کئے گئے۔ ۱۴ر اگست ۱۹۳۱ء کو ہندوستان بھر کے مسلمانوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی اپیل پر "یوم کشمیر" منایا۔ حضور نے کشمیریوں کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی خاص توجہ فرمائی۔ جماعت احمدیہ میں "کشمیر فنڈ" جاری فرمایا جس کی آمدنی اسی مقصد کے لئے خرچ کی گئی۔ یہ فنڈ آج تک جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" (جس میں سر اقبالؒ، خواجہ حسن نظامی، غلام رسول مہر، شیخ رحیم بخش، ملک برکت علی، عبدالمجید سالک ایڈیٹر "انقلاب" وغیرہ مسلمانوں کے لیڈروں نے سرگرم تعاون کا مظاہرہ کیا) کے تحت حضور کی کوششوں کے طفیل کشمیریوں کو بنیادی حقوق مل گئے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس جنگِ آزادی کا (جو ۱۹۳۱-۳۲ء میں پورے زوروں پر تھی) مندرجہ ذیل الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے۔ آپؓ اپنی کتاب "سلسلہ احمدیہ" میں فرماتے ہیں:۔

"نتیجہ یہ ہوا کہ ایک نہایت قلیل عرصہ کی جنگ کے بعد ــــ ہاں اتنا قلیل عرصہ جو قوموں کی زندگی میں ایک سانس کی بھی حیثیت نہیں رکھتا نہ صرف ریاست نے بلکہ ایک طرح سے حکومت انگریزی نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور کشمیر کا صدیوں کا غلام آنکھیں کھول کر آزادی کی ہوا کھانے لگا۔ اہلِ کشمیر کو اسمبلی ملی، پریس کی آزادی ملی، مسلمانوں کو ملازمتوں میں برابر کے حقوق ملے، فصلوں پر قبضہ ملا اور تعلیم کی سہولتیں ملیں۔ جو بات نہیں ملی اس کے ملنے کا رستہ کھل گیا۔ اہلِ کشمیر نے بیک جلسوں میں "امام جماعت احمدیہ زندہ باد" اور "صدر کشمیر کمیٹی زندہ باد" کے فلک بوس نعرے لگائے اور اپنی عقیدت اور شکر گزاری کے پھول آپ کے قدموں پر لا کر رکھے۔ اس وقت آپ کشمیر اور پنجاب کے تسلیم شدہ ہیرو تھے۔"

(سلسلہ احمدیہ مطبوعہ ۱۹۳۹ء)

اس کے بعد وہی کچھ ہوا جس کا حضرت خلیفۃ المسیح کو خدشہ تھا۔ احرار اس مقبولیت کو برداشت نہ کر سکے اور اسے ایک مذہبی مسئلہ بنا کر ڈاکٹر اقبال وغیرہ کو مشتعل کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ۱۹۳۳ء میں اس کمیٹی کی صدارت سے استعفے دے دیا۔ کچھ عرصہ تک ڈاکٹر اقبال نے اس کمیٹی کے کام کو چلایا مگر یہ اپنی موت مر گئی لیکن حضور نے غلام رسول مہر

سید حبیب وغیرہ مسلمان رہنماؤں کے مشورے پر اہل کشمیر کی امداد کے لئے "آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن" کی بنیاد ڈالی جس نے مزید خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔

(۱۸) قیامِ پاکستان کے لئے جدّ و جہد

ا۔ آزادیٔ ہند کا وعدہ

پہلی جنگ عظیم کے دوران ۱۹۱۷ء میں ہندوستانیوں کی بے چینی اور اضطراب کو دیکھ کر وزیر ہند مسٹر ماٹیگو نے ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں مندرجہ ذیل بیان دیا تھا:۔

"حکومت کا منشاء ہندوستانیوں کو
انتظامِ حکومت میں شریک کرنا ہی نہیں
بلکہ منتہائے مقصود یہ ہے کہ وہ حکومتِ
خود اختیاری کے قابل ہو جائیں اور یہ کہ
ملک کا تمام انتظام ہندوستانیوں کو سونپ
دیا جائے گا مگر ہندوستان کا برطانیہ
سے تعلق قائم رہے گا۔"

(اعلان وزیر ہند ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء)

چنانچہ اس سکیم کے بعد اس سلسلے میں تدریجاً اصلاحات ہوتی گئیں اور اہلِ ہند کو آہستہ آہستہ حقوق ملتے گئے۔ مگر ساتھ ساتھ بے چینی بھی بڑھتی گئی۔ کئی مرتبہ صورتِ حال تشویشناک ہو جاتی رہی حتیٰ کہ دوسری جنگِ عظیم کے دوران کانگرس نے "ہندوستان چھوڑ دو" یعنی — "QUIT INDIA" — کی تحریک بڑی شدت سے چلائی اور حکومتِ برطانیہ نے جنگ کے آخر تک ہندوستان کو ڈومینین سٹیٹس دینے کا اعلان بھی کر دیا۔

ب۔ کانگریس کا مسلم کش رویّہ

اس دور میں کانگریس کو ۸ صوبوں میں اقتدار مل گیا مگر کانگریسیوں نے مسلمانوں اور اُن کے تہذیب و تمدن کو بالکل نابود کرنے کی سکیمیں تیار کرنا شروع کر دیں۔ قائدِ اعظم مرحوم تو پہلے ہی کانگریس سے بدظن ہو چکے تھے اور "رام راج" کے ناپاک منصوبوں کی حقیقت اُن پر ظاہر ہو چکی تھی بہرحال اس رویّے کے خلاف مسلم لیگ نے شدید احتجاج کیا، اور ردِّ عمل کے طور پر لاہور میں اپنے اجلاس میں ۱۹۴۰ء کو "قیامِ پاکستان کا ریزولیوشن" پاس کیا۔ گورنمنٹ اور کانگریس دونوں نے اس ریزولیوشن کو سخت ناپسند کیا۔ اسی طرح "اسلام کے غمخوار اور ملت کے فدائی احرار" نے بھی اپنے آقاؤں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نظریۂ پاکستان کی مخالفت کی۔ چنانچہ مسلم لیگ اور مسلمانوں کے اس وطن کے خلاف نفرت پھیلانے کی مہم میں احراری پیش پیش رہے — قائدِ اعظم مرحوم کو "کافرِ اعظم" اور "پلید و دہشت پسند" اور قراردادِ پاکستان کو "پلیدستان" کے نام سے یاد کیا گیا۔

(ملاحظہ ہو پاکستان اور چھوت ص۱۷، خطباتِ احرار ص۸۳)

لیکن اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت کو مسلم لیگ اور قائدِ اعظم کی پورے جوش و خروش سے امداد کرنے کی تلقین فرمائی اور خود بھی تمام وسائل کے ساتھ مسلمانوں کی اس عظیم جدّ و جہد میں شریک ہوئے۔ حضور نے ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو پُرزور الفاظ میں افرادِ جماعت کو تلقین فرمائی کہ وہ انتخابات میں مسلم لیگ کے نمائندوں کو ووٹ دیں اور اُنکی ہر طرح مدد کریں اور مسلم لیگ کی پالیسیوں کو کامیاب بنانے کی

کوشش کریں۔ آپ نے فرمایا:-

"آئندہ انتخابات میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی پالیسی کی تائید کرنی چاہیئے تاکہ انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلاخوف تردید کانگریس سے یہ کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔ اگر ہم اور مسلمانوں کی دوسری جماعتیں ایسا نہ کریں گی تو مسلمانوں کی سیاسی حالت کمزور ہو جائیگی اور ہندوستان کے آئندہ نظام میں انکی آواز بے اثر ثابت ہوگی اور ایسا سیاسی اور اقتصادی دھکا مسلمانوں کو لگے گا کہ اور چالیس پچاس سال تک ان کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا....

پس میں اس اعلان کے ذریعے تمام صوبہ جات کے احمدیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر پورے زور اور قوت کے ساتھ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کی مدد کریں۔" (بحوالہ تاریخ مسلم لیگ از رئیس احمد جعفری ص۴۵۳)

آخر میں رئیس احمد جعفری کے اس بیان کو پیش کرنا ضروری ہے جس میں انہوں نے قیام پاکستان کے سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی گرانقدر مساعی کا اعتراف کیا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب تاریخ مسلم لیگ (یا حیات محمد علی جناح) میں "اصحاب قادیان اور پاکستان" ایک پورا باب لکھا ہے۔ اس باب کے آخر میں مولانا جعفری رقمطراز ہیں:-

"مسلم قوم کی مرکزیت، پاکستان یعنی ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام کی تائید — مسلمانوں کے یاس انگیز مستقبل پہ تشویش — عامۃ المسلمین کی صلاح و فلاح، نجاح و مرام کی کامیابی — تفریق بین المسلمین کے خلاف برہمی اور غصہ کا اظہار کون کر رہا ہے؟ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور جماعت حزب اللہ کا داعی اور امام الہند؟ نہیں۔ پھر کیا جانشین شیخ الہند اور دیوبند کا شیخ الحدیث؟ وہ بھی نہیں؟ پھر کون ہے؟ وہ لوگ جن کے خلاف کفر کے فتووں کا پشتارہ موجود ہے۔ جن کی نامسلمانی کا چرچا گھر گھر ہے۔ جن کا ایمان اور عقیدہ مشکوک، مشتبہ اور محل نظر ہے۔ کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے ؎

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے"

(ص۴۵۳-۵۴)

(۱۹) "فرقان فورس" — آزادی کشمیر کے لئے

۱۹۴۸ء میں بھارت نے کشمیری مسلمانوں کے حق آزادی کو سلب کر کے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ آزادی کشمیر کے لئے مسلمانوں نے جدوجہد شروع کی تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے جوانوں کو محاذ پر بھیج کر سر دھڑ کی بازی لگانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ رتن باغ لاہور میں "فرقان بٹالین" کا کیمپ قائم ہوا جس نے جولائی ۱۹۴۸ء میں کشمیر میں محاذ جنگ پر اپنی خدمات پیش کر دیں۔ جماعت کے مجاہدین جن میں حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے نونہال بھی شامل تھے۔ اس معرکے میں داد شجاعت دیتے ہوئے کئی جانبازوں نے وطن عزیز کی حفاظت کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ افواج پاکستان کے کمانڈر انچیف جنرل گریسی نے فرقان بٹالین کی گرانقدر خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ احمدیوں نے ایک انچ زمین بھی دشمن کے پاس نہیں جانے دی!

فرقان بٹالین کا قیام اور اس کی مجاہدانہ خدمات خلافت ثانیہ کا ایک اہم کارنامہ ہیں۔

(۲۰) استحکام پاکستان کے لئے جدوجہد

مفید مشورے

جب کانگرس اور بعض پاکستان دشمن مسلم گروہوں مثلاً احرار اور جماعت اسلامی کی کوششوں کے باوجود پاکستان معرض وجود میں آگیا تو اب اس مملکت خداداد کی سالمیت اور استحکام ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ حضور نے لاہور پہنچ کر اولین فرصت میں پاکستان کے استحکام اور سالمیت کے متعلق لیکچروں کا سلسلہ شروع فرمایا جس میں حضور نے حکومت اور ارباب اختیار کے سامنے وہ تجاویز پیش فرمائیں جن پر عمل پیرا ہو کر یہ نوزائیدہ مملکت دنیا میں اپنا مقام پیدا کر سکتی ہے۔ لاء کالج ہال لاہور میں حضور نے اپنے چھ لیکچروں میں استحکام پاکستان کے تقریباً تمام پہلوؤں پر بھرپور روشنی ڈالی۔ ملک کے بعض ذی علم اور نامور اصحاب نے ان جلسوں کی صدارت کی اور حضور کے لیکچروں پر نہایت شاندار خراج تحسین پیش کیا مثلاً ملک فیروز خان نون سابق وزیر اعظم پاکستان نے کہا:۔

"حضرت صاحب کے دماغ کے اندر علم کا ایک سمندر موجزن ہے۔ انہوں نے تھوڑے وقت میں بہت کچھ بتایا ہے اور نہایت فاضلانہ طریق سے مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔"

(الفضل ۹ دسمبر ۱۹۴۷ء)

ڈاکٹر ملک عمر حیات صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے کہا:۔

"حضرت مرزا صاحب کی تقریر اتنی پُر از معلومات اور جامع تھی کہ ہم نے اول سے آخر تک یکساں دلچسپی سے سنی۔"

(الفضل ۱۴ دسمبر ۱۹۴۷ء)

جناب شیخ عبدالقادر صاحب نے اپنے صدارتی ریمارکس میں فرمایا:۔

"حضرت مرزا صاحب کے پُر مغز اور پُر از معلومات لیکچروں کا اصل منشاء یہی ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ کو اس اہم موضوع پر غور و فکر کرنے کی طرف توجہ ہو اور انہیں معلوم ہو کہ ہمارے سامنے بہت سی مشکلات ہیں لیکن اگر ہم استقلال کے ساتھ ان مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کریں گے اور کام کرتے چلے جائیں گے تو یقیناً ہم اپنی منزل کو پالیں گے۔ حضرت مرزا صاحب نے ان لیکچروں کے ذریعے ہمارے تعلیم یافتہ طبقے کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ ہم سب دل سے ان کے

ممنون ہیں۔" (الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۴۷ء)

آخری لیکچر کے اختتام پر شیخ عبد القادر صاحب نے فرمایا:-

"حضرات! میں سمجھتا ہوں کہ میں آپ سب کے دل کی بات کہہ رہا ہوں جب کہ میں آپ سب کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نہ صرف آج کے لیکچر کے لئے بلکہ گزشتہ پانچ لیکچروں کے لئے بھی جن میں بے شمار اہم معاملات اور مسائل کے متعلق نہایت مفید اور ضروری باتیں آپ نے بیان فرمائی ہیں۔ میں فاضل مقرر سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر ان لیکچروں کو کتاب کی شکل میں شائع کر دیا جائے تو پبلک آپ کی بہت ممنون ہوگی۔" (الفضل ۱۸ر جنوری ۱۹۴۷ء)

ان لیکچروں کے علاوہ حضور نے کراچی، راولپنڈی، جہلم اور پشاور، غرض اہم مقامات پر پاکستان کے استحکام اور آئین کے موضوعات پر لیکچر دیئے۔ اس کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی آپ کے بھیجے ہوئے مشنریوں نے پاکستان کا پروپیگنڈا کیا۔ بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ جماعت احمدیہ کے مبلغین نے حضور کی ہدایات کے پیش نظر دنیا کے اکثر ممالک میں پاکستان کا تعارف کرایا اور سفارت خانوں کے قیام سے قبل مملکت خداداد کا پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ انڈونیشیا میں جب صدر ایوب دورے پر تشریف لے گئے تو انہیں وہ لٹریچر بھی دکھایا گیا جو احمدیہ مشن نے پاکستان کو متعارف کرانے کے لئے تیار کیا تھا۔ یہ صرف انڈونیشیا ہی کی بات نہیں یورپ، امریکہ اور افریقہ کے اکثر علاقوں میں پاکستان کے تعارف کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں احمدی مشنریوں نے نمایاں کام کیا ہے۔

(۲۱) آفات و حوادث میں مصیبت زدگان کی مدد

جماعت احمدیہ نے خلافت ثانیہ کے دور میں حضور ایدہ اللہ کی مبارک قیادت میں جو گرانقدر ملی اور سیاسی خدمات سرانجام دی ہیں ان پر گزشتہ صفحات میں اختصار کے ساتھ کچھ روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد

"پنجم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔" (از شرائط بیعت)

کے پیش نظر جماعت احمدیہ ابتداء ہی سے بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت پر کمربستہ رہی ہے۔ اجتماعی رنگ میں خلافت ثانیہ میں جماعت کو بے لوث خدمت خلق کی بے نظیر مثالیں قائم کرنے کی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق ملی ہے۔ یہ مضمون خدمت خلق کی ان تمام کارگزاریوں کی تفصیل میں جانے کی اجازت نہیں دیتا، صرف چند واقعات کی طرف اشارہ ہی کیا جا سکے گا۔

۱۹۱۸ء میں دنیا کے اکثر ممالک میں انفلوئنزا کی جان لیوا وبا پھیل گئی۔ ہندوستان بھی اس لہر کی لپیٹ میں آ گیا اور ہزاروں انسان لقمۂ اجل بن گئے۔ اس وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے ڈاکٹروں اور طبیبوں اور دیگر افراد کو حکم دیا کہ وہ خلق خدا کی

بے لوث خدمت میں مصروف ہو جائیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے مخلوقِ خدا کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔

۱۹۲۷ء کے پہلے ہفتے میں لاہور میں خوفناک ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے اور تین دن تک بیکس مسلمانوں پر لرزہ خیز ستم توڑے گئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان ناگفتہ بہ حالات میں حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی کو قیام امن اور خدمت خلق، امدادِ مظلومین اور مسلمانوں کی قانونی امداد کیلئے بھجوایا نیز احمدی ڈاکٹروں کے ذریعے زخمیوں کے علاج معالجہ میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اس بے لوث خدمتِ خلق پر تبصرہ کرتے ہوئے لاہور کے ہفت روزہ "ترجمان" نے اپنی ۶ر جون ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں لکھا۔

"مرزائی مسلمانوں نے وسیع پیمانے پر لاہور کے مصیبت زدہ مسلمانوں کی ہر صورت میں یعنی قانونی اور نقدی کی امداد بہم پہنچانا شروع کر دی ہے۔"

اسی طرح ۱۹۳۴ء میں بہار کے حوادث کے موقع پر بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی روشنی میں جماعت نے مصیبت زدگان کی بے لوث مدد کی۔ پھر ۱۹۴۰ء میں مصیبت زدگانِ ترکی کی امداد کے لئے بھرپور کوشش کی گئی۔

تقسیم ملک کے موقع پر جب ۱۹۴۷ء میں مشرقی پنجاب میں بے کس مسلمانوں کے خلاف قتل و غارت کی جو وحشتناک مہم چلائی گئی تو بے شمار مظلوم مسلمان قادیان میں پناہ گزین ہوئے جہاں ہر طرح سے ان کی خدمت اور حفاظت کی بے لوث کوشش کی گئی جس کا مسلمان پریس نے فراخدلی سے اعتراف کیا۔

اس کے علاوہ دیگر آسمانی حوادث اور آفات زلزلہ، سیلاب اور وباء وغیرہ کے موقع پر ہمیشہ جماعتِ احمدیہ مصیبت زدگان کی مدد کے لئے آگے آتی رہی۔

خدمتِ خلق کی ایسی مثالیں تو بے شمار ہیں ۱۹۵۵ء میں کوئٹہ کے زلزلہ کے مصیبت زدگان کی مدد کی گئی۔ اخبار "زمانہ" کوئٹہ نے ان خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا:۔

"کوئٹہ کے نواحی زلزلہ زدہ علاقہ میں جماعت احمدیہ کی شاخ کوئٹہ کی طرف سے امدادی کام کے سلسلہ میں تقریباً ۱۲ رہائش گاہوں کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اس امدادی کام میں جماعت احمدیہ کے دونوں شعبے انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ اتوار کو اپنے امیر کی نگرانی میں مضافاتی دیہات میں امدادی کام کے لئے جاتے ہیں۔ جماعت کے دونوں شعبوں نے رہائش گاہوں کی تعمیر کے علاوہ مصیبت زدہ لوگوں میں خوراک اور ادویہ بھی تقسیم کی ہیں۔"

(زمانہ یکم اپریل ۱۹۵۵ء)

اسی طرح اخبار "میزان" کوئٹہ نے بھی ان خدمات کا اعتراف کیا۔

جہاں تک سیلاب کا تعلق ہے جماعت کے افراد نے ہر مرتبہ اس مصیبت کے وقت مصیبت زدگان کی خدمت کے لئے سول اور فوجی حکام سے نہایت (باقی ملاحظہ ۲۱۳ پر)

خلافتِ ثانیہ کے دوران

اشاعتِ اسلام ـــــ زمین کے کناروں تک

(مکرم نور الدین صاحب منیر ایم۔ اے نائب وکیل التبشیر تحریک جدید۔ ربوہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا عظیم الشان مقصد اشاعتِ اسلام تھا۔ انیسویں صدی کے آخر میں جب اسلام ایک نازک ترین دور سے گزر رہا تھا اور عیسائیت کا روز افزوں غلبہ اس کے لئے ایک عظیم خطرہ بن چکا تھا آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اعلان فرمایا کہ خدا نے آپ کے ذریعہ اسلام کو دنیا بھر میں غالب کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ اب دنیا کی تمام اقوام ایک ایک کر کے اسلام میں داخل ہوں گی حتیٰ کہ مغرب کی عیسائی اقوام کے لئے بھی اسلام کی صداقت کو تسلیم کرنے اور اس پر دل وجان سے ایمان لانے کے سوا چارہ نہ رہے گا۔

احیائے دین اور اشاعتِ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افرادِ جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور اس جہادِ اکبر کے لئے سربکف ہو کر میدانِ کارزار میں نکل آئیں۔ حضور علیہ السلام کی زندگی ہی میں ایسے واقفین کی ایک کثیر تعداد نے اپنے آپ کو خدمتِ اسلام کے لئے پیش کیا۔ آپ نے انہیں آنیوالی عظیم الشان جدوجہد کے لئے تیار فرمایا اور ان پر یہ امر واضح فرمایا کہ یہ سب کام ایک تیاری کے رنگ میں ہے اصل جدوجہد کا زمانہ بعد میں آنے والا ہے حضور نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا:-

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں
سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔
اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا
اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین)

اشاعتِ اسلام کے لئے تیاری کا سلسلہ خلافتِ اولیٰ کے عہد تک جاری رہا اور اس عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت محبتِ الٰہی میں سرشار ہو کر اسلام کے غلبہ کے لئے جذبۂ خدمت میں ترقی کرتی گئی تا جب خدائی حکم کے پورا ہونے کا وقت آئے تو وہ میدانِ عمل میں اتر کر دنیا کے گوشے گوشے میں اشاعتِ اسلام کے لئے اپنے گھروں اور وطنوں سے نکل کھڑے ہوں۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ عظیم الشان عملی کارنامہ ہے کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "وقفِ زندگی" کے اس عظیم الشان تصور کو وسیع پیمانے پر عملی جامہ پہنا دیا۔ مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی حضور نے تبلیغِ اسلام کے لئے اپنے فطری جوش کا اظہار کرتے ہوئے ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کی تقریر میں فرمایا:۔

"نبی اور اس کے جانشین خلیفہ کا پہلا کام تبلیغ الی الحق اور دعوت الی الخیر ہوتا ہے۔ وہ سچائی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنی دعوت کو دلائل اور نشانات کے ذریعے مضبوط کرتا ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ وہ تبلیغ کرتا ہے۔" (صفحہ ۴-۵)

مزید فرمایا:۔

"الغرض نبی کا کام بیان فرمایا تبلیغ کرنا۔ کافروں کو مومن بنانا۔ مومنوں کو شریعت پر قائم کرنا۔ پھر باریک در باریک راہوں کا بتانا۔ پھر تزکیہ نفوس کرنا۔ یہی کام خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی کام اس وقت میرے رکھے ہیں۔" (صفحہ ۹)

اس کے بعد کی حضور کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ حضور دن رات اس مقدس فریضہ کو احسن طریقے سے سرانجام دینے میں منہمک رہے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں صرف ایک مشن تھا جو انگلستان میں قائم ہوا لیکن حضور نے اپنے دورِ خلافت میں (اللہ تعالیٰ اسے زیادہ سے زیادہ لمبا فرمائے) دنیا کے اہم ممالک میں تبلیغی مشنوں کا ایک جال بچھا دیا۔ اور آج یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کے لئے حضور کے غلام اور شاگرد موجود نہیں!!

ذیل میں ایک مختصر سا خاکہ پیش ہے جس پر طائرانہ نگاہ ڈال کر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت پاکستان و بھارت کے علاوہ کہاں کہاں اور کتنی تعداد میں احمدی مبلغین اعلائے کلمۂ اسلام میں مصروف ہیں۔

نام ملک	تعداد مرکزی مبلغینِ کرام	تعداد مقامی مبلغین کرام
برطانیہ	۱	×
سپین	۱	×
سوئٹزرلینڈ	۱	×
ہالینڈ	۲	×
جرمنی	۳	×
سیکنڈے نیویا	۱	۲
شمالی امریکہ	۴	×
برٹش گی آنا	۱	×
انڈونیشیا	۷	۱۱
سنگاپور	۱	۱
بورنیو	۱	۱
نائیجیریا	۴	۱۷
غانا	۵	۱۹
سیرالیون	۶	۷
لائبیریا	۱	۲

نام ملک	تعداد مرکزی مبلغین کرام	تعداد مقامی مبلغین کرام
گیمبیا	۱	۱
آئیوری کوسٹ	۱	×
ٹرینیڈاڈ	×	۱
ٹوگولینڈ	۱	۱
کینیا	۳	۷
یوگنڈا	۵	۱
تانزانیہ (ٹانگانیکا۔زنجبار)	۴	۱۵
جنوبی افریقہ	×	۲
ماریشس	۱	۱
اسرائیل	۱	×
شام	۱	×
عدن	۱	×
فجی	۱	×

ہمارے اولوالعزم امام نے یہ عظیم الشان تنظیم محض صفر سے پیدا کی۔ اس تنظیم کے پیچھے جو روح کام کر رہی ہے بڑی حیران کن ہے حضور نے خدائی نوشتوں کے مطابق جماعت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مثیل اور خلیفہ کی حیثیت سے دنیا میں آسمانی بادشاہت کے قیام کے لئے اس مہم کا آغاز فرمایا اور بیرونی ممالک میں مبلغین بھیج کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کا انتظام فرمایا۔ ان مجاہدین نے دیوانہ وار اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہی اور تبلیغ اسلام کے فریضہ کو تمام آراموں اور آسائشوں پر ترجیح دی ـــ یہ بہادر سپاہی ہیں جنہیں ہمارے اولوالعزم امام نے تربیت دے کر دنیا کے کناروں تک پھیلا دیا۔ ان مبلغین کرام نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جو گرانقدر کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ جدید دور میں تاریخ اسلام کا سنہری باب ہیں۔

حضور کے ان پاکباز شاگردوں کی کوششوں سے غیر اقوام اسلام کے شیریں چشمہ سے سیراب ہو رہی ہے۔ حالانکہ اس سے پیشتر وہ اسلام کے نام تک سے واقف نہ تھیں اور جو واقف تھیں وہ نہایت حقارت کے ساتھ اسلام کا ذکر کرتی تھیں ـــ لیکن کیا یہ معجزہ نہیں کہ آج ان ہی قوموں کے پڑھے لکھے افراد اسلام کی طرف منسوب ہونا اپنے لئے فخر کا موجب سمجھتے ہیں۔ آج ان کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑے جوش و خروش کے ساتھ تمام دنیا میں اسلام کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کا یہ نشان بڑی آب و تاب سے پورا ہو رہا ہے کہ

"قومیں اس سے برکت پائیں گی"

اس وقت اسلام کے مقابل پر عیسائیت اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے جن وسائل کو بروئے کار لا رہی ہے، اُن کے بد اثرات کو زائل کرنے کے لئے ان ہی میدانوں میں جماعت احمدیہ تبلیغ اسلام کے لئے محاذ تیار کر رہی ہے۔ رفتہ رفتہ محدود وسائل کے باوجود حضور کی نگرانی اور ہدایات کے مطابق بیرونی ممالک میں تبلیغی مراکز کے علاوہ مساجد ـــ تعلیمی ادارے ـــ اخبارات اور لٹریچر کی اشاعت کے علاوہ میڈیکل سنٹرز کے اجراء کا سلسلہ بھی شروع ہے گویا ہر اس ذریعہ سے استفادہ کیا جا رہا ہے جو دجالی طاقتوں

کے اثرات زائل کرنے میں ممد ہو سکتا ہے۔ اس وسیع ترین تبلیغی نظام کے جملہ پہلوؤں اور ان کے اثرات کا مفصّل جائزہ تو ایک مستقل کتاب کا مقتضی ہے تاہم اس مضمون میں بعض پہلوؤں کی طرف اختصار کے ساتھ چند ہلکے ہلکے اشارات ضرور کئے جا سکتے ہیں ——— اور اہلِ فکر و نظر کے لئے یہ اشارات بھی کافی ہیں!

تعمیرِ مساجد

"مسجد" اسلامی معاشرہ کی اہم ترین علامت ہے تبلیغی لحاظ سے اور نو مسلموں کی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اشاعتِ اسلام کے اس مؤثر ذریعہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بلا دی توجہ حاصل ہے ۱۹۲۴ء میں حضور نے لندن میں خود اپنے دستِ مبارک سے "مسجد فضل" کی بنیاد رکھی تھی۔ حضور کی توجہ سے اب تک مندرجہ ذیل بیرونی ممالک میں زرِ کثیر کے صرف سے مساجد تعمیر ہو چکی ہیں جو دنیائے کفر میں توحیدِ اسلامی کے اہم مراکز ہیں:-

انگلستان	۱
جرمنی	۲
ہالینڈ	۱
سوئٹزرلینڈ	۱
امریکہ	۳
انڈونیشیا	۶۰
ملایا	۲
برما	۱
بورنیو	۳
ماریشس	۶
مشرقی افریقہ	۳۰
سیرالیون	۴۰
نائیجیریا	۴۰
گھانا	۱۶۱
میزان =	۳۴۳

اس کے علاوہ ڈنمارک کے دارالخلافہ "کوپن ہیگن" میں مسجد کے لئے موزوں مقام پر پلاٹ خرید ا جا چکا ہے عنقریب وہاں بھی خدا تعالیٰ کا گھر تعمیر ہو جائے گا!!

تعلیمی ادارے ——— سکول اور کالجز

افریقہ میں عیسائیت کی اشاعت میں ایک خاص موثر ذریعہ ان کے تعلیمی ادارے ہیں جن میں زیرِ تعلیم طلبہ کو وہ بپتسمہ دے کر وہ عیسائی بنا لیتے ہیں۔ سینکڑوں مسلمان طلبہ اسی طرح عیسائیت کے دامِ فریب میں پھنس گئے۔ افریقن طلبہ کو ان کے اثرات سے بچانے کے لئے جماعتِ احمدیہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق مختلف مقامات پر سکول جاری کر رکھے ہیں جن کی ایک جھلک درج ذیل ہے:

ملک	تعداد تعلیمی ادارہ جات
ٹرینیڈاڈ	۱
برٹش گی آنا	۱
نائیجیریا (مغربی افریقہ)	۱۱
فلسطین	۱

ملک	تعداد تعلیمی ادارہ جات
غانا (مغربی افریقہ)	۲۰
سیرالیون	۱۹
کینیا (مشرقی افریقہ)	۱
یوگنڈا	۲
ماریشس	۱
جزائر فجی	۱
انڈونیشیا	۱
میزان =	۵۹

ان تعلیمی اداروں کی بدولت اب مسلمان طلبہ اپنے عقاید پر چٹان کی طرح قائم ہیں۔ یہ ادارے تعلیمی و تربیتی لحاظ سے اسلام اور انسانیت کی گرانقدر خدمت کر رہے ہیں۔ اس کا ایک ثبوت وہ احساسِ تشکر ہے جو ان افریقی مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جو ان اداروں سے فیض یاب ہو کر نکلنے والوں کی عظیم الشان قومی خدمات پر انگشت بدنداں ہیں۔ سیرالیون کے وزیر معدنیات آنریبل مصطفیٰ جو اب نائب وزیر اعظم ہیں نے ایک مرتبہ جماعت کے تعلیمی اداروں کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا تھا:۔

"یہ وہ نوجوان ہیں جنہوں نے ہمیں اسلامی روشنی کے ساتھ نیند سے بیدار کیا ہے۔ گذشتہ بیس سال سے نامساعد حالات کے باوجود یہ اصحاب ملک کی روحانی اور تعلیمی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں ہیں۔ اس لحاظ سے وہ اور بھی زیادہ خراجِ تحسین کے مستحق ہیں کیونکہ ان کا مقصد صرف مسلمانوں کی خدمت ہی نہیں بلکہ وہ مذہب اور عقیدہ سے بالاتر ہو کر ساری انسانیت کی خدمت پر کمربستہ ہیں۔ سینکڑوں طلبہ جنہوں نے ان کے اداروں سے اکتسابِ علم کیا ہے اب اچھے شہری بن چکے ہیں۔ ان میں اکثر زندگی کے تقریباً تمام شعبہ جات میں سرگرمِ عمل ہیں"

اسی طرح سیرالیون کے وزیر آبادکاری آنریبل کانڈے بوئے نے ایک مرتبہ کہا:۔

"میں یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ سیرالیون میں اگر کوئی اسلامی تنظیم مصروفِ عمل ہے تو وہ صرف احمدیہ جماعت ہے اور اس کے مبلغین ہیں۔ اور میری یہ بڑی ناانصافی ہوگی اگر میں اس امر کا اقرار نہ کروں کہ اگر احمدی مبلغین اس ملک میں نہ آئے ہوتے اور انہوں نے اسلام پر عیسائیت کے جارحانہ حملوں کی مدافعت نہ کی ہوتی تو اس وقت اس ملک میں اسلام کے "نام" کے سوا اور کچھ باقی نہ رہتا اور کوئی شریف آدمی اس نام کے ساتھ منسوب ہونا گوارا نہ کرتا"

اسی طرح گھانا کی قومی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر الحاج یعقوب تالی تلون نے فرمایا:۔

"احمدیہ تحریک کی سرگرمیوں کا میں ایک چشم دید گواہ ہوں اور میں بلاتامل کہہ سکتا

ہوں کہ ان ممالک میں اس جماعت کی خدمات کی وجہ سے اسلام کو نمایاں فتح حاصل ہوئی ہے"

اخبارات و جرائد

موجودہ دور میں نشر و اشاعت کے میدان میں پریس کو جو اہمیت حاصل ہے اسے کوئی بھی فعال تبلیغی تنظیم نظر انداز نہیں کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی روشنی میں جماعت احمدیہ اس وسیلہ کو بھی اشاعت اسلام کے لئے استعمال کر رہی ہے۔ اس وقت مندرجہ ذیل اخبارات و رسائل اسلام کی اشاعت میں مصروف ہیں۔

نمبر شمار	نام	زبان	مقام اشاعت
۱	Der Islam	جرمن	زیورچ
۲	Active Islam	سویڈش	سٹاک ہالم
۳	The Truth	انگریزی	نائیجیریا
۴	The African Crescent	"	سیرالیون
۵	The Muslim Sunrise	"	واشنگٹن
۶	Ahmadiyyat	"	ٹرینیڈاڈ
۷	The Message	انگریزی و سنہالی	کولمبو
۸	سینار اسلام	انڈونیشین	جکارتہ
۹	"البشریٰ"	عربی	حیفا
۱۰	"العصر"	انگریزی	کیپ ٹاؤن
۱۱	احمدیہ گزٹ	جرمن	زیورچ
۱۲	"الاسلام"	عربی	عدن
۱۳	"البشریٰ"	انگریزی - اردو، تامل - برمی	برما
۱۴	مسلم ہیرلڈ	انگریزی	انگلستان
۱۵	Le Message	فرنچ	ماریشس
۱۶	Islam	ڈچ	دی ہیگ
۱۷	گائیڈنس	انگریزی فینٹی	غانا

عظیم الشان اسلامی لٹریچر

جماعت احمدیہ کے تبلیغی مرکز عظیم الشان لٹریچر تیار کرنے کی طرف خاص توجہ کر رہے ہیں۔ جن میں سب سے اہم قرآن مجید کے تراجم ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بیالیس سے قبل اللہ تعالیٰ نے اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کے ذریعہ کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور کے طفیل اس وقت متعدد زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ تیار کر کے شائع کیا جا چکا ہے۔ بعض زبانوں میں تراجم کے مسودات تیار کر لئے گئے ہیں اور عنقریب ان کی اشاعت بھی ہو جائے گی۔ اب تک قرآن مجید کا انگریزی، ڈچ، جرمن اور سواحیلی زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ ہسپانوی، پرتگالی، اطالوی، روسی، فرانسیسی، انڈونیشی، ملائی، گورمکھی، ککامبہ، گکویو، اور لوو زبانوں میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے مگر ابھی تک منصۂ شہود پر نہیں آیا۔ فرانسیسی ترجمۂ قرآن مجید کی آخری نظر ثانی شروع ہے جس کے بعد وہ پریس میں چلا جائے گا۔ ڈینش زبان میں بیس پاروں کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور سات پارے شائع بھی

ہو چکے ہیں۔ سیرالیون کی زبان "مبنڈی" میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے اور اب پارہ پارہ کر کے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ یوروبا لوگنڈا اور فینٹی زبانوں میں ترجمہ کا کام تیزی سے جاری ہے

ترجمہ اور مختصر تفسیری نوٹوں کے علاوہ انگریزی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر کی اشاعت بھی ہو رہی ہے۔ مطبوعہ تفسیر القرآن انگریزی تین ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ تفسیر القرآن انگریزی کی تیسری اور آخری جلد گذشتہ سال شائع ہو چکی ہے۔ اب اس کا خلاصہ پیش کرنے کی جدّ وجہد جاری ہے۔ اس سلسلہ میں "دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی" جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تصنیف ہے، خاص اہمیت کی حامل ہے۔ قرآن مجید کے تراجم، تفسیر اور یہ دیباچہ خاص طور پر مغربی مستشرقین اور اہلِ علم سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ پروفیسر ایچ۔ اے۔ آر گب انگریزی ترجمہ قرآن کے متعلق لکھتے ہیں:-

"یہ ترجمہ قرآن مجید کو انگریزی زبان کا جامہ پہنانے کی سابقہ کوشش کے مقابلہ میں زیادہ قابل تحسین ہے"

رچرڈ بیل نے لکھا:-

"یقیناً قرآنی تعلیمات کو جامعیت کے ساتھ پیش کرنے کا انداز جدّت کا حامل اور ہر طرح تحسین کے قابل ہے۔ اگر انجمن اقوام متحدہ اس کے بیان کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہو سکے تو یقیناً کسی حد تک وہ اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کر سکتی ہے"

اسی طرح ڈچ ترجمہ قرآن مجید کے متعلق ریفارمڈ چرچ کا مشہور ہفتہ وار اخبار

"MENKLABE ALBLASCER WAAD"

لکھتا ہے:-

"اس وقت ہمارے سامنے مسلمانوں کی کتابِ مقدس قرآن پڑی ہے جو عربی اور ڈچ میں چھپی ہے۔ ترجمہ نہایت ہی سلیس ہے۔ . . . . جو شخص مسلمانوں کے مذہب یا دیگر مذاہب سے دلچسپی رکھتا ہو اس کے لئے یہ اوّل نمبر کا ماخذ ہے"

اسی طرح وہاں کا مشہور ہفتہ وار اخبار "INDE WAAGSCHED" اس کے دیباچہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی ۵ مارچ ۱۹۵۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"اس کے دیباچہ میں جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا لکھا ہوا ہے، قرآن کریم کی عالمگیر حیثیت کو بائبل اور ویدوں سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اس دیباچہ کے مطابق عہد قدیم کی پیشگوئیاں مسیح سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ ان کا تعلق اسلام کے نبی پاک سے بتلایا جاتا ہے۔ جو شخص مسلمانوں کی کتاب سے واقفیت حاصل کرنا چاہے وہ اب ڈچ زبان میں کر سکتا ہے"

اس کے علاوہ بیرونی مشنوں اور مرکزی دفتر کی طرف سے زر کثیر کے صَرف سے مناسب لٹریچر تیار کیا جا رہا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ اس کی ایک جھلک پیش ہے:-

کُتبِ حدیث:-

مقاماتُ النسارفی احادیثِ سیدالانبیاء ، چالیس جواہرپارے ، ریاض احادیث النبیؐ وغیرہ کتبِ احادیث کے انتخابات کے انگریزی تراجم شائع کئے جاچکے ہیں۔

فقہ:-

"فتاویٰ احمدیہ" کا انتخاب نائیجیریا مشن نے بزبانِ انگریزی شائع کیا ہے۔

تاریخ وسیرت:-

"لائف آف محمدؐ" ۔ "لائف آف احمدؑ" ۔ "سیرۃ طیبہ" ۔ "آئینۂ جمال" ۔ "دُرِّ منثور" کے انگریزی و عربی تراجم۔

دیگر اساسی لٹریچر:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کے تراجم کی اشاعت کی طرف بھی توجہ کی گئی ہے اور تراجم کا کام جاری ہے۔ "منن الرحمٰن" (تالیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) کا انگریزی ترجمہ شائع کیا جاچکا ہے۔ نیز حضورؑ کی کتب "اسلامی اصول کی فلاسفی" ۔ "الوصیت" ۔ "ضرورۃ الامام" ۔ "مسیح ہندوستان میں" ۔ "ایک غلطی کا ازالہ" ۔ "کشتی نوح" ۔ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب" وغیرہ کے بیرونی زبانوں میں تراجم شائع ہوچکے ہیں۔

ان کے علاوہ بعض کتب کے تراجم کے مسودات تیار ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی متعدد تصانیف مثلاً احمدیت یعنی حقیقی اسلام ۔ دیباچہ تفسیر القرآن (انگریزی) ۔ نظامِ نَو ۔ اسلام کا اقتصادی نظام ۔ دعوۃ الامیر وغیرہ کے تراجم شائع ہوچکے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف مسنون

کی طرف سے کسرِ صلیب کے لئے علماء اور مبلغین کے قلم سے نکلا ہوا بے شمار لٹریچر پھیل چکا ہے اور پھیل رہا ہے! اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے ذریعہ اسلام کا اثر و نفوذ بڑھ رہا ہے۔ اس لٹریچر کے طفیل اب مسلمان اپنے عقائد پر چٹان کی طرح ڈٹ کر باطل کے وساوس کا سدِّباب کر رہے ہیں۔ نائیجیریا کے وزیراعظم الحاج ابوبکر نے ایک موقع پر فرمایا:-

"مجھے جب بھی عیسائیوں سے بحث کے دوران کوئی بات پیش کرنی ہوتی ہے۔ تو ہمیشہ احمدیہ لٹریچر میری رہنمائی کرتا ہے۔ میں اس کے علاوہ کسی اور مذہبی لٹریچر پہ اس قدر اعتماد نہیں کرتا جتنا کہ احمدیہ جماعت کے لٹریچر پر کرتا ہوں"

احمدیت ایک عظیم مذہبی تحریک

اب وہ دن ہمیشہ کے لئے بیت چکے ہیں جب عیسائی مناد کہا کرتے تھے کہ اسلام نعوذ باللہ ایک ایسی قوت ہے جو موت کی منتظر ہے۔ اب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت کی تبلیغی مساعی کی بدولت خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام ایک ایسی قوت ہے جس کے روشن مستقبل سے دجالی طاقتیں تھرا رہی ہیں۔ یہ کوئی معمولی انقلاب نہیں۔ جسے مُردہ سمجھا جارہا تھا اس کے ذریعے اب خود ان ادیان کی زندگی خطرے میں پڑ چکی ہے جنہوں نے اپنے زعم میں "آبِ حیات" پیا ہوا تھا۔ اس عظیم انقلاب کی وجہ سے جس نے ہوا کا رُخ ہی موڑ دیا ہے، احمدیت میں

مستشرقین کی دلچسپی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ آئے دن اسلام کی اس خادم تحریک پر مضامین اور مقالات اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور کئی ایک مستشرق احمدیت کے متعلق ریسرچ کر رہے ہیں۔

اس جگہ اس امر کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ انگلستان کے مایۂ ناز ماہر تاریخ آرنلڈ جے ٹائن بی نے اپنی کتاب "Civilization on Trial" میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کو ایک ایسی حرکت سے تعبیر کیا ہے جو چند صدیوں کے اندر اندر ایک انقلاب عظیم رونما کرنے اور اس طرح دنیا کی کایا پلٹنے کا موجب ہوا کرتی ہے۔

اس صورت حال سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خلافت ثانیہ کے مبارک دور میں حضرت فضل عمر المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری کردہ عالمگیر تبلیغی سکیم نے ایک قلیل عرصہ میں ——— ہاں اس قلیل عرصہ میں جو قوموں کی زندگی میں ایک معمولی لمحہ کی حیثیت رکھتا ہے ——— کتنی اہمیت اختیار کر لی ہے!!

ذالک فضل اللہ والحمد للہ علیٰ ذالک

احمدی نوجوانوں کا فرض

خلافت ثانیہ کے دوران اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی قابل قدر مساعی اور سرگرمیوں کا یہ انتہائی مختصر خاکہ ہے۔ بہرحال جماعت کی ان کوششوں کی وجہ سے دنیا کے وہ لوگ جو فہم و فراست سے بہرہ ور ہیں، یہ محسوس کر رہے ہیں کہ موجودہ دنیا کی کایا پلٹی تو وہ اسی جماعت کے جانفروش مجاہدوں کے ذریعہ ہی پلٹے گی جنہوں نے اسلام کی اشاعت اور حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں بلند کرنے کی خاطر اپنے اموال اور جانیں تک قربان کر دی ہیں اور خدمت خلق کا یہ جوش اور ولولہ جوان مجاہدین میں پیدا ہوا حضرت رسول عربی خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور غلام حقیقی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ اشاعت اسلام کی جو تڑپ حضور علیہ السلام اپنی جماعت کے دلوں میں پیدا کر گئے تھے وہ آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے ذریعہ زندہ رہی۔ اور بالخصوص آپ کے موعود فرزند گرامی و ارجمند حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے مبارک دور خلافت میں یہ پودا خوب بڑھا پھیلا اور پھولا۔ اور آج جو ہم دنیا بھر میں اشاعت اسلام کے وسیع انتظام اور اس کے مبارک ثمرات حاصل ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ یہ اس "مسیحی نفس" کی قوت قدسیہ کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے جس کا آنا

"جلال الٰہی کے ظہور کا موجب اور کَاَنَّ
اللہ نزل من السماء"

کا مصداق ہے

ہمارے پیارے آقا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنی بیماری میں ہر وقت اسلام کے غلبہ کی فکر ہے۔ پس ہماری جماعت کا بالعموم اور احمدی نوجوانوں کا بالخصوص یہ فرض ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ہر وقت اشاعت اسلام کے اہم اور عظیم نصب العین کو اپنے پیش نظر رکھیں

اور اپنے پیارے امام کی ہدایات وارشادات کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔ اور اپنے آپ کو اسلام کا مخلص اور سچا خادم بنائیں۔

اس سلسلہ میں اس امر کو ہرگز فراموش نہ کریں کہ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ہمارے امام نے دنیا کے گوشے گوشے میں جو تبلیغی مشن قائم فرمائے ہیں۔ ان مشنوں کی رگِ حیات "تحریک جدید" ہے جس کا انحصار ہمارے ایمان پر ہے۔ ہمارے ایثار پر ہے۔ ہماری کفایت شعاری پر ہے۔ اگر ہم بطور ایک احمدی کے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ایسی زندگی ہمیں اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب ہم اپنے خون کا آخری قطرہ اور اپنی جان کی آخری رمق تک اپنے پیارے امام کی خدائی منشار کے مطابق قائم کردہ "تحریک جدید" کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں صرف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تحریکِ جدید

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تحریک جدید کی غرض وغایت اور اہمیت کے بارہ میں فرماتے ہیں:-

"تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جا سکے ــــــ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ کچھ افراد ایسے میسر آجائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں ــــــ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ وہ عزم واستقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہے چنانچہ ہاتھ سے کام کرنے کی نصیحت، سنیما سے بچنے کی نصیحت اور سادہ زندگی اختیار کرنے کی نصیحت اسی لئے کی گئی ہے کہ کوئی شخص بڑے کام نہیں کر سکتا جب تک بڑے کاموں کی صلاحیت اس کے اندر پیدا نہ ہو۔ اور بڑے کاموں کی صلاحیت اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک انسان تکلیفیں برداشت کرنے کا عادی نہ بن جاوے جب تک جماعت کے افراد ایک حد تک تکلیفیں برداشت کرنے کے عادی نہ ہونگے اس وقت تک وہ کسی بڑی قربانی کیلئے تیار نہیں ہو سکتے"

مزید فرمایا:-

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ پس بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی۔ میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اُسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء)

لطف الرحمٰن محمود

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا

رفیع الشان علمی مقام

آپ کے انقلاب آفرین لٹریچر پر ایک طائرانہ نظر

ع۔ ز عشق ناتمام ما جمالِ یار مستغنی است
باب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "مصلح موعود" کی خبر دیتے وقت اُس کی صفاتِ حسنہ کا خاکہ بھی کھینچا جس میں آپ نے اس مبارک وجود کی باون علامات اور سترہ مقاصد بیان فرمائے (تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمایئے "الموعود") اس موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا:۔

- "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا"
- "علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا"

اس نشان کے دکھائے جانے کی ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی گئی:۔

- "تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

یوں تو پیشگوئی مصلح موعود کی تمام علامات اور جملہ مقاصد ایک دوسرے سے مربوط ہیں اس کے ساتھ ان میں سے ہر علامت انفرادیت کی حامل بھی ہے ۔ مندرجہ بالا تینوں پہلوؤں کا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی علمی کارناموں سے تعلق ہے۔ دوسری علامات کی طرح یہ تینوں علامتیں بھی پوری شان کے ساتھ ظہور پذیر ہو چکی ہیں حقیقت یہ ہے کہ حضور کے علمی کارنامے محتاجِ تعارف نہیں۔ دل و دماغ اور آنکھیں رکھنے والے سعید علمی حلقے حضور کے علمی مقام کی رفعت کو تسلیم کرتے ہیں اور جو معاند اور مخالف ہیں وہ بھی حضور کے علمی سرمائے کے خوشہ چین ہیں مگر اپنے اس علمی ماخذ کا تعصّب کی وجہ سے ذکر نہیں کرتے۔ اس سے

بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور کے علمی سرمائے کو کس قدر اہمیت حاصل ہے حضور کے بلند علمی مقام پر روشنی ڈالنے سے قبل مناسب ہے کہ حضور کی علمی زندگی کا پس منظر بھی بیان کیا جائے تا اس علمی سرمائے کی عظمت کا ایک اور پہلو بھی نمایاں ہو سکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علمی زندگی کا پس منظر

مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ انہیں علوم اور معارف کا خزانہ آسمان سے عطا کیا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الودود کو بھی یہ خصوصیت حاصل ہے جہاں تک مروجہ علوم کا تعلق ہے حضور میٹرک (انٹرنس) کا امتحان بھی پاس نہیں کر سکے دینی تعلیم کے لئے کسی خاص مدرسے یا دار العلوم میں داخل نہیں ہوئے تاہم قرآن کریم۔ حدیث شریف مثنوی مولانا روم وغیرہ کتب حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ سے پڑھیں اور پرائیویٹ طور پر اپنے علمی دائرے کو وسیع کیا۔ اس ابتدائی علم میں اللہ تعالیٰ نے خارق عادت برکت ڈالی یہ دائرہ نہایت تیزی سے پھیلتا گیا اور کم عمری ہی میں حضور نے علمی لحاظ سے غیر معمولی شخصیت کی حیثیت اختیار کر لی۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں جب آپکی عمر ۱۵-۱۶ سال کی لگ بھگ تھی، آپ کی علمی تبلیغی اور تنظیمی صلاحیتوں اور استعدادوں کا واضح ظہور ہوا۔ اس سال آپ نے ایک معرکۃ الآرا پبلک لیکچر "شرک کی تردید" کے موضوع پر دیا جو "چشمۂ توحید" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا۔ اسی سال آپ نے نوجوانوں کی علمی اور تربیتی ترقی کے لئے ایک تنظیم قائم کی جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "انجمن تشحیذ الاذہان" تجویز فرمایا۔ اسی سال آپ نے اس انجمن کا رسالہ اسی نام سے شائع کرنا شروع کیا۔ سنہ ۱۹۰۷ء سے یہ رسالہ ماہانہ ہو گیا (سنہ ۱۹۰۶ء میں سال میں چار مرتبہ شائع ہوتا تھا) اس رسالے کی ادارت کے فرائض آپ سرانجام دیتے تھے۔ اس رسالے کے لئے ادارتی فرائض کے علاوہ آپ مضامین و مقالات بھی تحریر فرماتے۔ چنانچہ اس بچپن میں آپ کے قلم سے نکلے ہوئے متعدد پُر معارف مضامین اور مقالات اس رسالے میں شائع ہوئے۔ جنہیں پڑھ کر اپنوں کے علاوہ غیر بھی متاثر ہوئے۔ اغیار جو امید لگائے بیٹھے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جماعت کو قلمی لحاظ سے زندہ رکھنے والا کوئی نہیں — انہیں اس "بچے" کے جوش و خروش اور قلمی طاقت سے "مایوسی" ہوئی۔ اپنوں نے اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ احمدیہ کی "صداقت کا ایک ثبوت" قرار دیا۔ چنانچہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر "ریویو" نے "تشحیذ الاذہان" کے مقالۂ افتتاحیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا:-

> "اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین
> محمود احمد حضرت اقدس کے صاحبزادہ
> ہیں اور پہلے نمبر میں ۱۳ صفحوں کا ایک
> انٹروڈکشن ان کی قلم سے لکھا ہوا ہے
> جماعت تو اس مضمون کو پڑھے گی مگر میں
> اس مضمون کو مخالفینِ سلسلہ کے سامنے بطور
> ایک بیّن دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس

سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے۔"

خلاصہ مضمون پیش کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں:۔

"ایک اٹھارہ برس کے نوجوان کے دل میں اس جوش اور ان امنگوں کا بھر جانا معمولی امر نہیں، کیونکہ یہ زمانہ سب سے بڑھ کر کھیل کود کا زمانہ ہے۔ اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایسا گندہ ہے پس اس کا ثمر تو چاہیئے کہ گندہ ہوتا نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی۔ اگر ایک انسان افتراء کرتا ہے تو اگرچہ وہ باہر کے لوگوں سے اس افترا کو چھپا بھی لے مگر اپنے ہی بچوں سے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں چھپا نہیں سکتا۔ وہ اسکی ہر ایک حرکت اور سکون کو دیکھتے ہیں۔ ہر ایک گفتگو کو سنتے ہیں۔ ہر موقع پر اس کے خیالات کو ظاہر ہوتا دیکھتے ہیں۔ پس اگر افترا ہو تو ضرور ہے کہ وہ افتراء کسی نہ کسی وقت اس کے اپنے بیوی اور بچوں پر ظاہر ہو جائے۔ اے بدقسمت لوگو! غور کرو کہ کیا مفتری کی اولاد جو اس کے افتراء کے زمانہ میں پیدا ہو اور افتراء کے زمانہ میں پرورش پائے ایسی ہوا کرتی ہے؟" (ریویو آف ریلیجنز اردو۔ جلد ۵۔ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱۷، ۱۱۹)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی علمی اور قلمی زندگی کا منظم آغاز ۱۹۰۶ء میں ہو جاتا ہے۔ ۱۹۱۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اجازت سے آپ نے قادیان سے "الفضل" جاری فرمایا اور انتخاب خلافتِ ثانیہ تک اس اہم فرض کو بطریق احسن سرانجام دیتے رہے۔ الفضل کا اجراء جماعتِ احمدیہ کی صحافتی ترقی کا ایک اہم موڑ ہے کیونکہ اسی بنیاد پر آگے چل کر جدید احمدیہ پریس نے ترقی کی۔ اس وقت مبالغہ آمیزی، ہنگامہ خیزی اور لفاظی وغیرہ ہندوستان کی مروجہ صحافت کی خصوصیات تھیں۔ احمدیہ پریس ابتداء سے اس روش سے محفوظ رہا حضور نے بھی زیادہ واضح رنگ میں اس انداز کے مقابل پر متانت سنجیدگی، سادگی، بے تکلفی اور صداقت کو اپنا اصول قرار دیا اور یہی چیزیں آج تک احمدیہ پریس کی خصوصیات ہیں۔

اس پس منظر سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تحریری کارہائے کا آغاز صحافتی زندگی سے ہوا۔ صحافیوں کے متعلق مشہور ہے کہ گوناگوں مشاغل کی وجہ سے غیر معمولی نوعیت کا ٹھوس علمی کام سرانجام دینا اُن کے لئے مشکل ہو جاتا ہے مگر اس ابتدائی دور میں ہی (جو بچپن اور ابتدائے جوانی کی زندگی کا دور ہے) حضور کے مذہبی اور نیم مذہبی مقالات اور مضامین میں غیر معمولی متانت علمیت اور استدلالیت کے عناصر موجود ہیں۔ ۱۹۱۴ء میں انتخابِ خلافت کے بعد نئی عظیم ذمہ داری کی وجہ سے حضور کی علمی اور قلمی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں حضور نے انتہائی مصروفیت کے باوجود اسلام، جماعت احمدیہ۔ عالم اسلام اور عام ملکی اور قومی ضروریات کے

پیشِ نظر متعدد کتب، رسائل، پمفلٹ اور مضامین رقم فرمائے اس کے علاوہ سینکڑوں مواقع پر معرکۃ الآراء تقاریر کیں۔ یہ سارا قلمی اور علمی سرمایہ ابھی تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوسکا سرسری مطالعہ سے حضور کی دو صد سے زائد کتابوں، پمفلٹوں اور مطبوعہ تقاریر کا علم ہو سکا ہے (حضور کی بیسیوں تالیفات (مضامین وغیرہ) اور تقاریر ایسی بھی ہیں جو ابھی تک کتابی شکل میں ظاہر نہیں ہوئیں) اس لئے حضور کے کل قلمی اور علمی کام کے صحیح اعداد و شمار اسی وقت پیش کئے جاسکیں گے جب حضور کا تمام قلمی اور علمی سرمایہ کتابی شکل میں مرتب ہو کر اشاعت پذیر ہوگا۔ لیکن جو مطبوعہ سرمایہ موجود ہے اس کی خصوصیات سے حضور کے وسیع الشان علمی مقام کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ پہلے اختصار کے ساتھ چند خصوصیات پر ہی روشنی ڈالنا مناسب ہوگا۔

۱۔ وسعت

کسی مصنف کے علمی مقام کا جائزہ لیتے وقت سب سے پہلے اس کے علمی سرمایہ کی کمیت کو جانچا جاتا ہے۔ میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ حضور کی دو صد سے زائد کتابیں، رسالے اور پمفلٹ یا مطبوعہ تقاریر کا مجھے علم ہوا ہے۔ (کم از کم اس سے نصف تعداد ابھی اور نکلے گی) بہرحال موجود مطبوعات کی تعداد کو دنیا کا کوئی کوئی مصنف ہی پہنچا ہوگا۔ مذہبی دنیا کا غالباً کوئی راہنما اس تعداد کو نہیں پہنچ سکا۔ ان میں چھوٹے پمفلٹ بھی ہیں اور بڑی بڑی دقیق و ضخیم کتابیں بھی شامل ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر کی بارہ جلدیں تک شائع ہو سکی ہیں جو تقریباً ۵۰۰۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس کے علاوہ باقی مطبوعہ لٹریچر ہزارہا صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ گویا مقداری لحاظ سے حضور کا پیش کردہ لٹریچر نہایت عظیم الشان مقام کا حامل ہے۔

۲۔ تنوع

حضور کی عظمت کا دوسرا پہلو جو پہلی خصوصیت سے بھی زیادہ وسیع الشان ہے اس کا فاضلانہ تنوع ہے۔ ممکن ہے کہ خاص حالات میں کوئی غیر معمولی آدمی سو ڈیڑھ سو ناول لکھ ڈالے۔ یا کسی خاص علم کا ماہر اپنے علم کی تشریح و توضیح میں اتنی کتابیں۔ رسالے تصنیف کرلے لیکن ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ وہ دنیا کے ہر معروف علم سے گہری واقفیت رکھتا ہو۔ صرف گہری واقفیت ہی نہ رکھتا ہو بلکہ جملہ علوم کے نقائص پر بھی اطلاع رکھتا ہو۔ اور ان پر تنقید کر سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق کہ "علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا"۔ حضور کو ان تمام علوم کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ حضور کے اتنے وسیع لٹریچر کی خصوصیت ہے کہ وہ مذہبی اور دینی علوم کے علاوہ اخلاقیات —— سیاسیات —— نفسیات —— معاشیات —— اقتصادیات —— عمرانیات —— تاریخ اور پھر ان معاشرتی علوم کے علاوہ سائنس کی دوسری شاخوں فزکس۔ کیمیا۔ حیاتیات، علم نباتات، علم الابدان اور طب وغیرہ کے حقائق سے بھی لبریز ہے۔ یہ کثرتِ معلومات غیر معمولی چیز ہے۔ حضور کے لٹریچر میں ان تمام علوم پر بحث موجود ہے جن سے ان علوم سے حضور کی گہری واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔ میں بڑے محتاط الفاظ میں کہہ سکتا ہوں کہ مضامین کی یہ وسعت مختلف علوم کے نظریات پر بحث اور مستند روایات کا یہ تنوع آپ کو کسی ایک

مصنّف کے لٹریچر میں کہیں نہیں مل سکے گا۔ آپ کو اس قسم کا چیلنج کرنے والا صفحۂ ہستی پر نہیں ملے گا جو ببانگِ دہل یہ کہہ سکے:۔

ا۔ "اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک فرشتہ کے ذریعہ مجھے قرآنِ کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے جس طرح کسی خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے۔ اسی طرح مجھے قرآنِ کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآنِ کریم کی افضلیت اُس پر ظاہر نہ کرسکوں۔"

(الفضل $\frac{۲}{۵۸}$ ۱۱)

ب۔ "خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا۔ وہ چشمۂ روحانی جو میرے سینے میں پھوٹا۔ وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اُس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔" (الموعود ص ۲۱۰-۲۱۱)

یہ چیلنج حضور نے آج پیش نہیں کیا بلکہ اسے پیش کئے ہوئے ایک عرصۂ دراز گزر چکا ہے مگر آج تک کسی کو اسے قبول کر کے مقابلہ پر آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ چونکہ یہ وسعتِ معلومات اور علوم کا تنوع حضور کے لٹریچر کی ایک خاص خصوصیت ہے اس لئے میں اختصار کے ساتھ ایک دو مثالیں دے کر اس کی مزید وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔

"سیاسیات" کو لیجئے۔ چونکہ ہم ایک خالص مذہبی جماعت ہیں اس لئے حضور نے ہمیشہ ہمیں سیاسیات کے جھگڑوں میں اُلجھنے سے روکا ہے۔ لیکن اسلام اور مسلمانوں کے ملّی مفادات یا ملک کے امن کی خاطر حضور نے متعدد مواقع پر سیاسی لیڈروں کو اُلجھے ہوئے سیاسی مسئلوں کے حل پیش کئے اور حضور کے گرانقدر مشوروں پر عمل کر کے فائدہ بھی اٹھایا جاتا رہا ہے۔ "ترکی کا مستقبل" (۱۹۱۹) "ترکِ موالات اور احکامِ اسلام" (۱۹۲۰) "معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ" (۱۹۲۰) "ایک سیاسی لیکچر فرمودہ لندن (۱۹۲۴)" "اساس الاتحاد" (۱۹۲۴) "آل مسلم پارٹیز کانفرنس پر نظر" (۱۹۲۵) "ہندو مسلم فسادات اور ان کا علاج" (۱۹۲۷) "سائمن کمیشن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے" (۱۹۲۷) "مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ" (۱۹۲۸) "ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل" (۱۹۳۰) "امام جماعتِ احمدیہ کا اہم پیغام اہلِ ہند اور پارلیمنٹری کمیشن کے نام" (۱۹۴۲) اور اس کے

علاوہ بیسیوں اور تصانیف ہیں جن میں سیاسی مسائل کی گتھیوں کو سلجھایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر "ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل" کو لیجئے۔ ۲۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سائمن کمیشن کی رپورٹ کا تجزیہ کرنے کے علاوہ حضور نے سیاسی مسئلہ کے حل کی متعدد تدابیر پیش فرمائی ہیں اس کتاب کے انگریزی ترجمہ کو سیاستدانوں اور ممبران پارلیمنٹ میں تقسیم کیا گیا۔ صرف چند تبصرے پیش ہیں جن سے اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل

(ا) آنریبل پیتھک لارنس پی۔ایس۔ آئی۔سی ۔آئی۔ای

"کتاب ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل کے ارسال کا بہت بہت شکریہ۔ مجھے ابھی تک اس کے ختم کرنے کی فرصت نہیں ملی۔ امید ہے چند دنوں میں ختم کر لوں گا لیکن جس قدر میں نے پڑھا ہے اس سے ضرور استدر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تصنیف موجودہ گتھی کو سلجھانے کے لئے ایک دلچسپ اور قابل قدر کوشش ہے۔ مسلمانوں کا نقطۂ نظر اس میں بہت وضاحت سے پیش کیا گیا ہے۔"

(ب) لارڈ سنہا

"میں اس بات کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مہربانی فرما کے مجھے جماعت احمدیہ کے خیالات سے جو ہز ہولی نس نے بڑی خوبی سے بیان فرمائے ہیں آگاہ ہونے کا موقع دیا ہے۔" (ضمیمہ ۵)

(ج) مسٹر ہولن روم

"اس چھوٹی سی کتاب کے ارسال کے لئے جس میں مسئلہ ہند کے حل کے لئے امام جماعت احمدیہ کی تجاویز مندرج ہیں میں تہِ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں سائمن کمیشن کی تجاویز پر یہ ایک مفصّل تنقید ہے جو میری نظر سے گزری ہے۔ میں ان تفصیلات کے متعلق کچھ عرض نہ کروں گا جن کے متعلق اختلاف رائے ایک لازمی امر ہے لیکن میں اس اخلاص معقولیت اور وضاحت کی داد دیتا ہوں جس سے کہ ہز ہولی نس (امام جماعت احمدیہ) نے آپ کی جماعت کے خیالات کا اظہار کیا ہے اور میں ہز ہولی نس کے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے اس امر کے متعلق بلند خیالی سے بہت متاثر ہوا ہوں۔" (کتاب مذکور ضمیمہ ب)

(د) ڈاکٹر ضیاء الدین احمد علیگڑھ

"میں نے جناب کی کتاب نہایت دلچسپی سے پڑھی میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی یورپ میں بہت اشاعت فرمائیں۔ ہر ایک ممبر پارلیمنٹ

کو ایک ایک نقل ضرور بھیج دی جائے اور انگلستان کے ہر بڑے اخبار کو بھی ایک ایک نسخہ ارسال فرمایا جائے۔"

(ضمیمہ د)

(س) سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون ایم اے ایل

"میری رائے میں سیاسیات کے باب میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں ان میں کتاب "ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل" بہترین تصانیف میں سے ہے۔"

(ش) ڈاکٹر اقبال

"تبصرہ کے چند مقامات کا میں نے مطالعہ کیا ہے۔ نہایت عمدہ اور جامع ہے۔"

(ش) سیاست حبیب

"مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب بشیر الدین محمود احمد صاحب نے میدانِ تصنیف و تالیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت و افادہ ہر تعریف کا مستحق ہے اور سیاسیات میں اپنی جماعت کو عام مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو چلانے میں آپ نے جس اصول عمل کی ابتداء کر کے اس کو اپنی قیادت میں کامیاب بنایا ہے وہ بھی ہر منصف مزاج مسلمان اور حق شناس انسان سے خراجِ تحسین وصول کر کے رہتا ہے۔ آپ کی سیاسی فراست کا ایک زمانہ قائل ہے۔ اور نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرتے ہیں سائمن کمیشن کے روبرو مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ پیش کرتے ہیں مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے مدلل بحث کرنے اور مسلمانوں کے حقوق کے متعلق مدلل استدلال سے یہ کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابلِ تعریف کام کیا ہے۔"

("سیاست" ۲ر دسمبر ۱۹۳۰ء)

(ص) اخبار "انقلاب" نے لکھا:۔

"جناب مرزا صاحب نے اس تبصرہ کے ذریعہ مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ بڑی بڑی اسلامی جماعتوں کا کام تھا جو مرزا صاحب نے انجام دیا۔"

(انقلاب ۱۶ر نومبر ۱۹۳۰ء)

سیاسیات کے بعد "علم تاریخ" کو لیجئے۔ "اسلام میں اختلافات کا آغاز" ـــ یہ ایک مقالہ ہی حضور کے تاریخی علم کا بے نظیر ثبوت ہے۔ جو حضور نے سٹارٹیکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کی درخواست پر ۲/۱۹/ ۲۹ کو ارشاد فرمایا۔ اس لیکچر میں حضور نے "تاریخ اسلام کے ایک انتہائی نازک مسئلہ کا جائزہ لیا ہے۔ حضور نے ان فتن اور ان کے پس منظر کا محققانہ انداز سے تجزیہ فرمایا ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں نمودار ہوئے۔ یہ بحث ۴۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ حضور نے ان پیچیدہ گتھیوں کو نہایت فاضلانہ پیرائے

میں سلجھایا ہے۔ اس جلسہ کی صدارت پنجاب کی مشہور ذی علم شخصیت پروفیسر سید عبدالقادر صاحب ایم۔اے نے کی۔ لیکچر کے بعد آپ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس سے اندازہ کر لیجئے کہ حضور کو علم تاریخ میں کتنی دستگاہ حاصل ہے۔

"حضرات! میں نے بھی کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے اور آج شام کو جب میں اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفلِ مکتب ہوں اور میری علمیت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس لیمپ (جو میز پر تھا) کی روشنی اور بجلی کے لیمپ کی روشنی (جو اوپر آویزاں تھا) میں ہے۔

حضرات! جس فصاحت اور علمیت سے جناب مرزا صاحب نے اسلامی تاریخ کے نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ اور یہاں بہت کم لوگ ہوں گے جو ایسے ادق باب کو بیان کر سکیں۔ میرے خیال میں تو اتنا ہو بھی نہیں کوئی شخص نہیں ۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسی زبردست علمیت اور شخصیت کا انسان ہماری سوسائٹی کا ممبر بن جائے تو سوسائٹی کو چار چاند لگ جائیں گے۔"

(الفضل ۸۔ مارچ ۱۹۱۹ء صفحہ ۵)

'سیرت نگاری' کے میدان میں بھی حضور نے کارنامے سرانجام دئے ہیں۔ "پیارا نبی" (۱۹۴۴ء)، "دنیا کا محسن" (۱۹۴۸ء) "اسوۂ حسنہ" (۱۹۴۳ء) "نبیوں کا سردار" "سیرۃ خیر الرسل" ان کتب میں سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مناقب عالیہ، اخلاق فاضلہ اور سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ پانچ کتب ۸۲۴ صفحات پر مشتمل ہیں۔ "سیرۃ خیر الرسل" کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سوا دو صفحے کی اس کتاب میں صرف صحیح بخاری سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ان کتب کے علاوہ دو کتابوں ——— "سیرت حضرت مسیح موعودؑ" (۱۹۴۵ء) اور "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے" (۱۹۴۷ء) میں بانیٔ جماعت احمدیہ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔

اب ذرا اقتصادیات اور معاشیات کو لیجئے حضور کی متعدد کتب اس موضوع سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً "زمینداروں کی اقتصادی مشکلات کا حل" (۱۹۳۱ء)۔ حضور نے یہ بلند پایہ مقالہ زمیندارہ کانفرنس لائلپور منعقدہ ۲۰-۲۱ جون ۱۹۳۱ء کے لئے رقم فرمایا۔ اس میں زمینداروں کی مالی حالت کو درست کرنے کے متعلق ٹھوس اور قابل عمل تجاویز پیش فرمائیں۔ اسی طرح "اسلام اور ملکیتِ زمین" (۱۹۵۰ء) نامی

کتاب میں حضور نے ملکیتِ اشیاء کے متعلق اسلامی قانون کی تشریح فرمائی ہے۔ نیز سندھ زمیندارہ کمیٹی اور مسلم لیگ کی زمیندارہ کمیٹی کی رپورٹوں کی خامیوں پر عقلی بحث اٹھائی ہے۔ اس کتاب میں بھی زمینداروں کی اقتصادی اور معاشرتی اصلاح کے لئے صحیح طریقے اور ذرائع بیان کئے ہیں۔ اس کتاب کی ضخامت ۲۶۳ صفحات ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اور کتاب تصنیف "اسلام کا اقتصادی نظام" ہے۔ یہ وہ معرکۃ الآراء لیکچر ہے جو حضور نے احمدیہ ہوسٹل لاہور میں ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء کو مختلف مذاہب کے ذی علم اصحاب کے سامنے ارشاد فرمایا۔ اس میں حضور نے دلائل سے ثابت فرمایا ہے کہ قرآن مجید کا پیش کردہ اقتصادی نظام ہی ارفع و اعلیٰ ہے اور پائیدار عالمی امن کے قیام کا ضامن۔ یہ کتاب ۱۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ متعدد زبانوں میں اس لیکچر کا بھی ترجمہ ہو چکا ہے اور مختلف ممالک کے ماہرین اقتصادیات نے اسے پسند کیا ہے۔ اس لیکچر کی صدارت مسٹر رام چند مچندہ، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے کی تھی۔ فاضلانہ لیکچر کے بعد انہوں نے مندرجہ ذیل الفاظ میں حضور کو خراجِ تحسین پیش کیا:۔

"میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسی قیمتی تقریر سننے کا موقع ملا۔ اور مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ تحریکِ احمدیت ترقی کر رہی ہے اور نمایاں ترقی کر رہی ہے۔ جو لیکچر اس وقت آپ نے سنا ہے اس کے اندر نہایت قیمتی اور نئی نئی باتیں حضرت امام جماعت احمدیہ نے بیان فرمائی ہیں۔ مجھے اس تقریر سے بہت فائدہ ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بھی ان قیمتی معلومات سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ یہ میری غلطی تھی کہ اسلام اپنے قوانین میں صرف مسلمانوں کا ہی خیال رکھتا ہے۔ غیر مسلموں کا کوئی لحاظ نہیں رکھتا۔ مگر آج حضرت امام جماعتِ احمدیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ اسلام تمام انسانوں میں مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔"

(پیش لفظ "اسلام کا اقتصادی نظام")

اس لیکچر کے سلسلے میں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ سامعین میں بعض اصحاب جو اشتراکی خیالات کے حامی تھے اسلامی سوشلزم کے قائل ہو گئے اور طلبہ کی طرف سے حضور کو درخواست کی گئی کہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ یونیورسٹی کے اکنامکس ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسروں کو بھیجا جائے۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے دیباچہ "اسلام کا اقتصادی نظام")۔

اسی ضمن میں حضور سے پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر غذا مسٹر کپور کی ملاقات کا ذکر بھی بیجا نہ ہوگا۔ تفسیر صغیر میں حضور نے حٰم سجدہ کی آیت ۱۱ کی تشریح کرتے ہوئے رقم فرمایا ہے کہ زمین میں غذائی ضروریات پورا کرنے کی طاقت موجود ہے اور ہمت اور محنت سے غذائی مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"غذا کا مسئلہ دنیا میں کوئی دو سو سال سے مختلف ممالک میں زیر بحث چلا آ رہا ہے سب کو اس کا جواب پڑھنا چاہیئے کہ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ ایام سے مشترکہ

..... مجھے ملنے کے لئے قادیان آئے
اور میں نے قرآنی آیات سے ان کو غذا کا
معاملہ سمجھایا تو بہت حیران ہوئے اور خواہش
کی کہ یہ آیات مجھے لکھ دی جائیں۔ چنانچہ
میں نے ان کو لکھوا دیں"
(تفسیر صغیر ص۱۰۴)

یہی حال باقی علوم کا ہے مگر میں انہی مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

۳۔ ہمہ گیر افادیت

حضور کے لٹریچر کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قارئین کے ہر طبقے کی تسلی اور تسکین کا سامان موجود ہے حضور کے پیش کردہ مواد اور دلائل سے جہاں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ استفادہ کرتے ہیں وہاں عام سادہ دیہاتی کو اپیل کرنے کی چیزیں بھی موجود ہیں۔ حضور ایک عظیم ماہر نفسیات کی طرح اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اعلیٰ علمی طبقات کو کس قسم کے علمی اور عقلی مواد اور استدلال سے قائل کیا جا سکتا ہے اور کم تعلیمیافتہ طبقے کے ذہن کو کس قسم کی جذباتی اپیل اسی حقیقت پر متکز کر سکتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ حضور کے علمی سرمائے سے ڈاکٹروں، پروفیسروں، بیرسٹروں اور دیگر اعلیٰ تعلیمیافتہ اصحاب کے علاوہ کم تعلیمیافتہ لوگ بھی اپنی استعداد کے مطابق استفادہ کر کے اپنی علمی تشنگی دور کر سکتے ہیں۔ مصنف کے لئے یہ ایک کٹھن مرحلہ ہوتا ہے مگر حضور کو غیر معمولی رنگ میں کامیابی ہوئی ہے۔ حضور عوام خواص اور درمیانی گروہ یعنی تینوں طبقات کے مصنف ہیں!

۴۔ مؤثر اسلوبِ بیان

حضور کے لٹریچر کی چوتھی اہم خصوصیت اس کی غیر معمولی تاثیر ہے۔ حضور نے نہایت ادق اور پیچیدہ مسائل سادہ الفاظ میں بیان فرمائے ہیں۔ تصنع اور تکلف نام کو نہیں۔ آپ کی تحریر کھوکھلی مرصع کاری اور لفاظی کے عیب سے منزہ ہے۔ اسکے برعکس بیان میں شستگی اور فصاحت پائی جاتی ہے۔ انداز بیان مدلل ہے۔ جہاں دلائل دئے ہیں وہاں استدلال میں ایسا حسن ہے کہ سلیم الفطرت قاری اور سامع کے لئے انکار کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرنا بھی مناسب ہے کہ جذبات اور ادراک یعنی عشق اور عقل میں حضور ایک حسین و جمیل توازن کو ہر حالت میں قائم رکھتے ہیں یہی خصوصیت حضور کے انداز خطابت کی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ حضور پاکیزہ لطائف بھی بیان کرتے ہیں جس سے طبیعت ادق مسائل کے مطالعہ کے باوجود ہشاش اور بشاش رہتی ہے۔ ان لطائف کو ہی یکجا کیا جائے تو ایک علیحدہ کتاب بن جاتی ہے۔ یہ ایک اعلیٰ قسم کا نفسیاتی حسن ہے جسے حضور ملحوظ رکھتے ہیں۔ حضور کا اصل میدان مذہبی اور دینی مضامین سے تعلق رکھتا ہے۔ حضور نے جسطرح مختلف مسائل کی تشریح فرمائی ہے جدید ذہن اسے تسلیم کرنے سے ہچکچاتا نہیں۔ مابعد الطبیعات (Meta Physics) سے تعلق رکھنے والے غیر مرئی وجود اور قوتیں مثلاً ذاتِ باری تعالیٰ۔ ملائکۃ اللہ ابلیس۔ رؤیا اور کشوف۔ وحی اور تقدیر وغیرہ نہایت ہی ادق مسائل ہیں۔ ان مسائل پر مختلف ادوار میں مسلمانوں نے بڑی گو[illegible]

نے بہت کچھ لکھا ہے مگر جدید ذہن کی ضروریات کے پیش نظر سارا مواد دھندلے نقش کی حیثیت رکھتا ہے حضور نے ایک ایک مسئلہ پر مستقل تصنیف لکھ کر تمام متعلقہ پہلوؤں کی تشریح اور توضیح فرمائی ہے۔ مثلاً

ذکرِ الٰہی:- (۱۹۱۶ء): اس لیکچر میں حضور نے ذکرِ الٰہی کی اہمیت۔ ذکرِ الٰہی کی پانچ حالتیں جو قرآن کریم سے ثابت ہیں، ذکرِ الٰہی کے اوقات، ذکرِ الٰہی کے طریقے، ذکرِ الٰہی کے فوائد وغیرہ موضوعات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور اس موضوع کا فاضلانہ انداز سے احاطہ فرمایا ہے۔ ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

قبولیتِ دعا کے طریق:- (۱۹۱۶ء) اس میں حضور نے دعا کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے ان طریقوں اور حالتوں پر روشنی ڈالی ہے جو قبولیت دعا کے لئے ضروری ہیں۔

حقیقۃ الرؤیا:- (۱۹۱۷ء): حضور نے اس تقریر میں الہام کشف اور رؤیا کی تشریح فرمائی ہے معترضین کے جملہ شکوک اور وساوس کا ازالہ فرمایا ہے۔ نیز رحمانی اور شیطانی خواب میں فرق بیان کیا ہے۔ رؤیا کی اقسام بیان کرنے کے علاوہ جھوٹی وحی کی پہچان کے موضوع پر بھی بحث اٹھائی ہے۔ ضخامت ۸۱ صفحات۔

تقدیرِ الٰہی:- (۱۹۴۹ء): اس کتاب میں حضور نے تقدیر کے نازک مسئلہ کے تمام ضروری پہلوؤں پر بکثرت روشنی ڈالی ہے اور اس دقیق مسئلہ کو قابلِ فہم بنا دیا ہے۔ یہ بحث ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

ملائکۃ اللہ:- (۱۹۲۰ء): یہ کتاب حضور کی دو تقاریر کا مجموعہ ہے۔ پہلی تقریر کا تعلق "تزکیہ نفس" کے ساتھ ہے۔ دوسرے حصے میں ملائکۃ اللہ سے تعلق کے موضوع پر روشنی ڈالی ہے اس لیکچر میں حضور نے ملائکہ پر ایمان کی اہمیت ـــ ملائکہ کے وجود ـــ دیگر مذاہب کے ملائکہ سے متعلق تصورات۔ اسلامی تعلیم ملائکہ کے نزول کی حقیقت ۔۔۔۔ غرض متعدد پہلوؤں پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ کتاب کی ضخامت ۱۹۶ صفحات ہے۔

ہستی باری تعالیٰ:- (۱۹۲۱ء): اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے مسئلہ کو شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے۔ یہ کتاب ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور موضوع سے تعلق رکھنے والے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور کتابچہ "دلائل ہستی باری تعالیٰ" بھی ہے جو ۱۹۱۳ء میں شائع ہوا۔

نجات:- اس موضوع پر دو کتابیں ہیں۔ پادری میکلین نے ۴۔ دسمبر ۱۹۰۹ء کو مشن کالج لاہور میں اس موضوع پر ایک لیکچر دیا۔ اس رسالہ کے ذریعہ پادری صاحب کے وساوس کا ازالہ کیا ہے حضور نے عیسائیت کے پیش کردہ نظریہ نجات کا تفصیل کے ساتھ تجزیہ کیا ہے۔ دوسری کتاب ایک تقریر ہے جو ۱۹۲۲ء کے جلسہ سالانہ پر حضور نے ارشاد فرمائی۔ اس میں نجات۔ نجات کی حقیقت۔ نجات کی اقسام۔ نجات کے حصول کے ذرائع اور نفس نجات یافتہ کی علامات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ نجات کا موضوع مذہب کا ایک اہم مسئلہ ہے اسلامی نظریہ کا بہترین قابلِ فہم خاکہ حضور نے ان رسائل میں کھینچا ہے۔

تعلق باللہ:- (۱۹۵۲ء): حضور کی ایک ایمان افروز تقریر ہے جو ۱۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تقریر میں حضور نے خدا تعالیٰ سے وصل کے متعلق مختلف مذاہب

کی تعلیم۔ انسان کی پیدائش کا تعلق۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کے درجات
محبت کی اقسام۔ محبتِ الٰہی پیدا کرنے کے ذرائع ۔۔۔۔ ان
تمام پہلوؤں پر بھرپور روشنی ڈالی ہے۔

یہ چند مثالیں ہیں۔ حضور نے اکثر خطابات میں اسلامی
تعلیمات اور نظریات کی فوقیت ثابت کرنے کے لئے دیگر
مذاہب اور ادیان کی تعلیمات اور نظریات سے مقابلہ کیا ہے
موازنۂ ادیان سے تبلیغی افادیت کے علاوہ کتاب کی ادبی قدر و
حیثیت میں بھی معتدبہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ موازنۂ مذاہب حضور
کے اسلوبِ نگارش کی ایک خصوصیت ہے۔ "دیباچہ تفسیر القرآن
انگریزی" میں بھی اسی قسم کا موازنہ ملتا ہے۔ اس عظیم الشان
تصنیف کے متعلق مشہور مستشرق اے۔ جے۔ آربیری نے لکھا ہے
کہ اس کتاب کو اسلامی علم و فضل کا حقیقی شاہکار قرار دینا مبالغہ
نہ ہوگا۔ اسی کتاب کو مسٹر رچرڈ بیل نے ایک "عظیم الشان کارنامہ"
قرار دیا ہے۔

اس مختصر مضمون کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مطبوعہ
تصانیف۔ رسائل۔ مقالات اور تقاریر کی ایک "نامکمل" فہرست
ناظرین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ نامکمل اس لحاظ سے کہ
ابھی حضور کی بیسیوں تقاریر کے مسودات۔ نوٹس اور مضامین
کتابی شکل میں علیحدہ شائع نہیں ہوئے۔ حضور کے بعض مضامین
الفضل میں مطبوعہ ہیں مگر ٹریکٹ یا کتابی شکل میں طبع نہیں ہوئے
مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء سے باقاعدہ منعقد ہوتی چلی آ رہی ہے ان میں
کے چند سال چھوڑ کر باقی ہر سال حضور شوریٰ میں تشریف لاتے
رہے ہیں اور بیسیوں تقاریر ارشاد فرمائی ہیں جو مجلس مشاورت
کی مطبوعہ رپورٹوں میں تو موجود ہیں مگر علیحدہ کتابی شکل میں شا

ئع نہیں ہوسکیں۔ اس مواد کے علاوہ حضور
کے مکاتیبِ گرامی کا بھی ایک ضخیم مجموعہ مرتب ہوسکتا ہے۔ اس
صورتِ حال کے پیشِ نظر اس فہرست کو صرف نامکمل ہی نہیں بلکہ
بڑی حد تک نامکمل فہرست سمجھنا چاہیئے۔ اس سے قبل محترم شیخ
محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی مہتمم طبع و اشاعت محکمہ تالیف و تصنیف
ربوہ نے سنہ ۱۹۵۲ء میں مطبوعات کی ایک فہرست حروفِ تہجی کے
اعتبار سے مرتب کر کے "الفضل" میں شائع فرمائی تھی جس میں ۱۲۵
مطبوعات کا ذکر فرمایا تھا۔ خاکسار نے حضور کی ۲۰۱ مطبوعات
کی فہرست کو تاریخِ تالیف، تاریخِ اشاعت یا تقریر کی صورت
میں تاریخِ ارشاد کو مدِ نظر رکھ کر (جو بھی ممکن ہوسکا) سن وار مرتب
کیا ہے اور جو کتب مل سکی ہیں ان کے صفحات کا اندراج کر دیا ہے۔
تقاریر اور لیکچرز پر "x" کا نشان کر دیا گیا ہے۔ حضور کا رقم فرمودہ
لیکچر اگر کسی اور صاحب نے پڑھا ہے تو وہاں لکھ دیا گیا ہے
"سنایا گیا" یا "پڑھا گیا"۔ اس فہرست میں شامل ایک سو سے
زائد کتب و تقاریر کے مندرجات کا تعارف بھی لکھا ہے۔
اور اگر کوئی خاص خصوصیت ہے تو اس کا بھی ذکر کیا ہے مگر
افسوس ہے کہ حضور پُرنور کی ان کتب۔ تقاریر اور پمفلٹوں
کے تعارف پر مشتمل یہ مواد اس فہرست کے ساتھ شائع نہیں ہوسکتا
کیونکہ وہ چالیس پچاس صفحات پر یقیناً پھیل جائے گا جس کی اس
خاص نمبر میں گنجائش نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ حسبِ گنجائش خالد
میں اس مواد کو بھی اقساط کی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔
محترم شیخ صاحب کی فہرست میرے لئے بڑا سہارا تھی۔ اختلاف کی
صورت میں میں نے اسی فہرست کو سند سمجھ کر استفادہ کیا ہے۔
اسی طرح مکرم و محترم جناب مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم نے
(اپنی زندگی کے آخری ایام میں) ازراہِ کرم شدید مصروفیت کے باوجود اس

فہرست پر نظر ثانی فرائی ہے! فراہمی کتب اور مفید مشورں کیلئے میں اپنے مشفق دوستوں مکرم محمد شفیق صاحب قیصر اور مکرم رشید منیر احمد صاحب (تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں) کا بھی شکر گزار ہوں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ

زمانۂ خلافت سے قبل کی تصانیف و مطبوعات

۱۔ چشمۂ توحید یعنی تردید شرک * (سنہ ۱۹۰۶ء)

۲۔ صادقوں کی روشنی کون دور کر سکتا ہے؟
(مطبوعہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء) صفحات ۳۴

۳۔ نجات (پادری ہیکلین کے جواب میں)
(مطبوعہ ۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء) صفحات ۱۷

۴۔ دلائل ہستی باری تعالیٰ (مطبوعہ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء صفحات ۳۱)

۵۔ پہاڑی وعظ * (عیسائیت کے متعلق) صفحات ۱۶

۶۔ "گوشت خوری" صفحات ۸

۷۔ امۃ الحفیظ بیگم کی آمین

۸۔ مدارج تقویٰ *

۹۔ مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے - صفحات ۴۴

عہد خلافت کی مطبوعات

سنہ ۱۹۱۴ء

۱۰۔ کون ہے جو خدا کے کام روک سکے؟
عہد خلافت کی پہلی تصنیف مطبوعہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء صفحات ۱۲

۱۱۔ منصب خلافت * (فرمودہ ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء) صفحات ۵۷

۱۲۔ برکات خلافت * (فرمودہ بموقع جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۱۴ء)

۱۳۔ تحفۃ الملوک (میر عثمان علی خان والیٔ حیدرآباد کو دعوت حق) صفحات ۱۲۷

۱۴۔ شکریہ اور اعلان ضروری (مطبوعہ ۲ مئی سنہ ۱۹۱۴ء)

۱۵۔ خطبات محمود *
(جون سنہ ۱۹۱۴ء سے دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء تک کے ۲۹ خطبات جمعہ)
صفحات ۱۶۸۔

۱۶۔ اسلامی نماز (مقالہ مطبوعہ ریویو آف ریلیجنز مارچ ۱۹۱۴ء
کتابی شکل میں ۱۹۲۵ء میں)

۱۷۔ سیرۃ النبی صلعم (الفضل میں مطبوعہ مضامین کا مجموعہ)

سنہ ۱۹۱۵ء

۱۸۔ القول الفصل (مطبوعہ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء) صفحات ۷۸

۱۹۔ انوار خلافت * (تقاریر فرمودہ بموقع جلسہ سالانہ
اور ایک خطبہ جمعہ (۱۲/۱۵ ۲۴) کا مجموعہ) صفحات ۱۸۰

۲۰۔ پیغام مسیح * (فرمودہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۱۵ء بمقام
لاہور) صفحات ۲۶۔

۲۱۔ حقیقۃ النبوۃ (مطبوعہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء صفحات ۲۹۹)

۲۲۔ چند غلط فہمیوں کا ازالہ (مطبوعہ ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء)

۲۳۔ اللہ تعالیٰ کی مدد صرف صادقوں کے ساتھ ہے۔
(مطبوعہ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء) صفحات ۴

۲۴۔ ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب۔
(مطبوعہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۵ء) صفحات ۱۶

سنہ ۱۹۱۶ء

۲۵۔ اسلام اور دیگر مذاہب
(یہ مضمون دہلی میں ۶ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء کو سنایا گیا)
صفحات ۸۷

۲۶۔ اسمہٗ احمد کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کو آخری
دعوت (مطبوعہ ۳ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء)

۲۷۔ ذکرِ الٰہی * (فرمودہ جلسہ سالانہ ۱۹۱۶ء) صفحات ۱۳۴

۲۸۔ قبولیتِ دعا کے طریق *

(۲ خطباتِ جمعہ ۱۲/۷ ۲۱، ۱۲/۷ ۲۸ اور درس کے متعلقہ نکات کا مجموعہ)

سنہ ۱۹۱۷ء

۲۹۔ زندہ خدا کے زبردست نشان (زارِ روس کے بارے میں پیشگوئی کے متعلق۔ رقم فرمودہ ۲۴ر اپریل ۱۷ء) صفحات ۱۶۔

۳۰۔ عید الاضحیہ پر مسلمانوں کا فرض (مطبوعہ ۲۔ اپریل سنہ ۱۷ء)

۳۱۔ خدا تعالیٰ کے قہری نشان (مطبوعہ ۱۲ر مئی سنہ ۱۷ء)

۳۲۔ ترقی اسلام کے متعلق شملہ سے جماعت کے نام پیغام (مطبوعہ ۱۲ر ستمبر سنہ ۱۷ء) صفحات ۶

۳۳۔ حقیقۃ الرؤیا *

(فرمودہ جلسہ سالانہ ۲۸۔ دسمبر سنہ ۱۷ء) صفحات ۸۱

۳۴۔ زندہ مذہب *

(فرمودہ ۳۰ ستمبر سنہ ۱۷ء بمقام شملہ) صفحات ۲۹

سنہ ۱۹۱۸ء

۳۵۔ حقیقۃ الامر (مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی کا جواب مطبوعہ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء)

سنہ ۱۹۱۹ء

۳۶۔ تقدیرِ الٰہی * (فرمودہ جلسہ سالانہ سنہ ۱۹ء) صفحات ۱۲۶

۳۷۔ عرفانِ الٰہی * (مجموعہ تقاریر فرمودہ جلسہ سالانہ ۱۹ء) صفحات ۱۲۰)

۳۸۔ ٹرکی کا مستقبل

۳۹۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمان

۴۰۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز * (فرمودہ ۲/۱۹ ۲۶ اسلامیہ کالج لاہور) صفحات ۱۳۶

سنہ ۱۹۲۱ء

۴۱۔ صداقتِ احمدیت * (فرمودہ ۲/۲۰ ۲۹ بمقام لاہور) صفحات ۴۳۔

۴۲۔ ترکِ موالات اور احکامِ اسلام (مطبوعہ ۵۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء) صفحات ۹۲۔

۴۳۔ ایک غلط بیانی کی تردید (مطبوعہ ۱۰ر مئی سنہ ۲۰ء)

۴۴۔ تقریرِ سیالکوٹ * (فرمودہ ۱۰۔ اپریل سنہ ۲۰ء بمقام سیالکوٹ)

۴۵۔ فرائضِ مستورات * (فرمودہ ۱۲۔ اپریل ۲۰ء بمقام سیالکوٹ)

۴۶۔ ملائکۃ اللہ * (فرمودہ ۱۲/۲۰ ۲۷، ۱۲/۲۰ ۲۸ بموقعہ جلسہ سالانہ) صفحات ۱۹۶۔

۴۷۔ حقائق القرآن * (تفسیر پارہ ۲۸، مطبوعہ ۱۲۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء)

۴۸۔ معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ (الٰہ آباد میں منعقد ہونیوالی اسلامی کانفرنس کے لئے رقم فرمایا)

سنہ ۱۹۲۱ء

۴۹۔ ہدایاتِ زریں * (مطبوعہ ۷۔ اگست سنہ ۱۹۲۱ء)

۵۰۔ ہستی باری تعالیٰ * (فرمودہ بر موقعہ جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۲۱ء مطبوعہ دسمبر سنہ ۲۵ء) صفحات ۲۰۸

۵۱۔ آئینہ صداقت (مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ "سپلٹ" کے جواب میں مطبوعہ ۲۶۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء)

۵۲۔ درس القرآن * (سورہ نور۔ مطبوعہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء)

سنہ ۱۹۲۲ء

۵۳۔ تحفہ شہزادہ ویلز (پیشکردہ ۲۷ فروری سنہ ۱۹۲۲ء) صفحات ۱۴۹۔

۵۴۔ دعوتِ علماء (مطبوعہ ۲۵ مارچ سنہ ۲۲ء) صفحات ۸

۵۵۔ نجات ✱ (فرمودہ ۲۷، ۲۸ دسمبر ۲۲ء جلسہ سالانہ) صفحات ۱۱۶۔

۵۶۔ "معارف القرآن" (ابتدائی دس پاروں کا درس)

سنہ ۱۹۲۳ء

۵۷۔ خزینۃ العلوم ✱ (سنہ ۲۳ء کی تین تقاریر کا مجموعہ)

۵۸۔ بولشویک علاقہ میں تبلیغِ احمدیت (مطبوعہ ۹ اگست سنہ ۱۹۲۳ء)

۵۹۔ ساڑھے چار لاکھ مسلمان ارتداد کے لئے تیار (مطبوعہ ۹ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء)

سنہ ۱۹۲۴ء

۶۰۔ عجائبِ الٰہی (منقول از تشحیذ الاذہان جلد ۱۹، ۱۳) کتابی شکل میں مطبوعہ اگست سنہ ۲۴ء۔

۶۱۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام (مطبوعہ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء) صفحات ۲۷۰۔

۶۲۔ مجمع البحرین (ویمبلے کانفرنس میں پڑھا گیا۔ مطبوعہ ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء) صفحات ۲۴ (۵)

۶۳۔ پیارا نبیؐ (۲۸ دسمبر سنہ ۲۴ء کو لندن میں پڑھا گیا) صفحات ۳۶۔

۶۴۔ ہمارا رسولؐ (پہلے سفرِ یورپ کے دوران انگلینڈ میں پڑھا گیا)

۶۵۔ پیغام آسمانی (فرمودہ ۲۸ ستمبر ۲۴ء بمقام لندن)

۶۶۔ قول الحق ✱ (فرمودہ ۳ اپریل سنہ ۲۴ء مسجد اقصیٰ قادیان) صفحات ۴۰۔

۶۷۔ مطالبہ وقف جائداد (مطبوعہ ۲۲ دسمبر ۲۴ء)

۶۸۔ ایک سیاسی لیکچر (ڈرچ ہال لندن میں ۲۶ ستمبر ۲۴ء کو پڑھا گیا) صفحات ۱۸۔

۶۹۔ اساس الاتحاد (مسلم لیگ کے اجلاس کے لئے مقالہ مطبوعہ ۲۳ جون ۲۴ء) صفحات ۲۶۔

سنہ ۱۹۲۵ء

۷۰۔ سیرت حضرت مسیح موعودؑ (منقول از ریویو آف ریلیجنز)

۷۱۔ آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر (مطبوعہ ۱۶ جولائی ۲۵ء) صفحات ۱۸ (۴)

۷۲۔ منہاج الطالبین ✱ (فرمودہ ۲۷، ۲۸ دسمبر ۲۵ء) صفحات ۱۱۲۔

سنہ ۱۹۲۶ء

۷۳۔ حق الیقین ردّ "ہفوات المسلمین" (مطبوعہ دسمبر ۲۶ء) صفحات ۱۲۸۔

۷۴۔ دعوت الامیر (والیٔ افغانستان کو دعوتِ حق) صفحات ۲۸۴۔

---

(۴) آل مسلم پارٹیز کانفرنس منعقدہ امرتسر کے پروگرام کا تجزیہ ہے۔

(۵) قلتِ وقت کی بنا پر اصل مقالہ یعنی "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" پڑھا نہ جا سکا "مجمع البحرین" اسی مقالے کا خلاصہ ہے۔ اس کتاب میں حضرت حافظ روشن علی صاحب کا مقالہ بھی "تصوف" کے موضوع پر شریکِ اشاعت ہے۔

سنہ ۱۹۲۷ء

۷۵۔ مذہب اور سائنس ٭ (فرمودہ ۳ مارچ سنہ ۲۶ء بمقام حبیبیہ ہال لاہور)

۷۶۔ لیکچر شملہ ٭ (مطبوعہ دسمبر سنہ ۲۷ء) صفحات ۴۰

۷۷۔ ہندو مسلم فسادات ان کا علاج اور مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل ٭ (فرمودہ ۲ مارچ سنہ ۲۷ء بمقام بریڈلا ہال لاہور)

۷۸۔ مسلمانان ہند کے امتحان کا وقت (مطبوعہ ۸ دسمبر ۱۹۲۷ء)

۷۹۔ فیصلہ ہندوستان کے بعد مسلمانوں کا اہم فرض (۱۰ اگست ۱۹۲۷ء)

۸۰۔ حضرت مسیح موعود کے کارنامے ٭ (تقریر جلسہ سالانہ سنہ ۲۷ء) صفحات ۱۵۷

۸۱۔ تقریر دلپذیر ٭ (فرمودہ ۲۷ دسمبر سنہ ۲۷ء) صفحات ۴۹

۸۲۔ سائمن کمیشن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے (رقم فرمودہ ۸ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء) صفحات ۲۰

۸۳۔ کیا آپ اسلام کی زندگی چاہتے ہیں؟

۸۴۔ آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟

سنہ ۱۹۲۸ء

۸۵۔ مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ (مطبوعہ ۲۰ نومبر سنہ ۲۸ء) صفحات ۱۱۸۔

۸۶۔ دنیا کا محسن ٭ (فرمودہ ۱۷ جون سنہ ۲۸ء بمقام قادیان) صفحات ۱۱۲۔

سنہ ۱۹۲۹ء

۸۷۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کا مکتوب مسئلہ ذبیحہ گائے کے متعلق (رقم فرمودہ ۲۰ ستمبر سنہ ۲۹ء)

سنہ ۱۹۳۰ء

۸۸۔ ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل (مطبوعہ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء) صفحات ۲۳۶۔

سنہ ۱۹۳۱ء

۸۹۔ زمینداروں کی اقتصادی مشکلات کا حل (زمیندارہ کانفرنس لائلپور میں پڑھا گیا۔ مطبوعہ ۱۰ اگست سنہ ۳۱ء) صفحات ۴۴ ⓐ

۹۰۔ تحفہ لارڈ ارون (مطبوعہ اپریل سنہ ۳۱ء) صفحات ۴۸

۹۱۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور احرار اسلام ٭ (فرمودہ ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء بمقام سیالکوٹ)

سنہ ۱۹۳۳ء

۹۲۔ سرزمین کابل کا تازہ نشان (مطبوعہ نومبر سنہ ۱۹۳۳ء) صفحات ۴۰

۹۳۔ اسوۂ کامل ٭ (فرمودہ ۲۶ نومبر سنہ ۳۳ء بمقام قادیان۔ مطبوعہ دسمبر سنہ ۳۳ء)

سنہ ۱۹۳۴ء

۹۴۔ تبلیغ حق ٭ (فرمودہ ۸ اپریل سنہ ۳۴ء بمقام لاہور) صفحات ۸۸۔

۹۵۔ سردار کھڑک سنگھ صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو دعوت حق (مطبوعہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۳۴ء)

۹۶۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے تین شاہد (مطبوعہ ۳ ۹/۳۴)

سنہ ۱۹۳۶ء

۹۷۔ وہی ہمارا کرشن (مطبوعہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۳۶ء)

سنہ ۱۹۳۷ء

۹۸۔ انقلاب حقیقی ٭ (فرمودہ ۲۸ دسمبر سنہ ۳۷ء بر موقع

ⓐ یہ کانفرنس ۲۰ اور ۲۱ جون سنہ ۱۹۳۱ء کو منعقد ہوئی

جلسہ سالانہ) صفحات ۱۲۰

۹۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلند شان * (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰۔ اگست ۱۹۳۷ء)

۱۰۰۔ اعمالِ صالحہ * (۶ خطبات کا مجموعہ) صفحات ۲۰۸

سنہ ۱۹۳۸ء

۱۰۱۔ سیرِ روحانی (پہلی تقریر) * (فرمودہ برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۳۸ء)

سنہ ۱۹۳۹ء

۱۰۲۔ خلافتِ راشدہ * (فرمودہ ۲۸، ۲۹۔ دسمبر ۱۹۳۹ء برموقع جلسہ سالانہ خلافت جوبلی) صفحات ۲۷۰۔

۱۰۳۔ خطبات النکاح جلد اوّل *

۱۰۴۔ خطبات النکاح جلد دوم *

سنہ ۱۹۴۰ء

۱۰۵۔ تفسیر کبیر (سورۂ یونس سے سورۂ کہف تک) صفحات ۱۰۰۷ مطبوعہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۰ء۔

۱۰۶۔ خطباتِ عیدین * (۳۴ خطبات کا مجموعہ) صفحات ۲۴۰

۱۰۷۔ اہلِ پیغام سے عقائد کے فیصلہ کا آسان طریق اور مسئلۂ دعا کے متعلق اعتراضات کا جواب * (خطبہ جمعہ مطبوعہ ۱ ستمبر ۱۹۴۰ء)

۱۰۸۔ سیرِ روحانی (دوسری تقریر) *

۱۰۹۔ میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں؟ (بمبئی ریڈیو سے نشر ہوئی)

سنہ ۱۹۴۱ء

۱۱۰۔ سیرِ روحانی (تیسری تقریر) * (فرمودہ جلسہ سالانہ ۱۹۴۱ء)

سنہ ۱۹۴۲ء

۱۱۱۔ نظامِ نو * (فرمودہ جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء) صفحات ۱۱۴

۱۱۲۔ امام جماعتِ احمدیہ کا اہم پیغام اہلِ ہند اور پارلیمنٹری کمشن کے نام (مطبوعہ ۵۔ اپریل ۱۹۴۲ء)

سنہ ۱۹۴۳ء

۱۱۳۔ اصولِ احمدیت * (فرمودہ بمقام قصور)

۱۱۴۔ اسوۂ حسنہ * (فرمودہ برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء) صفحات ۱۴۱۔

سنہ ۱۹۴۴ء

۱۱۵۔ الموعود * (فرمودہ برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء) صفحات ۲۱۶

۱۱۶۔ جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ * (خطبہ جمعہ مطبوعہ ۱۶ مئی ۱۹۴۵ء) صفحات ۸۲۔

سنہ ۱۹۴۵ء

۱۱۷۔ تفسیر کبیر (سورۃ نبا سے سورۃ بلد تک) صفحات ۶۲۸ مطبوعہ ۶۔ اگست ۱۹۴۵ء

۱۱۸۔ اسلام کا اقتصادی نظام * (فرمودہ ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء کو بمقام احمدیہ ہوسٹل لاہور) صفحات ۱۱۴

۱۱۹۔ صلح کا پیغام * (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ جنوری ۱۹۴۵ء)

۱۲۰۔ آئندہ الیکشنوں کے متعلق جماعتِ احمدیہ کی پالیسی (مطبوعہ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

سنہ ۱۹۴۶ء

۱۲۱۔ تفسیر کبیر (سورۃ شمس تا سورۃ زلزال) صفحات ۲۷۴ مطبوعہ ۲۵۔ دسمبر ۱۹۴۶ء۔

۱۲۲۔ الانذار (ایک رویا ۲۵۔ اگست ۱۹۴۶ء)

۱۲۳۔ الازہار لذوات الخمار * (مستورات سے متعلق ۵۲ تقاریر کا مجموعہ مطبوعہ ۹۔ اپریل ۱۹۴۶ء) صفحات ۵۶۰

۱۲۴۔ فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین * (فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۴۶ء)

بمقام دہلی)

سنہ ۱۹۴۷ء

۱۲۵۔ حالاتِ حاضرہ کے متعلق حضرت امام جماعتِ احمدیہ کا فرمان * (فرمودہ ۱۶ مئی سنہ ۴۷ء بمقام قادیان) صفحات ۱۶۔

۱۲۶۔ سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل (مطبوعہ ۱۷ جون سنہ ۴۷ء) صفحات ۱۶۔

۱۲۷۔ میمورنڈم (ریڈ کلف)

سنہ ۱۹۴۸ء

۱۲۸۔ احمدیت کا پیغام * (سیالکوٹ میں پڑھا گیا) صفحات ۶۰

۱۲۹۔ تفسیر کبیر (سورۃ بقرہ کے پہلے نو رکوع کی تفسیر) (مطبوعہ ۲۳ مئی سنہ ۴۸ء) صفحات ۵۲۸

۱۳۰۔ قیام پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں * (فرمودہ ۱۸ مارچ سنہ ۴۸ء بمقام کراچی)

۱۳۱۔ سیرِ روحانی (چوتھی تقریر) *

۱۳۲۔ الکفر ملّۃٌ واحدۃ۔ صفحات ۱۱

۱۳۳۔ دیباچہ تفسیر القرآن (انگریزی) اردو ایڈیشن (مطبوعہ ۲۹ ستمبر سنہ ۴۸ء) صفحات ۵۰۴

سنہ ۱۹۵۰ء

۱۳۴۔ تفسیر کبیر (سورۃ عادیات سے کوثر تک) (مطبوعہ ۲۵ دسمبر سنہ ۵۰ء) صفحات ۵۰۰۔

۱۳۵۔ اسلام اور ملکیت زمین (مطبوعہ جنوری سنہ ۵۰ء) صفحات ۲۶۳

۱۳۶۔ سیرِ روحانی (پانچویں تقریر) * (فرمودہ برموقع جلسہ سالانہ

سنہ ۱۹۵۱ء

۱۳۷۔ تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات * (۹ خطبات کا مجموعہ

مطبوعہ دسمبر سنہ ۱۹۵۱ء۔

۱۳۸۔ چشمۂ ہدایت * (فرمودہ برموقع جلسہ سالانہ سنہ ۵۱ء) صفحات ۷۲۔

۱۳۹۔ سیرِ روحانی (چھٹی تقریر) * (فرمودہ برموقع جلسہ سالانہ سنہ ۵۱ء)

۱۴۰۔ شرعی تعزیر کے متعلق صحیح اسلامی نظریہ * (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶/۱/۵۱) صفحات ۱۶۔

سنہ ۱۹۵۲ء

۱۴۱۔ تعلق باللہ * (فرمودہ ۲۸ دسمبر سنہ ۵۲ء برموقع جلسہ سالانہ) صفحات ۱۲۴۔

سنہ ۱۹۵۳ء

۱۴۲۔ مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ (تحقیقاتی کمشن فسادات پنجاب میں پیش کردہ دستاویز کا ابتدائی حصہ) صفحات ۲۰۸۔

۱۴۳۔ جو ختم النبیین کا منکر ہے وہ یقیناً اسلام سے باہر ہے * (کراچی سے طبع ہوا) صفحات ۸۔

سنہ ۱۹۵۴ء

۱۴۴۔ تحقیقاتی عدالت میں حضرت امام جماعتِ احمدیہ کا بیان۔ صفحات ۴۸۔

۱۴۵۔ نبیوں کا سردار۔ (صفحات ۳۲۰)

سنہ ۱۹۵۶ء

۱۴۶۔ تفسیر کبیر (سورہ کافرون سے والناس تک) صفحات ۲۱۱۔

۱۴۷۔ خلافتِ حقّہ اسلامیہ * (فرمودہ برموقع جلسہ سالانہ سنہ ۵۶ء) صفحات ۴۳۔

۱۴۸- نظامِ آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر *
(رقم فرمودہ بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء)

۱۴۹- تفسیر صغیر- صفحات ۱۳۵۴

۱۵۰- تناسخ اور اواگون (مطبوعہ اپریل سنہ ۵۶ء قادیان سے شائع ہوا) صفحات ۱۶

سنہ ۱۹۵۷ء

۱۵۱- تفسیر کبیر (سورہ حج- مومنون اور نور کی تفسیر) (صفحات ۶۱۲)

سنہ ۱۹۵۸ء

۱۵۲- پردہ کے متعلق ایک ضروری خطبہ * (فرمودہ ۶ مئی سنہ ۵۶ء) صفحات ۳۳

۱۵۳- تبلیغِ اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے *

سنہ ۱۹۵۹ء

۱۵۴- تفسیر کبیر (فرقان اور شعراء) صفحات ۶۹۹

سنہ ۱۹۶۰ء

۱۵۵- تفسیر کبیر (سورہ نمل- قصص- عنکبوت) صفحات ۳۹۰-

سنہ ۱۹۶۱ء

۱۵۶- عقائدِ احمدیت (ٹریکٹ صفحات ۸)

۱۵۷- خدمتِ دین کا فریضہ اور احمدی نوجوان * (خطبہ جمعہ مطبوعہ ۸/۱۱/۶۱ اور خصوصی پیغام فرمودہ ۲۸/۱۱/۶۱ کا مجموعہ) صفحات ۱۶

۱۵۸- ایک ضروری پیغام

سنہ ۱۹۶۲ء

۱۵۹- تفسیر کبیر (سورہ بقرہ کے دسویں رکوع سے آخر تک) صفحات ۶۶۰

ذیل میں ان کتب اور رسائل وغیرہ کی ایک فہرست ہے جن کے سنِ اشاعت یا سنِ تالیف کی قطعی طور پر تعیین نہیں ہو سکی- ان میں سے بعض مطبوعات کو خود دیکھنے کا موقع نہیں ملا مگر ان کا وجود یقینی طور پر ثابت ہے۔

۱۶۰- سیرۃ خیر الرسلؐ (۲۱۶ صفحات)

۱۶۱- کلامِ محمود (۱۷۸ صفحات)

۱۶۲- لوح الہدیٰ (حضور کی ایک نظم جس کی حضور نے نثر میں تشریح بھی فرمائی ہے)

۱۶۳- پکارنے والے کی آواز (یہ مقالہ احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ لاہور کی درخواست پر حضور نے رقم فرمایا)

۱۶۴- فتحِ اسلام و صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق (صفحات ۸)

۱۶۵- روحانی علوم * (دو تقاریر کا مجموعہ)

۱۶۶- زندہ خدا کے زندہ نشان (عطاء اللہ شاہ بخاری کی سزایابی کے متعلق)

۱۶۷- رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا تحفظ اور ہمارا فرض۔

۱۶۸- رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تعلیم

۱۶۹- ضروری اعلان (مسلمانانِ کشمیر کے مفادات سے متعلق)

۱۷۰- ضروری اعلان (　　　　　)
(مسلمانانِ کشمیر کے مفادات کے تحفظ کے بارے میں)

۱۷۱- کشمیری لیڈر شیخ عبداللہ کی گرفتاری پر اہلِ کشمیر کا فرض ("شیرِ کشمیر" شیخ عبداللہ کے متعلق)

مردِ مومن کی تڑپ

"ایک تپش ہے جو مجھے آٹھوں پہر بے قرار رکھتی ہے۔ میں مسلمانوں کو ان کی ذلت سے اٹھا کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا چاہتا ہوں۔ میں پھر قرآن کریم کی حکومت دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہو گی یا میرے بعد۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ میں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں یا اُتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا مجھے توفیق دیدے۔"

(از تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
جلسہ سالانہ ۱۹۴۷ء منعقدہ لاہور)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا

ایک قیمتی مکتوب!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل مکتوب اپنے دستِ مبارک سے جنوری ۱۹۱۵ء میں قاضی محمد یوسف صاحب (آف مردان ۔ ہوتی) رضی اللہ عنہ کے نام تحریر فرمایا تھا جو چند ماہ تک انجمن اشاعت اسلام لاہور سے وابستہ رہنے کے بعد دسمبر ۱۹۱۴ء میں بیعتِ خلافت کر چکے تھے اور پھر آخر دم تک سلسلہ حقہ کی خدمت میں مصروفِ عمل رہے۔ (اللّٰھم نوّر مرقدہٗ)

اِس مکتوب کا پسِ منظر یہ ہے کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب (بانی ووکنگ مشن) نے لنڈن سے واپسی کے بعد غیر مبائع اصحاب کے پہلے سالانہ جلسہ پر مسئلہ نبوت و خلافت پر ایک تقریر کی تھی جو "اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" کے نام سے شائع ہوئی اور ۲۱ جنوری ۱۹۱۵ء کو حضور کے مطالعہ میں آئی حضور ایدہ اللہ نے اس کے جواب میں "القول الفصل" کے نام سے ایک دن میں کتاب تصنیف فرمائی۔ مندرجہ ذیل خط میں اس کتاب کے مباحث کا لطیف اور جامع اور وجد آفریں خلاصہ درج ہے۔ حضور کا یہ رقم فرمودہ مکتوب (جہاں تک میری تحقیق ہے) غیر مطبوعہ ہے اور گو "تاریخ احمدیت" جلد پنجم میں اس کا متن شامل کر دیا گیا ہے مگر اس کا چربہ "خالد" ہی کی زینت بن رہا ہے۔

خادم

دوست محمد شاہد ۔ ربوہ

خالد ربوہ   دسمبر سنہ ۱۹۶۲ء

(حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خط کا عکس)

مکرمی قاضی صاحب

السلام علیکم۔ آپ کا خط آج ملا۔ الحمد للہ کہ

آپ کو اپنی کوشش میں کامیاب فرمایا۔ خواجہ صاحب

کے رسالہ کا جواب آخر میں نے خود ہی لکھا دیا شاید

گیا۔ پہلے مفتی محمد صادق صاحب کا رد چھپا تھا انہوں

نے بھی لکھا ہے لیکن اکیس جنوری کو میں نے جب

وہ رسالہ پڑھا تو حیران ہو گیا۔ خواجہ صاحب لکھتے

ہیں کہ خلافت کے عقیدہ مولوی صاحب بھی انکا ساتھ

پیچھے اور شخص ملوکیت (خلافت کا نام رکھا ہے) کے

قائل نہ تھے۔ جس شخص نے مولوی صاحب کی زندگی

میں ایک اشتہار لکھا ہے وہ بھیجتا ہوں ملاحظہ حضرت
صاحب کے درجہ کے متعلق میرا ایک مضمون حضرت
خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں شائع ہو چکا ہے شاید وہ
آپ لوگوں کو مل سکے ہیں خواجہ صاحب کے رسالہ کے جواب
میں جو مضمون میں نے لکھا ہے اس میں نبوت پر کافی بحث
ہے اصل یہ ہے کہ یہ لوگ کہتے تو ہماری طرح ہیں ظلی نبی کا
ہیں لیکن انکا منشا ایسے کرتے ہیں کہ اس سے نبی صرف ایک
نام رہ جاتا ہے کام نہیں رہتا میرا یہ عقیدہ ہے کہ آپ
نبی تھے لیکن امتی نبی ظلی نبی بروزی نبی سے نبی کی مراد
یہ ہے کہ آپکو وہ درجہ ملا جو نبیوں کو ملا وہ کام ملا جو
نبیوں کے سپرد ہوا سوا ان کی نفی کے کہ آپ نئی شریعت

اسلام کی اتباع فرض تھی اور آپ ساری عمر قرآن
کریم کے پابند رہے ظلی بروزی کا یہ مطلب ہے کہ
آپکو جو کچھ ملا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل
اور آپکی اتباع سے ملا آپکی نبوت بلاواسطہ نہیں
تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا
نتیجہ تھی اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بروز تھے کیونکہ قرآن کریم کی و آخرین منہم
کی آیت میں ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
لکھے ہیں اور حضرت صاحب لکھ گئے ہیں کہ جو ہمارا اصل مسلمان
ہر جگہ اور ایمانیات کا ماننا فرض ہے ان و نبیوں کا
کا ماننا بھی فرض ہے لیکن باوجود اسکے ہم کہتے ہیں کہ ظل
اپنے اصل سے جدا نہیں ہوتا اور اسکا جو کچھ ہے وہ اصل کا ہی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
کا
احباب جماعت کے نام ایک ضروری پیغام

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھُوَ النَّاصِرُ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ

ہم دوسرے انسانوں سے الگ قسم کے انسان نہیں تھے مگر اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے خبر دی کہ مسیح موعود شاہی خاندان میں پیدا ہو گا۔ اور اس کے ذریعہ سے پھر اسلامی بادشاہت قائم ہو گی۔ اس کی وجہ سے باوجود نالائق ہونے کے ہم نے ایک لمبی سکھ کی زندگی بسر کی اور اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کے مطابق شاہی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ہماری اس میں کوئی خوبی نہیں تھی۔ ہم ذلیل تھے اس نے ہمیں دین کا بادشاہ بنا دیا۔ ہم کمزور تھے اس نے طاقتور کر دیا۔ اور اسلام کی آئندہ ترقیوں کو ہم سے وابستہ کر دیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کے طفیل اس قابل بنایا کہ ہم خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائیں۔ یہ وہ مشکل کام تھا جس کو بڑے بڑے بادشاہ نہ کر سکے لیکن خدا تعالیٰ نے ہم غریبوں اور بے بسوں کے ذریعہ یہ کام کروا دیا اور اس بات کو سچا کر دکھایا کہ سُبحٰن الذی اخزی الاعادی (یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے اسلام کے دشمنوں کو ذلیل کر دیا) مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک اسلام کو برتری بخشتا رہے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ میری اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد ہمیشہ اسلام کے جھنڈے کو اونچا کرتی رہے گی۔ اور اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی قربانی کے ذریعہ سے اسلام کے جھنڈے کو ہمیشہ اونچا رکھے گی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے گی۔

میں اس دعا میں ہر احمدی کو شامل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور ان کو اس مشن کے پورا کرنے کی توفیق دے۔ وہ کمزور ہیں لیکن ان کا خدا ان کے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ خدا ہو اسے انسانوں کی طاقت کا کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ دنیا کی بادشاہتیں انکے ہاتھ چومیں گی اور دنیا کی حکومتیں ان کے آگے گریں گی بشرطیکہ نبیوں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق یہ لوگ نہ بھولیں اور

اسلام کے جھنڈے کو اونچا رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔

خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو ہمیشہ ان کی مدد کرتا رہے۔ اور ہمیشہ ان کو سچا راستہ دکھاتا رہے۔ بے شک وہ کمزور ہیں تعداد کے لحاظ سے بھی اور علم کے لحاظ سے بھی اور روپے کے لحاظ سے بھی لیکن اگر وہ خدائے جبّار کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیں گے۔ تو خدا تعالیٰ کی پیشگوئیاں ان کے حق میں پوری ہوں گی۔ اور دین اسلام کے غلبہ کے ساتھ ان کو بھی غلبہ ملے گا۔ اس دنیا میں بھی اور اگلی دنیا میں بھی۔ خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ قیامت کے دن وہ شرمندہ نہ ہوں نہ ان کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرمندہ ہوں۔ نہ خدا تعالیٰ شرمندہ ہو کہ اس نے ایسی نالائق جماعت کو کیوں چنا۔ یہ خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا آخری پودا ہے۔ جو اس پودہ کی آبیاری کرے گا۔ خدا تعالیٰ قیامت تک اس کا بیج بڑھاتا جائے گا۔ اور وہ دونوں جہان میں عزت پائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اے عزیزو ۱۹۱۴ء میں خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کا بوجھ مجھ پر رکھا تھا اور میری پیدائش سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ میری خبر دی تھی۔ میں تو ایک حقیر اور ذلیل کیڑا ہوں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اس نے مجھے نوازا۔ اور میرے ذریعہ سے اسلام کو دنیا میں قائم کیا جس خدا تعالیٰ نے میرے جیسے حقیر کے ذریعہ سے دنیا میں اسلام کو قائم کیا۔ بس اسی خدائے قدوس کا دامن پکڑ کر اس سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اسلام کو برتری بخشے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلے جہان میں سارے دنیا کے سرداروں میں اس جہان میں بھی ساری دنیا کا بادشاہ بنائے بلکہ ان کے خدام کو بھی بگر نیکی اور تقویٰ کے ساتھ نہ کہ ظلم کے ساتھ.... خدا کرے کہ پھر توحید کا پرچم اونچا ہو جائے اور جس طرح خدا غالب ہے اسی طرح اس کا جھنڈا بھی دنیا میں غالب رہے اور اسلام اور احمدیت دنیا میں توحید اور تقویٰ اور اسلام کی عظمت پھر دنیا میں قائم کر دیں اور قیامت تک قائم رکھتے چلے جائیں یہاں تک کہ وہ وقت آ جائے کہ خدا کے فرشتے آسمان سے نازل ہو کر خدا کے بندوں کی روحوں کو بلند کر کے آسمان پر لے جائیں اور ان میں ایک ایسا مضبوط رشتہ قائم کر دیں جو ابد تک نہ ٹوٹے۔ آمین ثم آمین۔

بادشاہت سب خدا کا حق ہے مگر افسوس ہے کہ انسان نے اپنی جھوٹی طاقت کے گھمنڈ میں اس بادشاہت کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے۔ اور خدا کے مسکین بندوں کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ اس غلامی کی زنجیروں کو توڑ دے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو نیکی پر ہمیشہ قائم رکھے اور اعتدال کے راستہ سے پھرنے نہ دے اس سے یہ بات بعید نہیں گو انسان کی نظر میں یہ بات بڑی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ میں اس کے بندوں کی باگ اسی کے ہاتھ میں دیتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ ان کا خیر خواہ ثابت ہوگا۔ اور قریب کی قیامت بلکہ دور کی قیامتوں کے موقعہ پر سچے مسلمانوں کی سرخروئی اور اعزاز کا موجب ہوگا۔ میں اپنے لڑکوں، لڑکیوں اور بیویوں کو بھی اس کے سپرد کرتا ہوں۔

میری نرینہ اولاد موجود ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سوا انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں اولاد در اولاد اور بیویوں اور ان کے وارثوں کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں جس حوالگی سے زیادہ مضبوط حوالگی کوئی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کا الہام تھا کہ

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

ہم نے اس الہام کی سچائی کو ۵۱ سال تک آزمایا ہے اور خدا تعالیٰ سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ دنیا کے آخر تک اس الہام کی سچائی کو ظاہر کرتا رہے گا۔ اس کا کلام ہمیشہ ہی سچا ثابت ہوتا رہے گا۔

اصل عزت وہی ہے جو مرنے کے بعد انسان کو ملے گی لیکن پھر بھی اس دنیا میں نیکی کا بیج قائم رکھنے سے انسان دعاؤں کا مستحق بن جاتا ہے اور اپنے پرائے اس کی بلندی کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ خوبی کا مقام بھلایا نہیں جا سکتا اور میں اپنے خاندان کے مردوں عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو یہ مقام ہمیشہ عطا رکھے اور اسی طرح میرے بھائیوں اور بہنوں کی اولاد کو بھی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی پیدا نہیں ہوا نہ آگے پیدا ہو گا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں اور اگلے جہان میں بھی سردار مقرر کیا ہے۔ خدا کرے آپ کی یہ سرداری تا ابد قائم رہے اور ہم قیامت کے دن درود پڑھتے ہوئے آپ کے نشان والا جھنڈا لے کر آپ کے سامنے حاضر ہوں اور اپنے خدا سے بھی کہیں کہ اے خدا! تو نے جس انسان کی عزت کو اپنی عزت قرار دیا تھا۔ ہم اس کی عزت قائم کر کے آئے ہیں ہم پر بھی رحم کر اور اپنے فضلوں کا وارث بنا۔ آمین ثم آمین ......

...... میں ساری جماعت احمدیہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی زندگیوں کو خدا اور اس کے رسول کے لئے وقف کریں اور قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ انکی مدد کرے اور اپنی بشارتوں سے ان کو نوازے۔ آمین۔

میں امید کرتا ہوں کہ یورپ کے نئے احمدی اپنی جان اور مال سے ایشیاء کے پرانے احمدیوں کی مدد کریں گے۔ اور تبلیغ کے ذریعہ کو وسیع کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اسلام ساری دنیا پر غالب آجائے۔ اگر نبیین کے متبعین نے چند سال میں ساری دنیا پر اپنا سکہ جما لیا تھا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین یہ کام کیوں نہیں کر سکتے؟ صرف عزم اور ارادہ کی پختگی کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ وہ کبھی ظلم نہ کریں اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کے بندوں کے سامنے عجز و انکسار کے ساتھ سر جھکائیں تاکہ خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کی مدد ان کو ملتی رہے اور اسلام کا سر ہمیشہ اونچا رہے۔ اور قیامت کے دن خدا کا آخری نبی بلکہ خدائے واحد خود نہایت شوق سے اپنے ہاتھ پھیلا کر ان کی ملاقات کے لئے آگے بڑھے۔ اور ہمیشہ ہمیش کے لئے خدا تعالیٰ کی برکات کے وارث ہوں۔ آمین۔

میں احمدیت اور اسکے آثار کو بھی خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ ہم انکا بھی محافظ ہو اور ان کی عزت کو قیامت تک قائم رکھے۔ آمین۔

اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ

تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اس جہان میں بھی اونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو احمدیت کے مبلغ اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں۔ کیا ہمارا خدا اتنی طاقت بھی نہیں رکھتا جتنا کہ حضرت مسیح ناصریؑ رکھتے تھے۔ مسیح ناصریؑ تو ایک نبی تھے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار تھے۔ خدا تعالیٰ ان کی سرداری کو دونوں جہان میں قائم رکھے اور ان کے ماننے والوں کا جھنڈا کبھی نیچا نہ ہو۔ اور وہ لوگ انکے دوست ہمیشہ سر بلند رہیں۔ آمین ثم آمین۔

میں یہی نصیحتیں پاکستان سے باہر کے احمدیوں کو بھی کرتا ہوں وہ بھی خدا تعالیٰ کے ایسے ہی محبوب ہیں جیسے پاکستان میں رہنے والا احمدی۔ اور جب تک وہ اسلام کو اپنا مطمح نظر قرار دیں گے خدا تعالیٰ ان کو بھی اور اسلام کو بھی دنیا میں بلند کرتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

خدا کرے احمدیوں کے ذریعہ سے کبھی دنیا میں ظلم کی بنیاد قائم نہ ہو بلکہ عدل، انصاف اور رحم کی بنیاد قائم ہوتی چلی جائے۔ اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فرشتے ان کے دائیں بھی کھڑے ہوں اور بائیں بھی کھڑے ہوں اور کوئی شخص ان کی طرف نیزہ نہ پھینکے جسے خدا تعالیٰ کے فرشتے آگے بڑھ کر اپنی چھاتی پر نہ لے لیں۔ آمین ثم آمین۔

آدم اوّل کی اولاد کے ذریعہ سے بالآخر دنیا میں بڑا ظلم قائم ہوا۔ اب خدا کرے آدم ثانی یعنی مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے ذریعہ سے یہ ظلم ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے اور سانپ یعنی ابلیس کا سر کچل دیا جائے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت اسی طرح دنیا میں بھی قائم ہو جائے جس طرح آسمان پر ہے اور کوئی انسان دوسرے انسان کو نہ کھائے اور کوئی طاقت ور انسان کمزور انسان پر ظلم اور تعدی نہ کرے۔ آمین ثم آمین۔

مرزا محمود احمد
۱۷ رمئی ۱۹۵۹ء
(منقول از الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)

نوٹ :- یہ نہایت درجہ اہم اور ضروری پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی موجودہ علالت کے آغاز میں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کے تمام افراد کے نام تحریر فرمایا تھا۔ اس پیغام کی اہمیت کے پیش نظر اسے دوبارہ خالد کے خاص نمبر میں شائع کیا گیا ہے۔ (ادارہ)

سیرتِ محمود کے چند منتشر اوراق

خدائی وعدوں کے عین مطابق ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود باجود میں بیشمار خوبیاں اور عمدہ صفات ایک ہی جگہ جمع شدہ نظر آتی ہیں۔ جن اہلِ نظر کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت کی نگاہ سے نوازا ہے، وہ خواہ آپ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ سکے ہیں یا نہیں، آپ کے جمالِ رُوحانی کے دل وجان سے گرویدہ ہوئے اور اپنا تن من دھن سب کچھ آپ پر نثار کر ڈالنے پر محض للہ تیار ہو گئے۔ ہزارہا لوگوں کے دلوں کے مَیل آپ کی قوتِ قدسیہ کی بدولت نہ صرف دُھل کر صاف ہوئے بلکہ انہوں نے خود بھی بلند رُوحانی مدارج طے کرنے شروع کئے۔ ہزارہا بھٹکے انسانوں کو آپ نے اُن کے خالق و مالک سے ملوا دیا۔ اور دین کا حقیقی درد ان کے سینوں میں پیدا کر دیا۔ یہ سب امور اس بات کا کافی وشافی ثبوت ہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص مقرّب بندوں میں سے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت آپ کے ساتھ ہے۔

آج کے اس عظیم ترین انسان کے متعلق محض نمونتاً اور تحدیثِ نعمت کے طور پر ہم ذیل میں آپ کے چند ارادتمند احباب کے آپ کے متعلق جذبات و تاثرات پیش کرتے ہیں جن سے آپ کی سیرت مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر بڑی خوبصورتی سے روشنی پڑتی ہے ——— اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ یہ سب مضامین "خالد" کے اس خاص شمارہ کے لئے خاص طور پر فرمائش کر کے لکھوائے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ رسالہ کے صفحات میں زیادہ گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے متعدد احباب کی تحریرات اس شمارہ میں شامل نہیں کی جاسکیں۔ ہم ان سب احباب سے معذرت خواہ ہیں۔ کوشش کی جائے گی کہ یہ مضامین وقتاً فوقتاً آئندہ عام اشاعتوں میں شامل کئے جاتے رہیں۔

(ادارہ)

"ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات"

(حضرت حاجی محمد فاضل صاحب صحابی۔ ربوہ)

تیرہ سو برس کے انتظار کے بعد اللہ جلشانہ نے قادیان کی بستی میں اپنے وعدوں کے مطابق مسیح موعود و مہدی معہود کو مبعوث فرمایا تا اس کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور تکمیلِ اشاعت کی داغ بیل ڈالی جاسکے اور پھر اس کام کے مسیح موعود کے بعد بھی جاری رکھنے کے لئے سلسلہ خلافت قائم رہنے کا انتظام فرمادیا۔ نیز مسیح موعود کو ایک خاص الخاص بیٹے کی بشارت دی جس نے حُسن و احسان میں اس کا نظیر ہونا تھا۔

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم کے بطن سے مسیح پاک علیہ السلام کے ہاں اس فرزند دلبند گرامی و ارجمند کی پیدائش ہوئی۔ اس عظیم الشان بچہ کی پیدائش سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے کئی صفاتی نام رکھ دیئے تھے۔ مثلاً بشیر ثانی، فضلِ عمر اور محمود۔ ان ناموں کا اعلان بھی اس کی پیدائش سے پہلے ہی کر دیا جاتا رہا۔ چنانچہ جب یہ پاک اور وجیہ بیٹا پیدا ہوا تو مقدس باپ نے اس کا نام بشیر الدین محمود احمد تجویز کیا۔ اور بذریعہ اشتہار اس موعود پسر کی پیدائش کی اطلاع دُنیا کو کردی۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود کی صحت شروع سے کمزور تھی۔ آپ پر کتنی ہی بیماریوں کے حملے ہوئے مگر اللہ تعالیٰ نے ہر مرحلہ پر آپ کی حفاظت فرمائی اور پیشگوئی کے مطابق آپ جلد جلد بڑھتے چلے گئے۔ آپ کی خداداد صلاحیتیں اور قابلیتیں بہت بچپن میں ہی نمایاں ہونے لگیں۔ آپ بلا کے ذہین و فہیم تھے۔ بہت چھوٹی عمر میں ہی دین کے پیچیدہ مسائل سمجھنے لگے۔ حضرت ام المومنین کی آغوشِ شفقت اور مسیح پاک علیہ السلام کی پُر سوز دُعائیں اور خاص توجہ میسّر رہنے کی بدولت بچپن سے ہی طبیعت میں بڑا پاکیزہ رُوحانی نکھار پیدا ہو چکا تھا۔ زیورِ علم سے آراستہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اولاً ۱۸۹۵ء میں آپ کے لئے حضرت پیر منظور محمد صاحب لُدھیانوی رضی کو بطور معلّم مقرر کیا۔ جنہوں نے بڑی شفقت اور محنت سے آپ کو ناظرہ قرآن کریم پڑھایا۔ ۱۸۹۸ء میں تعلیم الاسلام سکول کے اجراء پر آپ کو مروّجہ علوم سے بہرہ ور کرنے کے لئے مدرسہ میں داخل کروا دیا گیا۔ لیکن ان درسی علوم سے آپ کو چنداں لگاؤ نہ پیدا ہوا۔ نتیجتاً سکول کی پڑھائی میں کمزور رہے۔ گرتے پڑتے کسی نہ کسی طرح میٹرک کے درجہ تک پہنچ گئے مگر یونیورسٹی کے امتحان میں فیل ہو گئے اور مروّجہ نصابی تعلیم کا یہ سلسلہ بس یہیں پر ختم ہو گیا۔

آپ کا یونیورسٹی کے امتحان میں فیل ہو جانا محض اتفاقی حادثہ نہ تھا بلکہ خدا کا ایک عظیم نشان اور تقدیرِ الٰہی کا ایک زبردست کرشمہ تھا۔ اور بعد کے واقعات نے بتا دیا کہ اس بظاہر ناکام طالب علم کی تعلیم کا خود اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہوا تھا۔ جیسا کہ اس نے پہلے سے آپ کے متعلق یہ وعدہ فرمایا ہوا تھا۔ کہ

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا
جائے گا"

آپ کے بلند مرتبہ و مقام اور صفاتِ حسنہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اَور بھی جس قدر وعدے فرمائے تھے، یہ سب اپنے اپنے وقت پر بڑی آب و تاب اور شان و شوکت سے پورے ہوئے اور آج ایک زمانہ دینِ اسلام کے اس بطلِ عظیم کے کارہائے نمایاں پر محوِ حیرت اور انگشت بدنداں ہے اور آپ کا وجود اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک عظیم الشان ثبوت اور نشان ہے۔

حضرت سیدنا محمود کی طبیعت میں غور و فکر کا مادہ بچپن سے کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا اور بہت چھوٹی عمر سے ہی آپ میں خدمتِ دین کا ایک زبردست جذبہ پیدا ہو چکا تھا۔ آپ کے بچپن کے زمانہ کی ذہنی کیفیات کا بہت کچھ اندازہ اس ایک امر سے ہو سکتا ہے کہ گیارہ برس کی عمر میں ایک روز سوچنا شروع کیا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں اور اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے۔ کئی گھنٹوں کی سوچ بچار کے بعد آخر رات کے دس گیارہ بجے آپ کے دل نے یہ فیصلہ دے دیا کہ ہاں ایک خدا موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت بے حد خوشی ہوئی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ گویا اس روز آپ کا سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا۔ اس وقت آپ نے یہ دُعا کی جو بعد میں بھی کافی عرصہ تک کرتے رہے کہ خدایا مجھے تیری ہستی کے متعلق کبھی شک نہ پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس گیارہ سالہ معصوم بچے کی یہ مخلصانہ مگر پُر عزم دُعا فوراً قبول فرمالی اور ایسے رنگ میں قبول فرمائی کہ ایک زمانہ اس کی قبولیت کا شاہد ہے۔

انہی ایام میں ایک روز آپ نے کسی انجانے جذبہ سے مغلوب ہوتے ہوئے اپنے مقدس والد کا مقدس جُبّہ اوڑھ لیا اور اپنی کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر گئے اور بہت روئے اور رو رو کر دُعا کی اور اقرار کیا کہ اب سے کبھی نماز نہ چھوڑوں گا۔ یہ کیسی اولوالعزمی تھی کہ گو ابھی بچپن کا زمانہ تھا لیکن اس اقرار کے بعد پھر آپ نے کبھی نماز نہیں چھوڑی۔ اپنے اس اقرار اور دعا اور تضرع کے متعلق فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں اس وقت کیوں رویا لیکن ایک خاص کیفیت مجھ پر طاری تھی کہ میں بے اختیار ہو کر روتا رہا۔

آپ کی پہلی تقریر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اللہ تعالیٰ نے خطابت اور بیان کا ایک خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔ لیکن جب بچپن میں پہلی مرتبہ پبلک میں تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے، تو اس وقت کیا حالت تھی۔ اس کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں۔

"اس وقت مجھ پر ایسی حالت تھی کہ چھوٹی عمر ...... کی وجہ سے اور مجمع عام میں پہلی دفعہ بولنے کی وجہ سے میرے اعصاب پر ایسا اثر پڑا ہوا تھا کہ مجھے لوگوں کے چہرے نظر نہ آتے تھے۔ اندھیرا سا معلوم ہوتا تھا اور مجھے نہیں معلوم کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ بعد میں اخبار میں میں نے تقریر پڑھی تو معلوم ہوا کہ میں نے کیا کہا تھا۔"

آپ کی اس تقریر پر محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کے مندرجہ ذیل تاثرات اخبار الحکم مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء

میں شائع ہوئے۔

"بُرجِ نبوت کا روشن ستارہ، دُرجِ رسالت کا درخشندہ گوہر محمود سلمۂ ربُّ الودود "شرک" پر تقریر کرنے کیلئے کھڑا ہوا۔ میں ان کی تقریر ایک خاص توجہ سے سُنتا رہا۔ کیا بتاؤں، فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو اپنے پورے زور سے بہہ رہا تھا۔ واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی حضور علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے اور اسی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ مسیحیت مآب کی تربیت کا جوہر کس درجہ کمال پر پہنچا ہوا ہے۔ آپ نے رُوحانی کمالات پر عجیب طرز سے بحث کی اور بتایا کہ انسان جب نماز کو قائم کر لیتا اور شرک سے بکلی مجتنب ہو جاتا ہے تو اُسے مامور کیا جاتا ہے۔ اور وہ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے۔ اس وقت اس کی نہایت سخت مخالفت کی جاتی ہے مگر ارشاد ہوتا ہے صبر و استقامت سے کام لے کیونکہ اولوالعزموں کے یہی کام ہیں۔ پھر صبر کے بعد ایسا زمانہ آتا ہے جبکہ خلائق کا رجوع اس کی طرف ہوتا ہے تو ایسی حالت میں یہ حکم دیا گیا کہ ولا تصعّر خدّک للناس"

انجمن ہمدردانِ اسلام

حضرت صاحبزادہ صاحب جب ہائی سکول میں زیرِ تعلیم تھے تو سکول کے بچوں کی ایک مجلس بنی جس کا نام "انجمن ہمدردانِ اسلام" رکھا گیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اس انجمن کے صدر مقرر ہوئے۔ یہ مجلس گویا انجمن تشحیذ الاذہان کی ابتدائی صورت تھی۔

انجمن تشحیذ الاذہان

اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدی نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ خدمت کے لئے آگے آئیں اور اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کریں۔ اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد نے فوراً اس ارشاد کی تعمیل میں نوجوانوں کی ایک مجلس "انجمن تشحیذ الاذہان" کے نام سے قائم کی اور دین کی حالی و قالی و قلمی و لسانی خدمت کے لئے نوجوانوں کی ٹریننگ کا انتظام فرمایا۔ اس انجمن کی طرف سے آپ نے اپنی زیر ادارت "تشحیذ الاذہان" کے نام سے ایک رسالہ بھی شائع کرنا شروع کیا۔ (یہ نام خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تجویز فرمایا تھا)

رسالہ تشحیذ الاذہان" کے پہلے شمارہ میں جو مارچ ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا۔ حضرت صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب نے رسالہ کے چودہ صفحات پر پھیلا ہوا ایک بے نظیر انٹروڈکشن بھی تحریر فرمایا جس کو پڑھ کر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ) نے بیحد خوشی کا اظہار فرمایا اور مبارکباد دی۔ نیز خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کو خصوصیت سے اس کے پڑھنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ اس کے پڑھنے کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے رسالہ ریویو میں اس کا کچھ حصہ نقل کرتے ہوئے اس پر اپنی طرف سے یہ شاندار تبصرہ بھی شائع کیا:-

"رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان سے سہ ماہی نکلنا شروع ہوا ہے جس کا پہلا نمبر یکم مارچ کو شائع ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ کے نوجوانوں کی ہمت کا نمونہ ہے۔ خدا تعالیٰ اس میں برکت دے۔ چندہ سالانہ ۱۲/ ہے۔ اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت اقدس کے صاحبزادے ہیں اور پہلے نمبر میں چودہ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن ان کی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ جماعت تو اس مضمون کو پڑھے گی مگر میں اس مضمون کو مخالفینِ سلسلہ کے سامنے بطور ایک بیّن دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے۔

اس وقت صاحبزادہ کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے (دراصل سترہؔ سال تھی۔ ناقل) اور تمام دُنیا جانتی ہے کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دلوں میں ہوگا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اُوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے ایک خارق عادت بات ہے۔ صرف اس موقعہ پر نہیں بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ ہر موقع پر یہ دلی جوش ان کا ظاہر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ابھی میر محمد اسحاق کے نکاح کی تقریب پر چند اشعار انہوں نے لکھے تو اُن میں یہی دُعا ہے کہ اے خدا تو ان دونوں اور اُن کی اولاد کو خادمِ دین بنا۔ برخوردار عبدالحی کی آمین کی تقریب پر اشعار لکھے تو اُن میں یہی دعا بار بار کی ہے کہ اسے قرآن کا سچا خادم بنا۔ ایک اٹھارہ برس کے نوجوان کے دل میں اس جوش اور امنگوں کا بھر جانا معمولی امر نہیں کیونکہ یہ زمانہ سب سے بڑھ کر کھیل کود کا زمانہ ہے۔ اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں، اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا؟ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا کہ گندہ ہوتا نہ یہ کہ پاک اور نُورانی جس کی نظیر ہی نہیں ملتی۔ اگر ایک انسان افتراء کرتا ہے تو اگرچہ وہ باہر کے لوگوں سے اس افتراء کو چھپا بھی لے مگر اپنے ہی بچوں سے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں چھپا نہیں سکتا۔ وہ اس کی ہر ایک حرکت اور سکون کو دیکھتے ہیں۔ ہر ایک گفتگو کو سُنتے ہیں۔ ہر موقع پر اس کے خیالات کو ظاہر ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ پس اگر افتراء ہو تو ضرور ہے کہ وہ افتراء کسی نہ کسی وقت اس کے اپنے بچّوں یا بیوی پر ظاہر ہو جائے۔

اے بدقسمت لوگو! غور کرو! کیا مفتری کی اولاد جو اس کے افتراء کے زمانہ میں پرورش پائے، ایسی ہی ہوا کرتی ہے؟ کیا تمہارے دل انسانی دل نہیں جو ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور ان سچے خیالات کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ کیوں تمہاری سمجھیں اُلٹی ہو گئی ہیں۔ غور کرو! کہ جس کی تعلیم اور تربیت کا یہ پھل ہے وہ کاذب ہو سکتا ہے۔ اگر وہ کاذب ہے تو پھر دُنیا میں صادق کا کیا نشان ہے؟"

(ریویو آف ریلیجنز (اردو) بابت مارچ ۱۹۰۶ء)

تغیرِ عظیم

اکتوبر ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی و معاون حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ آپ کی وفات کا ساری جماعت کو اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بڑا سخت صدمہ تھا۔ لیکن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین صاحب نے اس صدمہ کو کچھ زیادہ ہی محسوس کیا۔ اس خیال سے کہ مولوی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کا بہت ہاتھ بٹاتے تھے۔ اب ان کی

وفات سے حضرت اقدس کو کس قدر تکلیف ہوگی۔ اس روز آپ اس قدر روئے کہ کھانا بھی نہ کھا سکے۔ خود فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھے یوں محسوس ہوا کہ مولوی صاحب کی رُوح مجھ پر آپڑی ہے۔ سو یہ واقعہ آپ کی زندگی میں ایک عظیم تغیر پیدا کرنے کا موجب بنا۔ اور آپ نے دین کے کاموں اور سلسلہ کی ضروریات میں پہلے سے کہیں زیادہ دلچسپی لینی شروع کی اور یہ بیج رفتہ رفتہ بڑھتا ہی چلا گیا۔

نئے دَور کا آغاز

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا عظیم سانحہ آپ کی زندگی میں ایک یکسر نئے دَور کے آغاز کا موجب ہوا۔ اس قیامتِ صغریٰ کے ہیجان خیز ہنگامہ میں آپ کی ذہنی کیفیات کیا تھیں۔ اس کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں:۔

"جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہوئے تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اب لوگ آپ پر طرح طرح کے اعتراض کریں گے اور بڑے زور کی مخالفت شروع ہو جائے گی۔ اس وقت سب سے پہلا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرہانے کھڑے ہو کر جو کیا، وہ یہ عہد تھا کہ اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا۔"

خلافتِ اُولیٰ کا زمانہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر تمام جماعت کی طرف سے متفقہ طور پر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ کو اپنا امام اور مطاع اور حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ برحق تسلیم کر لیا گیا۔ تقریباً چھ برس آپ کا دورِ خلافت رہا۔ اس عرصہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے حضرت مولوی صاحبؓ کی کامل اطاعت اختیار کی۔ اور اندرونی و بیرونی فتنوں اور مخالفتوں میں آپ کے دستِ راست ثابت ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بھی آپ سے شدید محبت رکھتے اور آپ کو دن بدن علم اور رُوحانیت میں بڑھتا ہوا دیکھ کر بے حد خوش ہوتے اور آپ کو خود آگے آگے لاتے اور اشاروں کنایوں میں جماعت پر آپ کا مقام واضح فرماتے۔ سو ایک طرف اگر حضرت صاحبزادہ صاحب آپ کی اطاعت میں ایک نمونہ کے طور پر تھے۔ تو دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی صاحبزادہ صاحب کا بے حد احترام تھا اور وہ آپ کی خوبیوں اور کمالات کے پوری طرح مداح تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنی جگہ امام الصلوٰۃ اور صدر انجمن احمدیہ کا صدر بھی مقرر فرما دیا تھا۔ نیز مختلف دوسرے انتظامی نوعیت کے کام بھی حضرت صاحبزادہ صاحب کے ذمہ لگائے جن کو بڑی ہی خوبی سے موصوف نے ادا کیا۔

انجمن انصار اللہ

ایک رؤیا کی بناء پر فروری ۱۹۱۱ء میں حضرت صاحبزادہ

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت سے سعید الفطرت نوجوانوں کی ایک انجمن کی داغ بیل ڈالی جسے انجمن انصار اللہ کا نام دیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے اس انجمن کے نیک مقاصد دیکھ کر صاحبزادہ صاحب کو یہاں تک فرمایا کہ

”میں بھی آپ کے انصار اللہ میں ہوں“

اس انجمن نے تبلیغ، تربیت، تعلیم قرآن پاک و حدیث، تسبیح و تحمید اور کثرتِ درود اور پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ نوافل، صدقات، خیرات اور خلافت سے وابستگی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی کامل اطاعت کی طرف خاص توجہ دی۔ اس کی رُکنیت کے لئے یہ شرط رکھی گئی تھی کہ جو بھی اس کا رکن بننا چاہے وہ سات دفعہ استخارہ کرے اور اگر اللہ تعالیٰ اس کے نتیجہ میں اس کا دل اس طرف مائل کر دے تو وہ رُکن بن سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اسی انجمنِ انصار اللہ کی طرف سے محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ کو لنڈن روانہ کیا گیا۔ جنہیں اس طرح بیرونِ ہند میں جماعتِ احمدیہ کے پہلے باقاعدہ مبلغ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح حضرت صاحبزادہ صاحب ہی کی کوششوں سے اوّل اوّل اخبار الفضل جاری ہوا جس کے ایڈیٹر کے فرائض تختِ خلافت پر متمکن ہونے تک آپ خود سرانجام دیتے رہے اور بفضلہ تعالیٰ آج یہ روزانہ اخبار جماعت احمدیہ کا مرکزی آرگن ہے۔ ان مساعیٔ جمیلہ کے علاوہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے قادیان سے باہر کی متعدد جماعتوں کے دَورے بھی کئے۔ اور ان کی تازگیٔ ایمان کا موجب ہوئے۔ الغرض آپ نے اس دَور میں جماعت کی کئی جہت سے نہایت درجہ قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔

استحکام خلافت کا زرّیں کارنامہ

ابھی خلافتِ اولیٰ کے قیام پر ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ بعض لوگوں نے جن میں اکثریت انگریزی تعلیمیافتہ اور دُنیوی رسوخ رکھنے والے افراد کی تھی آہستہ آہستہ مقامِ خلافت کے خلاف آواز اُٹھانی شروع کی۔ اور یہ کوشش شروع کی کہ سلسلہ کا سارا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ہاتھ میں رہے اور خلیفہ اگر رکھنا ہی ہو تو وہ صرف بیعت لینے اور رُوحانی تربیت کی خاطر ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جب ان لوگوں کے ان فاسد خیالات کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا تو انہوں نے خود حضرت خلیفہ اوّل کی ذات کے خلاف بھی پراپیگنڈہ شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے آپ کے دستِ و بازو اور جماعت کی ایک نہایت محبوب اور بلندیوں کی طرف اُبھرتی ہوئی ہستی یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو نیچا کرنے اور جماعت میں بدنام کرنے کا طریق اختیار کر لیا۔ تاکہ اگر جماعت خلافت کے انکار کے لئے تیار نہ ہو تو کم از کم صاحبزادہ صاحب تو خلیفہ نہ بن سکیں۔ حالانکہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے بار بار حلف اُٹھا کر کہا کہ میرے وہم و گمان میں بھی خلیفہ بننے کا خیال نہیں ہے۔ اور ایک خلیفہ کے ہوتے ہوئے آئندہ خلیفہ کا ذکر کرنا ہی ناجائز اور خلافِ تعلیم اسلام ہے۔ پس خدا کے لئے اس قسم کے ذاتی سوالات کو اُٹھا کر جماعت کی فضا کو مکدّر نہ کرو۔ مگر ان خدا کے بندوں نے ایک نہ سُنی اور حضرت خلیفۂ اوّلؓ کی زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے اس دُہرے پراپیگنڈے کو جاری رکھا اور خود حضرت خلیفہ اوّلؓ کے خلاف بھی اپنے خُفیہ طعنوں کے سلسلہ

کو چلاتے چلے گئے۔ بہر حال اس کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کی تقریروں اور حضرت صاحبزادہ صاحب اور آپ کے رفقاء کی مساعی سے جماعت کا کثیر حصّہ خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات اور اس کے خداداد منصب کو اچھی طرح سمجھ گیا اور جب ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ اوّل کی وفات ہوئی تو خلافت ختم نہیں ہوئی بلکہ جماعت کی اکثریت پھر ایک ہاتھ پر جمع ہو گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے تختِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم اور اس کی تائید و نصرت سے جو جلیل القدر خدمات سر انجام دی ہیں وہ تو دنیا پر عیاں ہی ہیں۔ اس سلسلہ میں چونکہ اور کئی مفصل مضامین آپ کے اس رسالہ میں آچکے ہوں گے اس لئے میں اسی پر اکتفا کرتے ہوئے رخصت چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت و سلامتی سے نوازے۔ لمبی عمر عطا فرمائے اور جماعت کو آپ کی زیر قیادت ہر جہت سے دن دُونی رات چوگنی ترقی دیتا چلا جائے۔ آمین!

مکہ مکرمہ سے سیدنا محمود کا خط ——— حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نام

"سیدی و امامی و استاذی السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور عنایت سے بخیر و خوبی کل بتاریخ سات اکتوبر (۱۹۱۲) مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور عنایت ہے کہ اس نے اپنے فضل سے اپنے پاک اور مقدس مقام کی زیارت کا موقعہ دیا۔ کل جب مکہ کی طرف اُونٹ آ رہے تھے، دل کی عجیب کیفیت تھی کہ بیان نہیں ہو سکتی۔ محبت کا ایک جوش دل میں پیدا ہو رہا تھا اور جوں جوں قریب آتے تھے، دل کا شوق بڑھتا جاتا تھا۔ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی حکومت اور ارادہ کے ماتحت کہاں سے کہاں کھینچ لایا۔ پہلے مصر کا خیال پیدا ہوا۔ پھر یہ خیال آیا کہ راستہ میں مکہ ہے اس کی زیارت بھی کر لیں۔ پھر خیال ہوا کہ حج کے دن (قریب) ہیں، ان سے بھی فائدہ اُٹھایا جائے۔ غرض کہ ارادہ مصر سے مکہ اور حج کا ہوا۔ اور آخر اللہ تعالیٰ نے وہاں پہنچا دیا۔ مجھے مدت سے حج کی خواہش تھی اور اس کے لئے دُعائیں بھی کی تھیں لیکن بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی کیونکہ وہاں کے راستہ کی مشکلات سے طبیعت گھبراتی تھی اور یہ بھی خیال تھا کہ مخالفین کوئی شرارت نہ کریں۔ لیکن مصر کے ارادہ سے یہ خیال ہوا کہ مصر جانا اور راستے میں مکہ کو ترک کر دینا ایک بیحیائی ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ جدہ سے مکہ تک کا سفر نہایت کٹھن ہے اور میر صاحب (حضرت میر ناصر نواب صاحب۔ ناقل) تو قریباً بیمار ہو گئے۔ اور مجھے بھی سخت تکلیف ہوئی اور تمام بدن کے جوڑ جوڑ ہل گئے۔ لیکن بڑی نعمتیں بڑی قربانیاں بھی چاہتی ہیں۔ اس بڑی نعمت کے لئے یہ تکلیف کیا چیز ہے؟ مدینہ کا راستہ اور بھی طویل اور کٹھن ہے لیکن چند دن کی تکلیف ان پاک مقامات کے دیکھنے کے لئے کہ جہاں رسُول کریم فداہ ابی و امی نے اپنی بعثتِ نبوت کا ایک روشن زمانہ گزارا، کیا چیز ہے؟ میرا دل تو اللہ تعالےٰ کے اس احسان پر قربان ہوا جا رہا ہے کہ وہ کس حکمت کے ساتھ مجھے اس جگہ لے آیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔"[1]

---

[1] بدر ۱۹ دسمبر ۱۹۱۲ء

حضرۃ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا

مقامِ قربِ الٰہی

(محترم مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی شخص کے مقام اور قرب کا صحیح اندازہ اس طرح ہی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اس کے متعلق بتائے کہ فلاں شخص کا مقام میرے ہاں کیا ہے؟ یا جو علاماتِ قرب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں وہ کس شان سے اس وجود میں ظاہر ہو رہی ہیں۔

امر اوّل کے لحاظ سے جب ہم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بعثت کی خبر مختلف انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے ذریعہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے دی جا رہی ہے اور جب آپ کے اس دنیا میں آنے کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت تفصیل سے خبر دی۔ اس خبر میں آپ کی شان کے متعلق جو الفاظ بیان کئے گئے ہیں ان میں سے درج ذیل الفاظ خاص طور پر آپ کے مقام کو ظاہر کرتے ہیں:-

(الف) "مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ"۔

(ب) "نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا"

(ج) "ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"

(د) اے فخرِ رُسُل قربِ تو معلومم شد
دیر آمدۂ ز رہِ دور آمدۂ

(ھ) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پیدائش کی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے۔ تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا"

پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تصنیف "ازالہ اوہام" میں اس ذریت سے ہونے والے لڑکے کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذرّیت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو "براہین" میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے"

اس عبارت میں آپ نے اپنی ذریت سے ہونے والے عظیم الشان انسان کو "مسیح" کے نام سے پکارا ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضورؑ کی پیشگوئی مصلح موعود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات والاصفات میں پوری ہوئی

ہے اور آپ ہی وہ مسیح ہیں جس کے آنے کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ۱۹۴۴ء میں یہ بتایا کہ آپ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں تو اس وقت آپ کی زبان پر جو فقرہ جاری ہوا وہ یہ تھا:

"اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ"

کہ "میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اس کا مثیل اور اسکا خلیفہ ہوں"

حضور نے اس کی تشریح یہ فرمائی کہ

"ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہوں کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا" (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

پس ان سب عبارات کو سامنے رکھکر معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کیا شان ہے۔

اب میں امر دوم کی طرف آتا ہوں یعنی وہ علامات قُرب جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں آپ کے وجود میں کس شان سے ظاہر ہوئیں سو جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ" (سورۃ البقرہ ع ۳۴)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ۔ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ۔ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (سورۃ یونس ع ۷)

یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں اور اس کے دوست ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہر تکلیف اور دکھ کے وقت نجات کا راستہ دکھاتا ہے اور ابتلاء انہیں غمگین نہیں کرتے۔ بلکہ ایسے مشکل اوقات میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں اور ان کے دلوں پر سکینت نازل کرتے ہیں اور ان کے لئے مخلصی کے راستے کشادہ کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ وہ زبردست علامت ہے جو خدا تعالیٰ کے پیاروں میں پائی جاتی ہے جس قدر انبیاءؑ اور اولیاءؒ کی تاریخ ہمیں لکھی ہوئی ملتی ہے اس میں یہ امر واضح طور پر ملتا ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کے خلاف ان کے دشمنوں نے کوئی منصوبہ کیا۔ کوئی تباہی کی تجویز سوچی۔ اللہ تعالیٰ نے اس منصوبے کو خاک میں ملا دیا۔ یہ علامت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میں بڑی واضح شان کے ساتھ پائی جاتی ہے چنانچہ آپ کے زمانہ خلافت میں تین ایسے ابتلاء کے دور آئے جب مخالفین یہ سمجھتے تھے کہ اب جماعت احمدیہ ختم ہو جائیگی لیکن سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدا تعالیٰ نے ایسے آڑے وقت میں وہ مدد فرمائی کہ نہ تو آپ پر کسی قسم کی گھبراہٹ طاری ہوئی اور نہ آپ مخالفوں کی مخالفت سے مرعوب ہوئے بلکہ جماعت کی اس طور پر آپ نے راہنمائی فرمائی کہ اس مخالفت کے دور کے بعد جماعت ایک بلند مینار پر کھڑی نظر آئی۔ ۱۹۳۴ء میں جب احرار کی مخالفت زوروں پر تھی اور احرار کے لیڈر یہ کہہ رہے تھے کہ جماعت احمدیہ چند دنوں کی مہمان ہے اور حکومت بھی ان کا ساتھ دے رہی تھی ایسے نازک حالات میں حضور نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اس فتنہ کے نتائج جماعت کیلئے زیادہ کامیابی اور ترقیات کا موجب ہونگے"۔ (الفضل ۱ فروری ۱۹۳۵ء)

پھر آپ نے فرمایا کہ:

"خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دیگا کیونکہ خدا نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے۔ جو تعلیم مجھے دی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے ہیں اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے"۔ (الفضل ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء)

چنانچہ حضور کے اس ارشاد کے مطابق تھوڑے ہی عرصہ بعد لاہور میں مسجد شہید گنج کا معاملہ اٹھ کھڑا ہوا اور احرار کے لئے ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ ان کو سخت ذلت کا منہ دیکھنا پڑا اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق دشمنوں کو ناکام رہنا پڑا اور احمدیت کی ترقی کا یہ سامان پیدا ہوا کہ آپ نے **تحریک جدید** جیسی اہم تحریک کو جاری کیا جس سے جماعت احمدیہ کو وہ عظمت نصیب ہوئی جس کو دیکھ کر سب لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ۔

پھر ۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان معرض وجود میں آیا اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ چنانچہ احمدیوں کو بھی قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان آنا پڑا۔ مسلمانوں کے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے یہ ایک بہت بڑا ابتلاء تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس ابتلاء کے وقت میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بے مثال مدد فرمائی۔ آپ جماعت احمدیہ کے افراد کو صحیح اور سلامتی کے ساتھ پاکستان پہنچانے میں کامیاب ہوئے اور پھر کچھ عرصہ لاہور رہنے کے بعد جماعت کا نیا پُر رونق مرکز چنیوٹ کے قریب ایک بے آب و گیاہ میدان میں قائم کر دیا جس کی بدولت ایک طرف احمدیوں کا شیرازہ مجتمع ہو گیا اور دوسری طرف پھر سے اسلام کی خدمت کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار اکٹھے ہو گئے اور اسلام کی ترقی کے لئے منظم طور پر کوشش شروع کر دی جس کا نتیجہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ عیسائیت مختلف ممالک میں اس طور پر پسپا ہو رہی ہے کہ وہ اپنی ذلت کو محسوس کر رہے ہیں اور برملا یہ کہنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے کہ اسلام کے مقابلے پر عیسائیت بری طرح ناکام ہو رہی ہے۔ ہجرۃ کے دوران جماعت احمدیہ کے افراد کا محفوظ رہنا اور پھر ایک جمعیت کی صورت میں ایک ہی جگہ اکٹھے ہو جانا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہی بدولت تھا اور اس بات کی بین دلیل تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت آپ کے ساتھ خاص طور پر شامل حال ہے۔

اسیطرح ۱۹۵۳ء میں جب "تحفظ ختم نبوت" کے نام پر جماعت احمدیہ کے خلاف شور اٹھا تو اس وقت ہر مخالف یہ سمجھتا تھا کہ جماعت احمدیہ کے سب افراد چند دنوں کے اندر اندر ختم کر دیئے جائینگے۔ ایسے نازک حالات میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے یہ پیغام دیا:-

"...... انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گذشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دیگا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ مجھے نہیں چھوڑیگا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آرہا ہے وہ میرے پاس ہے۔ وہ مجھ میں ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے"۔ (ہفت روزہ الفاروق ۱۳ مارچ ۱۹۵۳ء)

حضور کے اس پیغام کے بعد حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ ملک میں مارشل لاء لگ گیا اور شورش پسند لوگ اپنے گھروں میں گھس گئے اور جماعت کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ سے کی۔ چنانچہ اس وقت جماعت ۱۹۵۳ء کے مقابلہ میں کئی گنے ترقی کے ساتھ قائم ہے اور لوگوں کی ہدایت کے لئے روشنی کی مشعلیں اٹھائے ہر ملک میں کام کر رہی ہے۔

الغرض ابتلاؤں میں حفاظت اور کامیابی و کامرانی کے ساتھ ان سے نکل آنا خدا تعالیٰ کی نصرت کی ایک دلیل ہوتی ہے پس حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا سخت ابتلاؤں کے وقت جماعت کی شیرازہ بندی کو قائم رکھنا اور نقصان سے بچا لینا اللہ تعالیٰ کی خاص مدد اور نصرت پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقربین کی جو یہ علامت ہے کہ ابتلاء کے وقت وہ ڈرتے اور گھبراتے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ایسے وقت میں اُتر کر سکینت نازل کرتے ہیں۔ یہ علامت آپ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے

پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقربین کی یہ علامت بھی بیان فرمائی ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے اور کثرت سے غیب کا اظہار ان پر کرتا ہے جیسے فرمایا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ

(سورۃ الجن آیت ۲۷، ۲۸ ع ۲)

اگرچہ یہ آیت انبیاء کے متعلق ہے لیکن اگر کسی شخص کو کثرت سے غیب کی خبریں دی جائیں اور اس کا دعویٰ نبوت کا نہ ہو اور وہ خبریں پوری ہوں جو خدا تعالیٰ نے اس کو بتائی تھیں تو بہر حال اس کی عظمت شان پر یہ ایک زبردست دلیل ہوگی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خدا تعالیٰ نے بہت کثرت سے غیب کی خبریں بتائیں۔ اپنی ذات کے متعلق بھی اور اپنے خاندان کے متعلق بھی اور جماعت کے علاوہ دوسرے لوگوں کے متعلق بھی۔ اسی طرح سے قومی، ملکی اور بین الاقوامی واقعات کے بارہ میں جن کا بیشتر حصہ پورا ہو کر آپ کی عظمت شان کو چار چاند لگا رہا ہے۔ چنانچہ جو جو اخبار پوری ہو چکی ہیں اُن کو ایک کتاب "المُبَشِّرَات" میں جو تین صد صفحات کے حجم پر مشتمل ہے جمع کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی غیبی خبریں مستقبل کے متعلق بھی آپ کو بتائی گئیں جن کے متعلق آئندہ واقعات بتائیں گے کہ خدا تعالیٰ ہی عالم الغیب خدا ہے اور وہ جس قدر چاہتا ہے غیب کی باتوں کو اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جو غیبی خبریں بتائی گئیں ان میں سے صرف چند ایک بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

(۱) پہلی جنگ عظیم میں ڈاکٹر مطلوب خان صاحب (جو جماعت احمدیہ کے ایک فرد تھے) عراق بھیجے گئے۔ ان کے متعلق ان کے ساتھیوں کی طرف سے سرکاری طور پر خبر آئی کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ جب حضور کو اس بات کا علم ہوا تو حضور نے ڈاکٹر صاحب کے بوڑھے والد صاحب کا خیال کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اس پر خدا تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف زندہ ہیں۔ چنانچہ یہ خبر مشہور ہو گئی اور کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف دشمن کے قبضہ میں آ گئے تھے اور غلطی سے انہیں مردہ سمجھ لیا گیا۔ یہ خبر ایک نہایت ہی عظیم الشان خبر ہے اور انسانی دماغ کا اختراع نہیں ہو سکتی۔ بلکہ خدائے عالم الغیب کی طرف سے اپنے بندے کو جو علم دیا گیا۔ اس کے مقرب بارگاہ ہونے کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

(۲) اسی طرح گذشتہ جنگ عظیم ۱۹۳۹ء کے بارے میں بے شمار غیبی خبریں آپ کو دی گئیں جن میں آپ کو بتایا گیا کہ
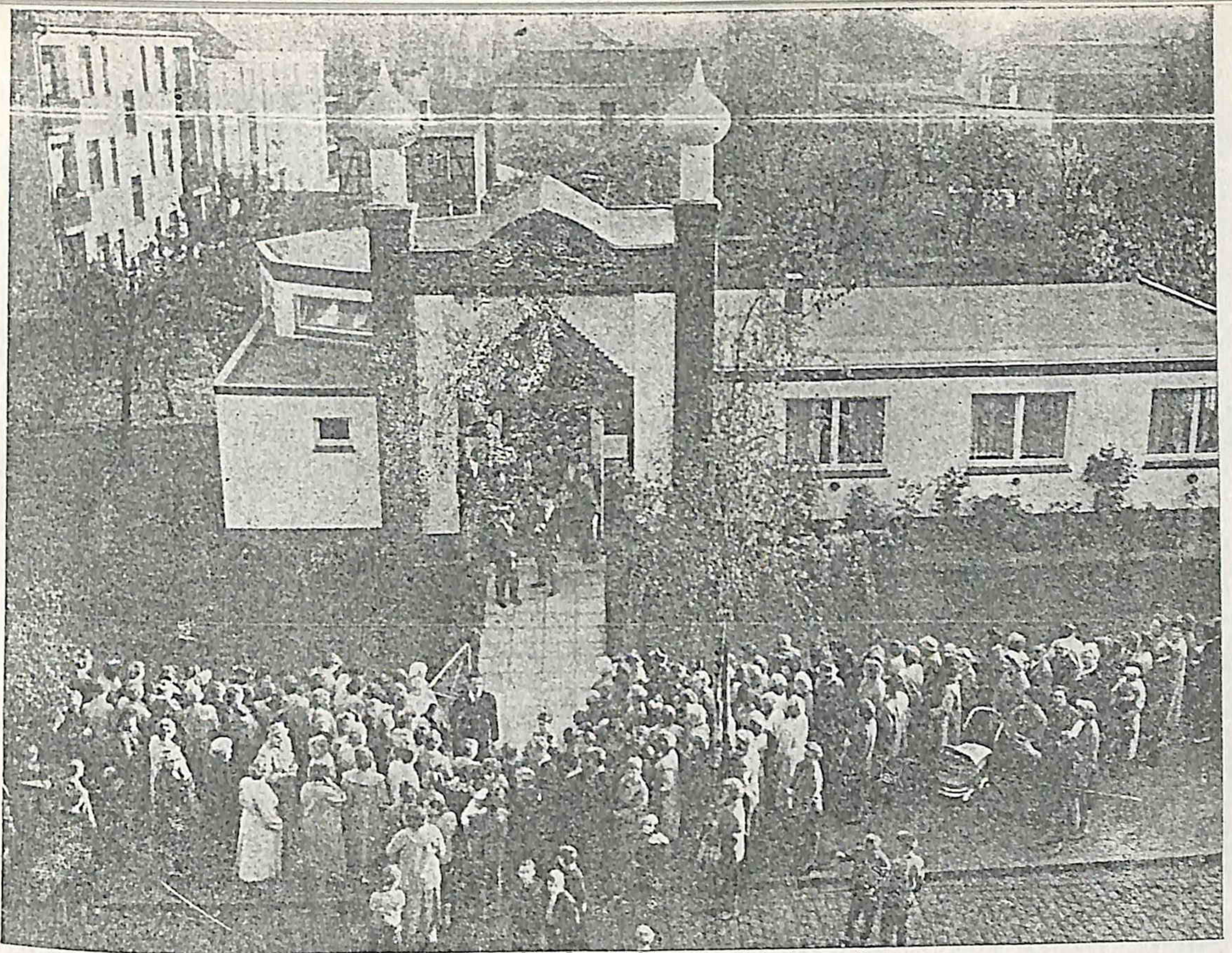
مسجد ھمبرگ (جرمنی)
ایک شادی کی تقریب کے بعد
جرمنی کے احمدی احباب
مسجد کے باھر صحن میں
جمع ھیں -

فضل مسجد واشنگٹن امریکہ
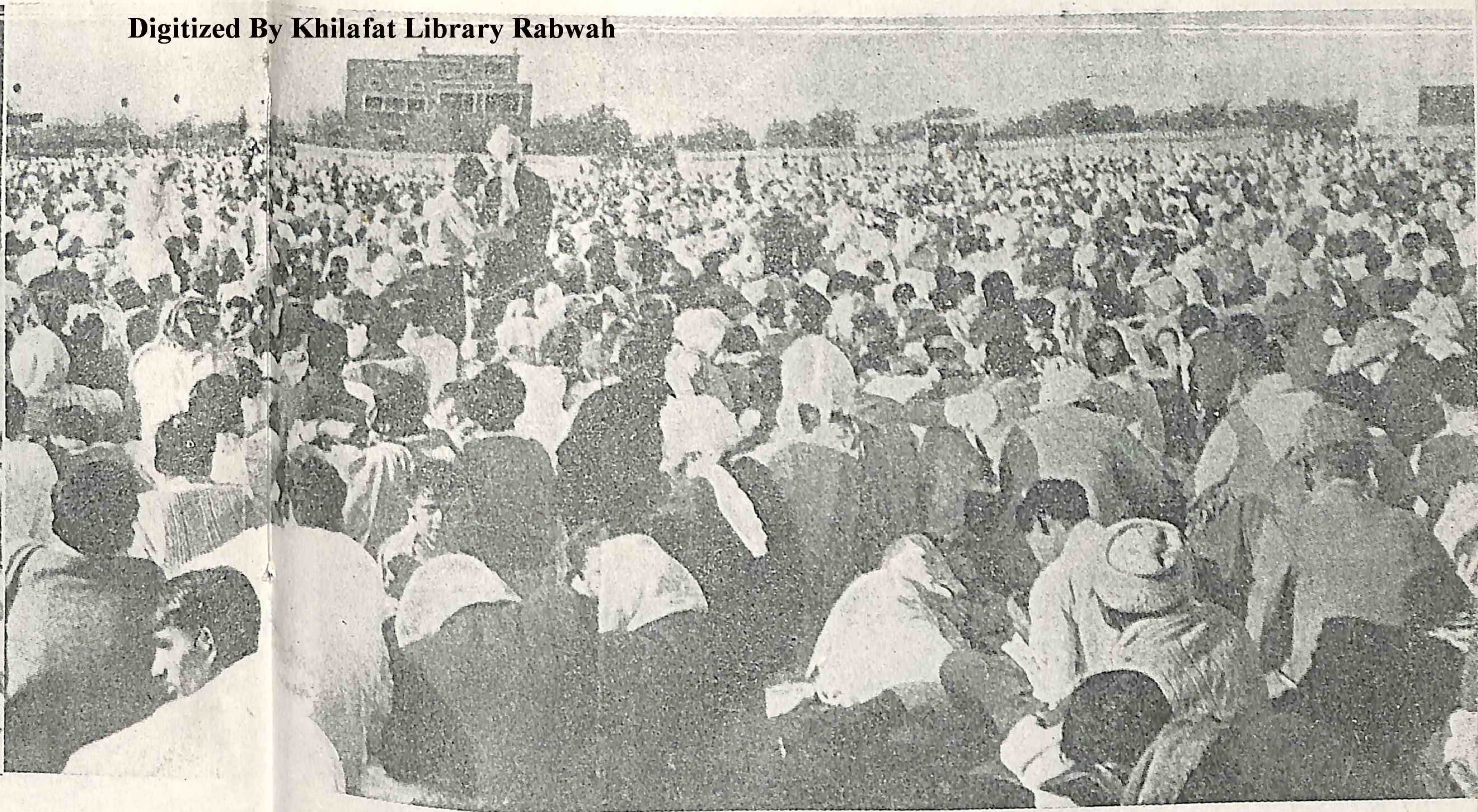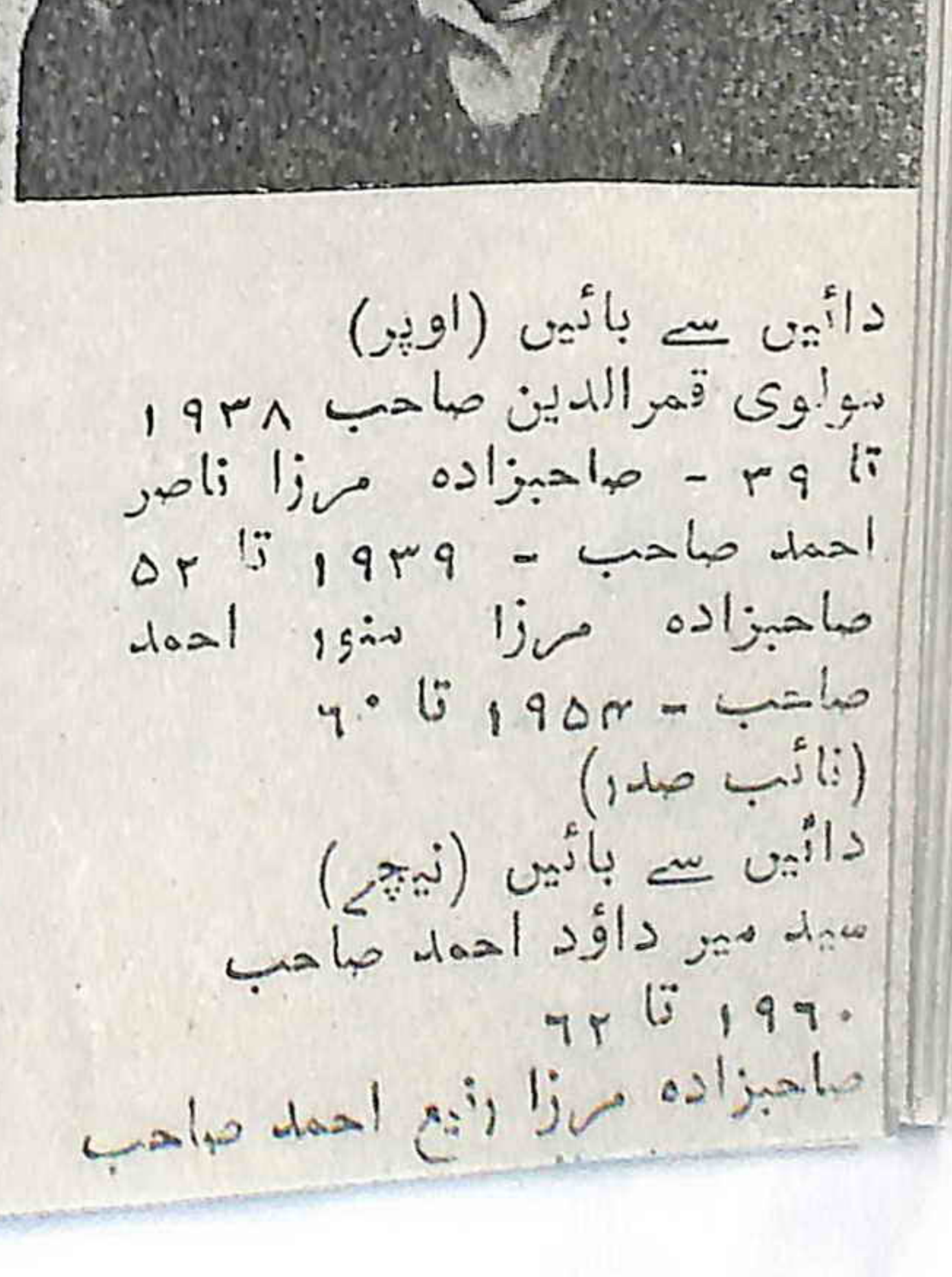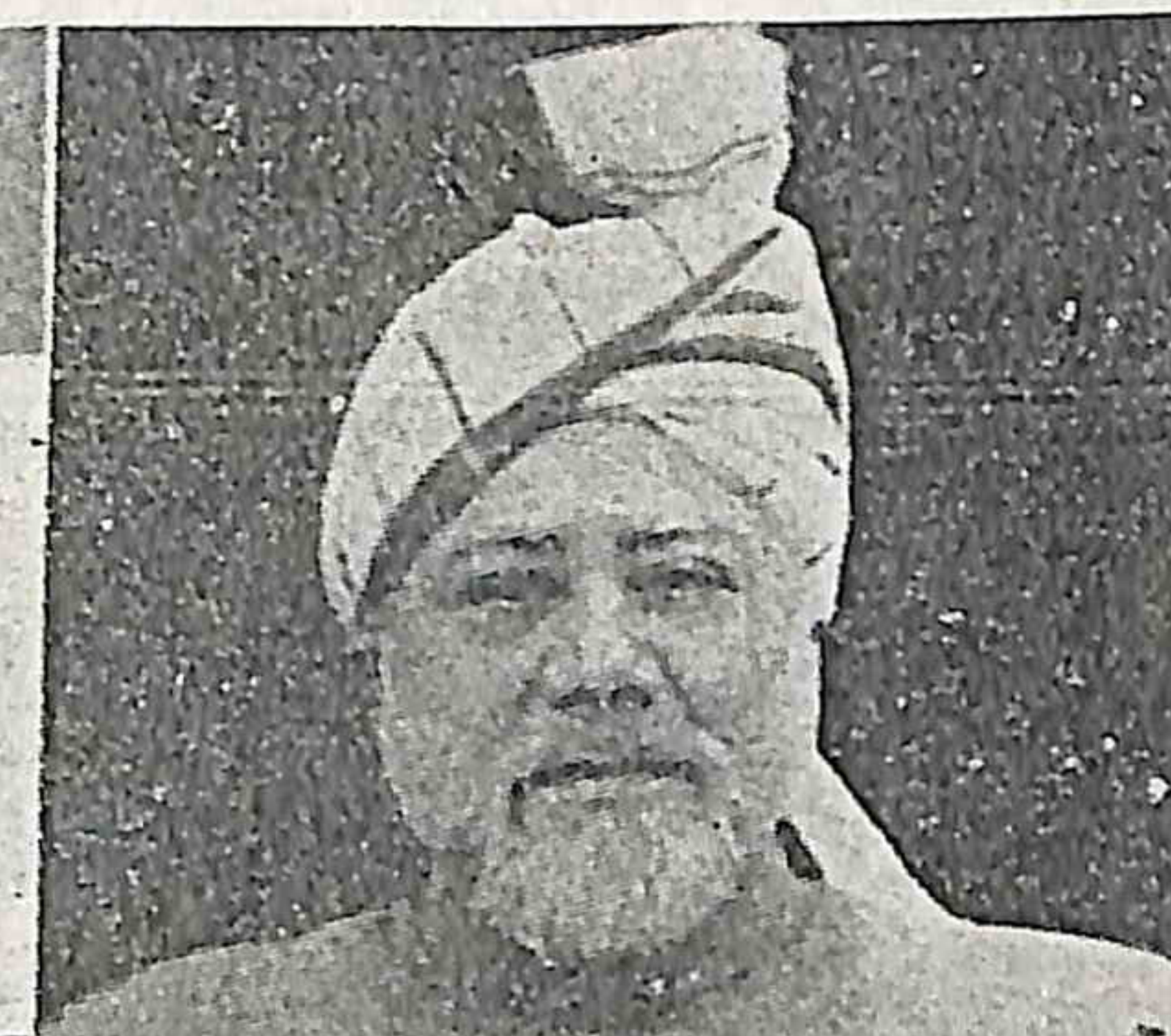
(ل) جرمن اور انگریزوں میں نہایت خوں ریز جنگ ہوگی۔

(ب) فرانس اس جنگ میں انگریزوں کا حلیف ہوگا اور شکست کھائیگا۔

(ج) وہ شکست اس نوعیت کی ہوگی کہ وہ انگریزوں سے قطع تعلق کرکے دشمن سے صلح کا معاہدہ کرنے پر تیار ہو جائے گا۔

(د) اس وقت برطانیہ جرمنی کی وجہ سے سخت خطرہ میں گھرا ہوا ہوگا۔

(ھ) اس نازک موقع پر برطانیہ فرانس کو حکومتی الحاق کی پیشکش کرنے پر مجبور ہوگا۔

(و) اس پیشکش کے پورے چھ ماہ بعد برطانوی حکومت کی حالت بدل جائیگی۔ (المبشرات صفحہ ۲۴۰-۲۴۱)

اسی جنگ کے دوران میں حضور کو دکھایا گیا۔ کہ انگلستان کی حفاظت کا انتظام آپ کے سپرد کیا گیا ہے اور اس کے لئے امریکہ سے ۲۸۰۰ جہاز آرہے ہیں جس کی بناء پر آپ کو خیال آتا ہے کہ اب برطانیہ کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ چنانچہ اسی قدر جہاز بھیجے جانے کا امریکہ کی طرف سے تار آیا اور یہ خبر جون ۱۹۴۰ء میں ہوبہو پوری ہوئی سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ رؤیا محترم چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو لکھ دی تھی۔ چنانچہ انہوں نے بعض بڑی اہم شخصیتوں کو اس کا علم دے دیا تھا۔ اس خواب کے پورا ہونے پر سب لوگوں نے نہایت تعجب کا اظہار کیا۔

(ط) حضور نے سٹالن کے متعلق ۱۹۴۵ء میں یہ خواب دیکھا کہ اس کو خون کی قے آئی ہے اور اس کی حالت بہت خراب ہے اور اس کا سانس اکھڑ رہا ہے۔ اس رؤیا کی اشاعت پر بمشکل تین ہفتے گذرے ہونگے کہ اخبارات میں خبر شائع ہوئی کہ سٹالن آنے والی سردیوں میں روس کی پارلیمنٹ کی پریذیڈنسی سے الگ ہوجائیں گے کیونکہ ان کی صحت خراب ہوگئی ہے انہیں ۱۹۴۲ء میں سٹالن گراڈ کے محاصرہ کے وقت ایک بیماری لگ گئی تھی جس نے خطرناک صورت اختیار کرلی۔

الغرض بیسیوں ایسی عظیم الشان خبریں ہیں جن کا علم سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ان کے ظہور پذیر ہونے سے پہلے دیا گیا۔ ان پیشگوئیوں کا حرف بحرف پورا ہونا آپ کے مقرب بارگاہ الٰہی ہونے اور آپ کے عالی مقام کو پوری طرح واضح کرتا ہے۔

الٰہی تقدیر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"میرے آخری سانس تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے لئے غلبہ اور ترقی اور کامیابی ہی مقدر ہے اور کوئی اس الٰہی تقدیر کو بدلنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اس بات پر خواہ کوئی ناراض ہو۔ شور مچائے۔ گالیاں دے یا برا بھلا کہے۔ اس سے خدائی فیصلہ میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ یہ تقدیر مبرم ہے جس کا خدا آسمان پر فیصلہ کرچکا ہے جس طرح خدا کی بادشاہت کو کوئی شخص بدل نہیں سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے وعدہ کو کوئی شخص بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔"

(الفضل ۱/۶۰ ۲۲)
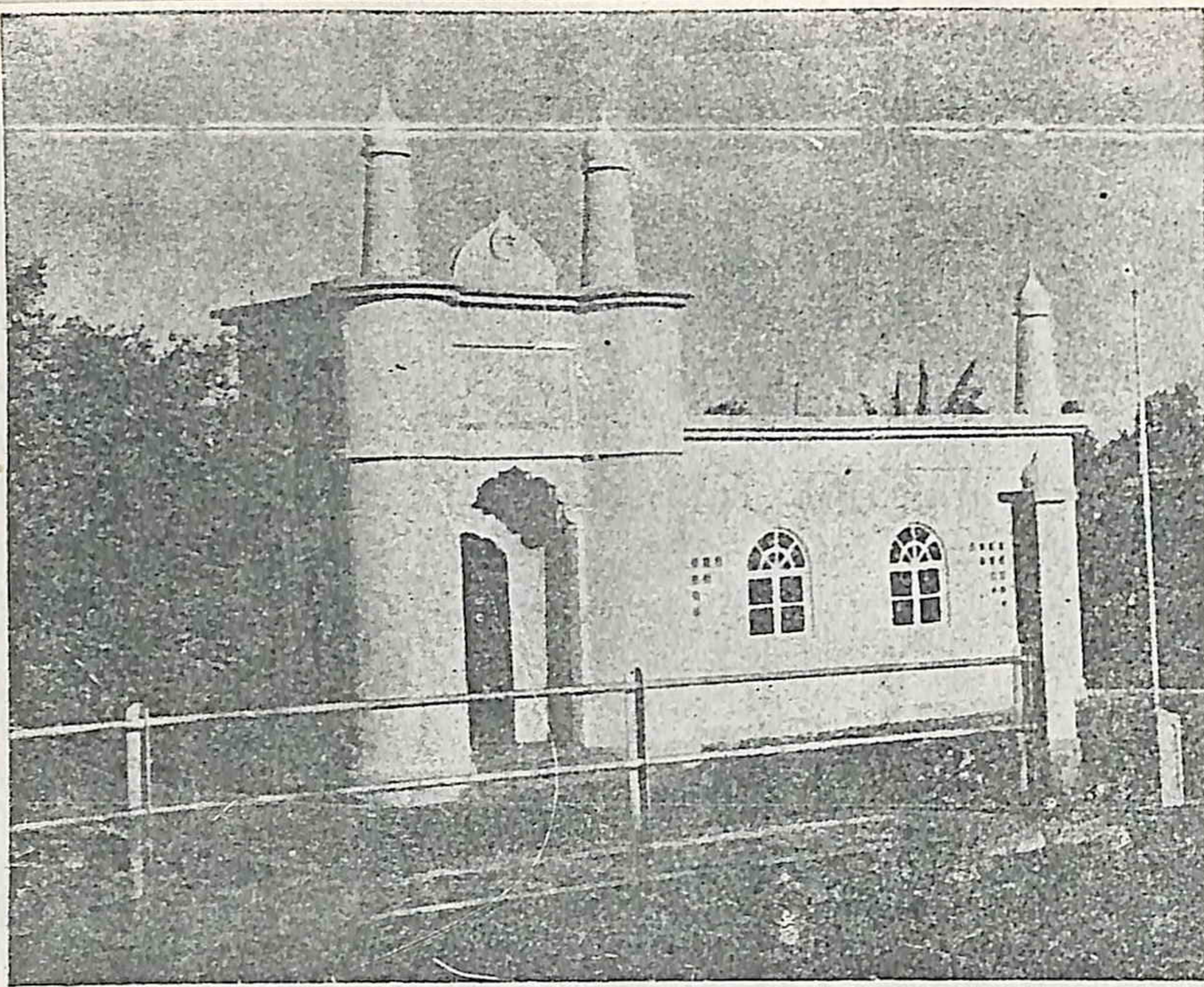
احمدیہ مسجد ماریشس

احمدیہ مسجد "الفضل"
ٹبورا ٹانگانیکا
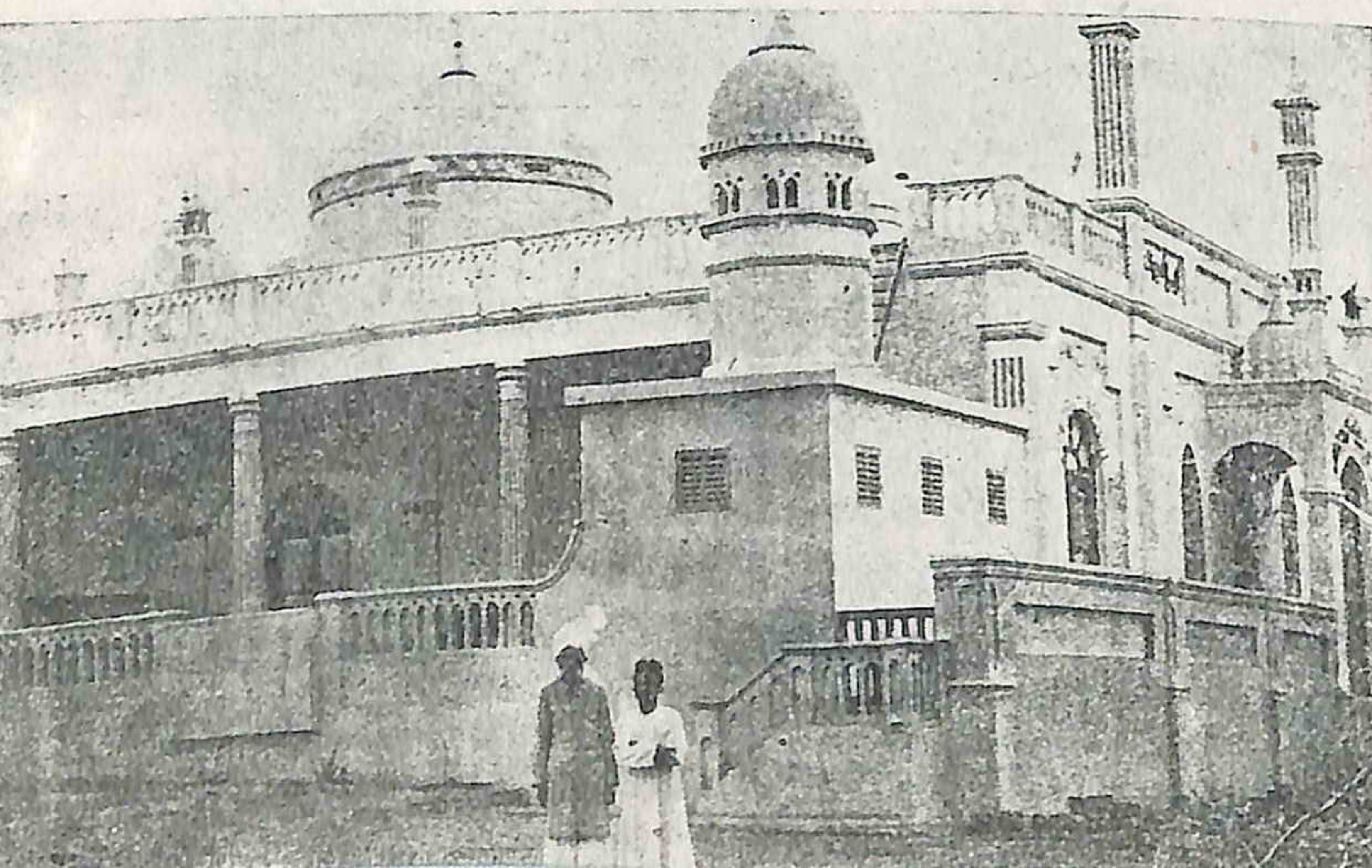
احمدیہ مسجد سالٹ پانڈ گھانا
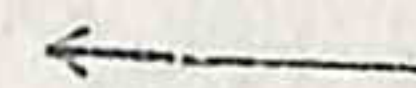
تفہیماتِ ربّانیہ

محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مدیر الفرقان و سابق مبلّغ بلادِ عربیہ کی اس لاجواب تصنیف میں ان تمام اعتراضات کا تفصیلی اور تسلّی بخش جواب دیا گیا ہے جو مخالفینِ احمدیت کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا:-

"اس کا نام میں نے ہی تفہیماتِ ربّانیہ رکھا ہے (طباعت سے پہلے) اس کا ایک حصہ میں نے پڑھا ہے جو بہت اچھا ہے۔ اس کتاب کے لیے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرہ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اسکے جواب میں اعلیٰ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اسکی اشاعت کرنی چاہیئے" (الفضل ۱۲ر جنوری ۱۹۳۱ء)

اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بیکصد صفحات اور بعض قیمتی حوالہ جات کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس انتہائی مفید کتاب کا ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔

ضخامت آٹھ سو صفحات۔ قیمت مجلّد اعلیٰ سفید کاغذ گیارہ روپے، مجلّد اخباری کاغذ آٹھ روپے۔ کتابت و طباعت عمدہ۔
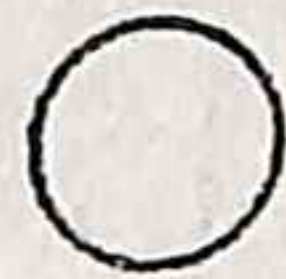
○

مکتبۃ الفرقان ربوہ

حلیم و صابر، صاف و شفاف دل

(از حضرت سیدہ نواب مُبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

بہت تنگ وقت میں بڑا کڑا حکم پہنچا ہے کہ چند سطور ضرور ہی لکھ دوں۔ اس وقت چند ہی سطور ارسال ہیں۔

میرے پیارے بڑے بھائی حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کا مقام، درجہ، آپکے کام روزِ روشن کی طرح سب پر ظاہر ہیں۔ تفاصیل لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہوں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ لکھی جاتی رہیں گی اور آپ کی حیات تاریخِ احمدیت کا ایک بہت منور و نمایاں حصہ ہوگا اور آنے والوں کے دلوں میں روز افزوں قدر بڑھانے والا۔ میں اتنا لکھنا چاہتی ہوں کہ آپ کی صفات میں سے ایک نہایت پیاری صفت نمایاں دیکھی کہ آپ کا دل بہت ہی صاف ہے اتنا صاف دل کہ غُصّہ، کینہ جس میں ٹھہر ہی نہیں سکتا۔ کسی کی بُرائی آپ سوچ ہی نہیں سکتے۔ ہمیشہ دُوسروں کے لئے خیر کے الفاظ ہی آپ کی زبانِ مُبارک سے نکلے اور خیر ہی ہر ایک کی آپ نے چاہی۔ دل کے حلیم آپ سچے معنوں میں ہیں۔ بہت تنگ آکر یا کاموں کے سلسلہ میں بجا طور پر غصہ آیا بھی، تو اس غصّہ کے بعد جس پر غصہ کیا گیا، اس سے زیادہ آپ کو تکلیف ہوتی رہی ہے اور کسی نہ کسی طرح اس کے تدارک میں کوشاں رہے۔ کسی صورت میں جبتک نرمی کا اظہار نہ ہو جائے آپ کو خود چین نہ آتا تھا۔ جب آپ کو خفا ہوتے دیکھا، بعد میں محسوس کیا کہ اس کی خفگی کا اثر خود آپ پر دوسرے سے جس پر ناراضگی ہوئی، زیادہ ہے۔ آپ کی یہی کیفیت ہوتی ہے جیسے ماں تنگ آکر اپنے پیارے بچّے کو مار کر خود آنسو بہاتی ہے۔ نرمی اور رحم و شفقت آپ میں اعلیٰ درجہ کا ہمیشہ پایا۔ ایک بار بہت عرصہ کی بات ہے۔ ایک اخبار میں خبر آئی کہ ایک بچّی (کوئی تین سال کی عمر کی) نے اپنے غریب باپ کی جمع پونجی سے نوٹ دو تین سو کے چولھے میں پھینک دیئے۔ اور باپ نے فوری غیظ و غضب کے تحت اس معصوم کی ٹانگیں چیر کر مار ڈالا۔ مجھے یاد ہے اس خبر کو پڑھ کر جو آپ کی حالت ہوئی تھی سخت صدمہ تھا۔ ٹہلتے تھے اور کہتے تھے کہ غربت کی وجہ سے جو باپ جوش میں ایسا فعل کر بیٹھا، اب خود اس کے دل کی کیا حالت ہوگی۔ جب تک زندہ رہا اس بچی

کی موت اور اپنے ظالمانہ سلوک کو یاد کر کے تڑپتا ہی رہے گا" جو تکلیف اس وقت آپ کو تھی اور آپ کا کرب وہ مجھے ہمیشہ یاد آتا ہے۔

ایک حبشن کنیز جو سیٹھ ابوبکر صاحب مرحوم نے حضرت اُمّ المومنین کو دی تھی۔ اس کی بات کچھ خادمہ عورتوں نے لطیفہ کے رنگ میں بتلائی کہ "صبا" کہتی ہے۔ دل چاہتا ہے، صبح اُٹھوں اور کوئی میرے سرہانے چالیس روپیہ رکھ گیا ہو، پھر میں اپنا گھر بناؤں، میری شادی ہو جائے، وغیرہ۔ یہ سُنکر بجائے اس کی سادہ باتیں سُن کر مُسکرانے کے جیسا کہ سُنانے والوں کو امید تھی، آپ تڑپ اُٹھے۔ اتنا سخت دلی دُکھ اور صدمہ آپ کے چہرہ اور الفاظ سے ظاہر تھا کہ اس کا اثر میرے دل پر اب تک موجود ہے۔ کسی سے فرمایا۔ اس کو فوراً چالیس روپے بھی دیئے جائیں اور اس کی شادی کا بندوبست کیا جائے۔ یہ غریب اپنے گھر کے لئے تڑپتی ہے اور سمجھتی ہے کہ میں لونڈی ہوں، مجھے عُمر بھر اپنا گھر نصیب نہ ہو گا۔ یہ ظُلم ہو گا اگر اُس کی خواہش پُوری نہ کی گئی۔ میرے دل پر سخت چوٹ لگی ہے اس کی یہ بات سُنکر۔[1]

میں نے ایکبار بہت سی باتیں سُنکر مجبور ہو کر لکھا کہ اب تو یہ (ایک دو صاحبزادگان حضرت خلیفۃ المسیح اول) بہت حد سے بڑھ چلے۔ باتیں سُن سُن کر کان پک گئے، دل جل اُٹھا، اب تو کچھ کرنا چاہیئے آپ کو۔ اس کا جواب مجھے دیا۔ کہ اکبر نے اپنے کوکا کی شکایت سُنکر کہا تھا کہ اس کے اور میرے درمیان دُودھ کا دریا بہتا ہے تو ان کے اور میرے درمیان سات دُودھ کے دریا بہتے ہیں جبتک مجھ میں طاقت ہے صبر ہی کرتا جاؤں گا اور یہانتک کہ حالات مجھے مجبور نہ کر دیں کوئی قدم اُن کے خلاف نہ اُٹھاؤں گا۔

غرض میں نے آپکو بہت حلیم، بہت نرم دل اور بہت صاف دِل اور بہت ہی زیادہ صابر پایا۔ کاموں کے عمر بھر کے بار بلکہ انبار کے علاوہ یہ صبر، یہ تیر و نشتر دِل پر سہنا اور پھر ساتھ ہی نرمی و محبّت، دوسروں کی تکلیف کو ذاتی تکلیف سے زیادہ محسوس کرنا، یہ وجوہ بھی آپ کی آج کی بیماری اور کمزوری کی صورت میں نظر آ رہے ہیں۔

ایک صاف دِل، نیک نیّت، جانِ ناتواں اور اسیرِ اعدار کے تا ایں دم ظُلم! الامان۔ ایامِ علالت میں بھی اعدار شقاوت دکھانے سے باز نہیں آتے۔ آئے دن نت نئی چوٹیں اور بہتان۔ کل ہی سُنا کہ آجکل الزاموں اور گندی تحریروں پر دشمنانِ خلافت نے اَور بھی زور دے رکھا ہے۔ میرے پیارے خدا! میرے بھائی میرے خلیفہ نے عمر بھر تیرے نام تیرے دین کیلئے غیرت دکھائی ہے تو اس کیلئے خاص غیرت دکھا۔ ہمارے دِل زخمی ہیں تو اُن پر رحمت کا مرہم لگا اور دشمنوں کی آنکھیں کھول دے۔ اپنے فضل سے ہماری نُصرت فرما۔ آمین۔ والسلام،

مُبارکہ

[1] صبا کی شادی میاں عبدالرحیم صاحب حجام خاص حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کر دی گئی تھی اور اس کو خدا تعالیٰ نے لڑکا بھی دیا پہلی بیوی سے جو فوت ہو چکی تھی کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی سیرت کے بعض پہلو

(محترم جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ صدر نگران بورڈ)

اہل اللہ کا ایک خاص امتیاز ان کا اللہ تعالےٰ کی طرف جھکاؤ ہوتا ہے جو عبادت الٰہی اور دعاؤں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی شروع سے عبادتِ الٰہی اور دعاؤں میں منہمک رہتے تھے۔ حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس عاجز کے ساتھ بہت دوستانہ تعلق رکھتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے بتایا کہ خلافت سے بہت سال پہلے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو مسجد مبارک قادیان میں تہجد کی نماز پڑھتے دیکھتے رہے۔ آپ بہت ہی لمبے سجدے کرتے۔ حضرت شیخ صاحب نے آپ کی خدمت میں ایک رقعہ لکھا کہ آپ اتنے لمبے سجدوں میں کیا دعائیں کرتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا اسلام کی سربلندی کے لئے۔

عبادتِ الٰہی کی وجہ سے شروع سے ہی آپ کے چہرہ پر ایک نور ہوتا تھا۔ میں نے آپ کو پہلی مرتبہ ۱۹۱۳ء کی گرمیوں میں شملہ میں دیکھا جبکہ آپ حضرت نواب محمد علیخاں صاحب کے پاس گئے ہوئے تھے۔ یہ خلافتِ اولیٰ کا زمانہ تھا۔ میری عمر اس وقت ۱۳ سال کے قریب تھی۔ میرے بھائی صاحب مرحوم نے آپ کی دعوت بھی کی۔ حضرت نواب صاحبؓ کی کوٹھی کے باہر آپ کی گروپ فوٹو بھی لی گئی جس میں یہ عاجز بھی آپ کے قدموں کے قریب زمین پر بیٹھا ہے آپ میں ایک خاص کشش تھی جس نے اس زمانہ میں ہی مجھ پر بہت اثر کیا۔ بعد میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے زیادہ قریب ہونے کا موقع دیا۔

۱۹۲۷ء سے یہ عاجز قادیان جانا شروع ہوا۔ اس وقت سے خدا تعالیٰ نے آپ کے پیچھے نمازیں پڑھنے کا موقعہ دیا۔ نمازوں کے فرائض آپ مسجد مبارک میں پڑھاتے اور سنتیں اور نوافل عموماً گھر میں ادا فرماتے۔ فرائض میں آپ عام طور پر تو متوسط وقت لیتے لیکن بعض دفعہ بہت لمبے کر دیتے۔ جماعت پر ابتلاؤں کے زمانہ میں تو آپ کی نمازوں میں بہت ہی سوز اور درد ہوتا اور وہ بہت ہی لمبی ہوتیں۔ ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آپ نے صبح کی نماز سورج نکلنے سے آدھ گھنٹہ پہلے پڑھانی شروع کی اور جب سلام پھیرا تو سورج کتنا ہی اونچا ہو چکا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم کو نماز میں یہ پتہ ہی نہیں چلا کہ سورج نکل چکا ہے۔

غضِ بصر کی آپ کو یوں بھی بڑی شدت سے عادت

ہے۔ میں نے آپ کی آنکھیں کبھی پوری کھلی ہوئی نہیں دیکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی ہیں اور نگاہ نیچی رہتی ہے اور ادھر اُدھر نہیں دیکھتے۔ اور اس کے ساتھ چہرے پر حیا اور حسن نمایاں ہوتا ہے گویا ایک کنواری والی کیفیت ہوتی ہے۔ لیکن نمازوں میں آنکھیں اَور بھی کم کھلی رہتی ہیں اور سجدہ گاہ کی طرف نگاہ رہتی ہے۔ اُوپر یا ادھر اُدھر کبھی نہیں ہوتی۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو دیکھ کر مجھے ہمیشہ حضور علیہ السلام کا ایک فقرہ یاد آجاتا ہے جو آپ کی کتاب علامات المقربین میں ہے کہ

تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُوْدٌ
فِيْ مَهْدِ الْوِصَالِ۔

یعنی تُو ان کو جاگتے ہوئے سمجھتا ہے حالانکہ وہ وصال کے بستر میں سوئے ہوئے ہیں۔ بعینہٖ یہی نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا اور یہی نقشہ بہت حد تک مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

۱۹۴۴ء میں مصلح موعود کے اعلان کے لئے آپ نے مختلف مقامات پر جلسے کروائے۔ ان میں سے ایک جلسہ لُدھیانہ میں بھی کیا گیا۔ وہاں احرار کا زور تھا۔ انہوں نے ہمارے جلسہ کا مقاطعہ کر دیا جلوس نکالے اور ہمیں خوب گالیاں دیں۔ باوجود اس کے کئی ایک غیر مسلم ہمارے جلسہ میں شریک ہوئے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جلسہ گاہ میں جمع کروائیں۔ نماز شروع ہوتے ہی بارش بھی شروع ہو گئی۔ اتنی تیز بارش کہ سب پانی ہی پانی ہو گیا۔ پانی میں ہی ہم سجدے کر رہے تھے۔ سفر میں قصر ہونے کی وجہ سے آپ نے دو فرض ظہر کے اور دو عصر کے پڑھائے ان چار فرضوں میں شاید پون گھنٹہ لگا ہوگا۔ رقت کی وجہ سے سب طرف سے چیخوں کی آواز آرہی تھی۔ آپ اس بات سے قطعی بے نیاز معلوم ہوتے تھے کہ بارش میں ہمارا کیا حال ہو رہا ہے۔ اُوپر سے آسمان آنسو بہا رہا تھا اور نیچے سے خدا کے مامور کا خلیفہ اور اس پر ایمان لانے والوں کا ایک گروہ۔ عجیب سماں تھا۔ غیر مسلم بھی محوِ حیرت تھے۔ نماز کے بعد یہ کہتے ہوئے سُنے گئے کہ ایسا نظارہ تو انہوں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

۱۹۲۶ء میں یہ عاجز ایک ابتلا میں سے گذرا۔ گورداسپور سے قادیان حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں تفصیل عرض کی۔ شام کا وقت تھا۔ اگلے روز صبح آپ کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک لمبا خط ملا۔ جس میں یہ بھی تحریر تھا کہ آپ نے ساری رات کمر چارپائی کے ساتھ نہیں لگائی اور اس عاجز کے لئے دعا فرماتے رہے یہانتک کہ صبح سے کچھ پہلے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ جس کی تعبیر آپ نے یہ فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ سلامتی کی صورت پیدا فرمائے گا۔ چنانچہ چند دنوں کے اندر ایسا ہی ہوا۔ اور یہ عاجز سائیکل پر گورداسپور واپس جا رہا تھا (ان دنوں ابھی بٹالہ سے قادیان کی ریل جاری نہ ہوئی تھی) کہ راستہ میں سٹھیالی کے پاس یوں محسوس ہوا کہ ایک ہاتھ آسمان سے آیا ہے اور میرے اندر داخل ہو کر میرا سارا گند باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے وہ ابتلا ختم ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اس واقعہ سے جہاں آپ کی دعاؤں میں غیر معمولی ہمت نظر آتی ہے وہاں ان کے غیر معمولی نتائج بھی پتہ لگتے ہیں وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

قادیان میں ہمیشہ آپ کا طریق رہا کہ رمضان شریف کے درس القرآن کا اختتام خود فرماتے۔ انتیسویں رمضان المبارک کو آخری ایک دو سُورتوں کا درس دیتے اور اس کے بعد ایک لمبی دُعا کرواتے۔ یہ دُعا عجیب کیفیت رکھتی تھی۔ نہایت درجہ سوز و گداز سے بھری ہوئی اور بہت لمبی۔ یہ عاجز ہمیشہ اس دعا میں شامل ہوتا۔ اس وقت یوں معلوم ہوتا کہ آسمان سے فرشتوں کا نزول ہو رہا ہے جو دلوں کو قبولیتِ دعا کا اطمینان دلاتے اور سکینت بخش رہے ہیں۔ یہ دُعا ایسی قیمتی ہوتی کہ اس عاجز نے اس میں شمولیت سے کبھی محروم ہونا نہ چاہا۔ ایک دفعہ کسی کام کی وجہ سے میں اس روز عین وقت پر پہنچا۔ سٹیشن سے تانگہ نہایت تیز دوڑا کر بازار کے راستے مسجد اقصیٰ پہنچا۔ مسجد میں داخل ہوا تو آپ نے ابھی دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے ہی تھے۔ میری مُراد بر آئی اور خدا تعالیٰ کے فضل نے دُعا سے محروم نہ رہنے دیا۔

یہی حالت اس دعا کی بھی ہوتی تھی جو آپ جلسہ سالانہ کے آخری دن اپنی علمی تقریر کے خاتمہ پر کرواتے تھے۔ یہ دعا بھی بہت لمبی اور نہایت پُرسوز ہوتی اور دلوں کو عجیب لذت اور تسکین بخشتی۔ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ۱۹۱۷ء سے آخر تک اس دعا میں بھی شریک ہونے کا موقعہ عطا فرمایا۔ کبھی ایک مرتبہ بھی ناغہ نہ ہوا۔

دارالہجرت ربوہ کی بنیاد رکھتے وقت اور پھر مسجد مبارک کی بنیادوں کے وقت بھی آپ نے عجیب عجیب رنگ میں دُعائیں کرائیں۔ اس عاجز کو بھی اُن میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان دُعاؤں کی بدولت ہی اللہ تعالیٰ نے ایک بے آب و گیاہ مقام کو آباد کیا اور اس کو تبلیغ اسلام کے مرکز بننے کا شرف بخشا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعاؤں کی قبولیت کا شرف بھی بہت عطا فرمایا ہے۔ ہم میں سے بہت سوں کے کام آپ کی دعاؤں کے طفیل سرانجام پائے۔ اس کا تجربہ کم و بیش ہم میں سے ہر ایک کو ہے۔

آپ کی زندگی ایک مسلسل عبادت یا دُعا ہی نظر آتی ہے۔ آپ کے ہر کام کا احاطہ اسی نے کیا ہوتا ہے۔ کیسی مبارک زندگی ہے؟ اور کیسا مبارک کام!!

آپ کی سیرت کا ایک اور پہلو جو میں اسوقت اختصار کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں، آپ کا جذبۂ خدمتِ دین ہے۔ یہ جذبہ آپ میں نہایت درجہ غیر معمولی کیفیت رکھتا ہے یہ کہنا بالکل بجا اور درست ہوگا کہ آغاز جوانی سے ہی آپ اپنی ساری جان اور سارے دل اور ساری ہمت کے ساتھ خدمتِ دین کے لئے وقف ہو گئے۔ ۱۹۰۶ء میں آپ کی عُمر ۱۶ سولہ سال تھی۔ اس وقت آپ نے رسالہ تشحیذ الاذہان جاری فرمایا اور اس میں قیمتی مضمون تحریر فرمائے۔ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو آپ کے جسدِ مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ عہد کیا کہ آپ اپنی تمام ہمت کے ساتھ اس کام کی تکمیل کے لئے کمربستہ رہیں گے جس کے لئے خدا کا مامور آیا تھا۔ خواہ ایک آدمی بھی آپ کی مدد نہ کرے۔ یہ ناقابلِ فراموش عہد خدمتِ دین ہے جو آپ نے ۱۹ اُنیس سال کی عمر میں کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے

عہدِ خلافت میں آپ مرکزِ سلسلہ میں اور مختلف جماعتوں میں تقریروں کے ذریعہ فرضِ تبلیغ و تربیت کو ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تحصیل علوم دین اور اشاعتِ علوم دین آپ کا واحد محبوب مشغلہ رہا۔

۱۹۱۳ء میں آپ نے اخبار "الفضل" جاری فرمایا۔ جو اس وقت تمام علمی حلقوں میں نہایت درجہ پسند کیا جاتا تھا۔ آپ ہی اس کے ایڈیٹر تھے۔ گویا تقریروں کو فریضۂ تبلیغ و تربیت کی ادائیگی کے لئے ناکافی سمجھتے ہوئے آپ نے اخبار کا ذریعہ اختیار کیا۔

۱۹۱۴ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو **خلعتِ خلافت** سے نوازا۔ پھر تو بس خدمت کا ایک سیلاب اُمڈ آیا۔ تحریروں سے، تقریروں سے، مبلّغین کے تیار کرنے اور ان کے باہر بھیجنے سے، علمی کتب کی تصنیف سے، قرآنی علوم و معارف کے بکھیرنے سے۔ جماعت کو ہر پہلو سے مضبوط کرنے سے، معاندین کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے سے، بیرونی خطرات کے وقت جماعت کی حفاظت کرنے سے، ہر مشکل کے وقت جماعت کی رہنمائی کرنے سے، اسلام کی سربلندی کے لئے ہر قدم اُٹھانے سے، غرضکہ ہر ممکن طریق سے آپ نے خدمتِ دین کے اس بے پناہ جذبہ کا ثبوت دیا جو خدا تعالیٰ کے نہایت درجہ فضل کے ساتھ ہی ملتا ہے۔ اور دُنیا میں صرف خدا کے نبیوں اور ان کے خاص خلفاء کو دیا جاتا ہے۔

آپ کے ساتھ رہنے والوں کو معلوم ہے کہ آپ کا کوئی وقت نہیں جو اس جذبہ سے خالی ہو۔ اور کوئی تدبیر نہیں جو اس جذبہ نے اختیار نہ کروائی ہو۔ صحت کا آپ نے خیال نہیں رکھا۔ آرام کو آپ نے نہیں دیکھا۔ بظاہر آرام سے بیٹھے نظر آتے لیکن حقیقتاً اس جذبہ سے معمور ہوتے۔ ایک دفعہ ڈلہوزی میں سیر کے لئے نکلے تو ایک خوبصورت پہاڑ پہ جانے کا اتفاق ہوا۔ اسی وقت کاغذ اور پنسل لیکر کچھ شعر لکھ دیئے جو دین کے درد سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ اشعار "کلامِ محمود" میں چھپے ہوئے ہیں۔

کوئی تیس ۳۰ سال کا عرصہ ہوا ایک دن بٹالہ کے سٹیشن پر میں نے باتوں باتوں میں آپ کا دن رات کا لائحہ عمل دریافت کرنے کی جرأت کی۔ تو معلوم ہوا کہ رات کو ایک ایک دو دو بجے تک پڑھتے ہیں۔ یہانتک کہ آنکھوں کے سامنے تارے ناچتے ہیں۔ پھر آپ تہجد کے لئے بھی اُٹھتے ہیں۔ اوائل میں تو سالہا سال نماز فجر کے بعد بھی نہ سوتے تھے لیکن پھر اسے برداشت نہ کر سکے اور صبح کے بعد سونا شروع کر دیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ دین کے لئے کسقدر محنت کرتے رہے۔ بعض کاموں میں اس عاجز کو بھی آپ کی معیّت کا شرف حاصل ہوا۔ آدھی رات کے بہت بعد تک کام کرتے رہتے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ بعض خدام کے ساتھ انگلستان لیکچر "**احمدیت یا حقیقی اسلام**" کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کام میں اس قدر مصروف رہتے کہ آپ کے ساتھی تھک کر چُور ہو جاتے۔

اس جذبہ نے جو خدماتِ دین آپ سے سر انجام دلوائی ہیں۔ ان کی تفصیل کئی جلدوں کو چاہتی ہے۔ سچ ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

اسی جذبہ کا ایک یہ نتیجہ بھی ہوا کہ آپ نے اپنے سارے جگر گوشوں کو دین کے لئے وقف کر دیا۔ انسانی جذبہ کو پرکھنے کا اصل معیار یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے کیا پسند کرتا ہے جو اس کا متاعِ عزیز ہوتا ہے اسی کو وہ اولاد کے لئے چاہتا ہے۔ ایک دُنیا دار انسان ان کے لئے دنیا چاہتا ہے اور ایک خدا رسیدہ ان کو خدا کے قدموں میں لا کر ڈالنا چاہتا ہے۔ آپ نے اپنے لڑکوں کو سب سے پہلے دینی تعلیم دلوائی اور پھر اُن کی زندگیاں دین کے لئے وقف کیں۔ اپنی لڑکیوں کی شادیاں واقفینِ زندگی کے ساتھ کیں۔ اس کے برعکس اگر ہم اپنے غیر مبائع دوستوں کے سربراہوں کو دیکھیں تو عبرت حاصل ہوتی ہے۔

آپ کی سیرت کا ایک پہلو یہ بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا کھانا پینا، لباس اور طرزِ رہائش نہایت سادہ اور ہر قسم کے تکلف سے الگ ہوتے ہیں۔ تحریک جدید کی بنیاد تو آپ نے ۱۹۳۴ء میں رکھی اور اس کے ذریعہ ساری جماعت میں یہ باتیں پیدا کرنی چاہیں۔ لیکن آپ خود شروع سے ہی اپنی عادات میں پوری سادگی رکھتے تھے۔

مجھے آپ کے ساتھ پچاسوں مرتبہ کھانا کھانے کا موقعہ ملا۔ اس میں ہمیشہ سادگی پائی۔ مہمانوں کا اکرام ضرور مدِّنظر رکھا جاتا لیکن سادگی والا حصہ بھی قائم رہتا۔ بہت پرانی بات ہے ایک دفعہ آپ نے مجھے وہ خرچ بتایا جو آپ اپنے گھروں میں کھانے کے لئے دیتے تھے۔ وہ بہت ہی معمولی تھا چنانچہ میں نے بھی آپ کی اقتداء میں اسی کے مطابق دینا شروع کیا گو بعد میں مہنگائی کے زمانہ میں اُسے بڑھانا پڑا۔ یہ بھی میں نے ہمیشہ دیکھا کہ آپ کھانا بہت کم مقدار میں کھاتے ہیں۔ بعض دفعہ پندرہ بیس دن دونوں وقت مسلسل آپ کے ساتھ کھانے کا موقعہ ملا۔ تب بھی ہمیشہ یہی دیکھا کہ آپ کی خوراک بہت کم ہے اور ایک کھانے پر ہی اکتفا کرنا پسند فرماتے ہیں۔

لباس میں بھی آپ سادگی رکھتے ہیں اور کسی قسم کا تکلف پسند نہیں کرتے۔ زمانہ خلافت میں آپ کا لباس سفید قمیص، سفید شلوار، لمبا کوٹ اور ململ کی پگڑی رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وجاہت ایسی عطا فرمائی ہے کہ کتنا ہی سادہ اور معمولی لباس ہو آپ پُر رُعب اور باشوکت نظر آتے ہیں۔

آپ کی طرزِ رہائش بھی بہت سادہ رہی۔ آپ کے بیٹھنے اور سونے کا کمرہ آرائش اور زیبائش سے خالی ہوتا۔ ان میں سامان بہت سادہ اور معمولی قسم کا ہوتا۔ کتابیں وغیرہ اِدھر اُدھر بکھری پڑی ہوتیں۔ آپ فرش پر بیٹھتے۔ سوائے اس کے کہ مہمانوں یا ملاقات کرنے والوں کی خاطر صوفہ یا کرسی پر بیٹھیں۔ خدام کے ساتھ نہایت بے تکلفی سے بیٹھتے اور گفتگو فرماتے۔ گفتگو میں لطائف کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ ربوہ آ کر آپ خاصہ عرصہ کچے مکانوں میں رہے جو آرام کے سامانوں سے قطعی خالی تھے لیکن آپ کی کسی بات سے معلوم نہ ہوتا کہ آپ کے نزدیک یہ بھی کوئی کمی ہے۔ سب کام پہلے کی طرح جاری رہے اور چہرہ پر وہی طمانیت اور سرور۔

آپ کرسی وغیرہ پر بیٹھتے تو اس میں یہ بھی خصوصیت ہوتی کہ آپ کبھی ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر نہ بیٹھتے۔ حضور سرورِ

کائنات رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کا یہی طریق حدیثوں سے ثابت ہے۔آپ بھی اپنے آقا و مُطاع کی پیروی میں ہمیشہ اسی طرح کرتے۔میں نے کبھی ایک دفعہ بھی اس کے خلاف نہیں دیکھا۔خواہ کتنے تھک جاتے۔ٹانگیں لمبی کر لیتے یا ٹیک لگا لیتے لیکن لات کے اوپر لات نہ رکھتے۔ گویا دائمی طور پر خدا تعالے کی حضوری میں پوری نیاز مندی کے ساتھ بیٹھے ہیں۔یہ چھوٹی سی بات ہے لیکن دلی کیفیت کی آئینہ دار اسی طرح میں نے آپ کے چہرہ پر ہمیشہ عجز دیکھا۔اگرچہ انتظامی معاملات میں آپ کو سختی بھی کرنی پڑتی۔

آپ عالی حوصلگی کی صفت اپنی پوری شان کے ساتھ رکھتے ہیں۔ معاملہ کرتے وقت فراخدلانہ معاملہ کرنا، تعلق کو پالنا اور وفاداری آپ کے اخلاق میں داخل ہیں۔ اس عاجز نے آپ کی ان خوبیوں کی بہت کچھ شان دیکھی ہے۔

خلاصہ یہ کہ آپ ان تمام اعلےٰ اخلاق سے متّصف ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں ہوتے ہیں اور جن کی وجہ سے ان میں ایسی کشش پیدا ہو جاتی ہے کہ لوگ اُن کی طرف کھنچے آتے ہیں اور ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ و کلّ ذٰلک من فضل اللہ علی الناس فالحمد للہ ربّ العلمین ؂

خاکسار

(مرزا عبد الحق)

۲۴۔ ۹۔ ۶۴

ایک دیرینہ رفیق کے تاثرات

(محترم حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب مدظلہ)

میرا پچاس سالہ مشاہدہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے بیشتر حصّہ کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ سے انتہائی درجہ کی محبت ہے اور یہ ایسی محبت ہے کہ بجُز جذبِ خاص، دوسروں کے دلوں میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ نیز جب تک محبوب کے دل میں اپنے محبّوں کے ساتھ دلی محبت نہ ہو ایسا جذب پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس آپ کا حُسنِ باطنی آپ کی قوتِ جاذبہ ہے۔ اور آپ کی اپنی جانب سے محبت جماعت کے آپ کے لئے والہانہ محبت رکھنے سے بیّن طور پر ثابت ہے ۱۹۴۴ء میں لاہور کے جلسہ مصلح موعود سے خطاب کرتے ہوئے حضور نے خود بھی فرمایا تھا کہ اگر میں اس وقت احبابِ جماعت کو اپنی جانیں قربان کر دینے کو کہہ دوں تو بلا دریغ وہ ایسا کرنے پر تیار ہو جائیں گے۔

پھر میں نے کثیر تعداد میں غیر از جماعت لوگوں کو، کیا ہندو کیا مسلمان، حضور کا بہت ادب کرتے مشاہدہ کیا

ہے۔ مشہور تھروٹ اسپیشلسٹ ڈاکٹر ابیسورتھ نے حضورؐ کے گلے کا معائینہ کیا اور علاج تجویز کیا تو فیس پیش کرنے پر لینے سے انکار کر دیا۔ اسی طرح متعدد مواقع پر اور بھی کئی ڈاکٹروں نے جن میں عیسائی، ہندو، مسلمان سبھی شامل ہیں، ہمارے اصرار کے باوجود فیس لینے سے عذر کر دیا۔

ایک سفر میں ہم سندھ سے واپس قادیان کی طرف آ رہے تھے تو لودھراں سٹیشن پر ملتان کے ایک ہندو رئیس کی نظر حضور پر پڑ گئی۔ وہ بھی اسی ٹرین میں سفر کر رہا تھا۔ اس نے دیکھتے ہی ملک عمر علی صاحب مرحوم سے جن کا وہ واقف تھا بمنت درخواست کی کہ مجھے حضرت صاحب سے ملوا دیں۔ چنانچہ ملک صاحب نے جو حضور کے ہمراہیوں میں حضور کے کمپارٹمنٹ میں ہی سفر کر رہے تھے حضور سے اجازت لیکر اس رئیس کو جس کا نام کلیان داس تھا ملاقات کے لئے حضور کے کمپارٹمنٹ میں بُلا لیا۔ ٹرین سٹیشن سے روانہ ہو گئی اور وہ ہندو حضور کی برتھ کے سامنے والی سیٹ پر بیٹھ گیا مگر خاموش بیٹھا رہا۔ حضور نے کہا فرمائیں تو دیکھا گیا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور روتے روتے ہچکی سی بندھ گئی۔ یہ کیفیت کچھ دیر تک جاری رہی اس کے بعد رئیس مذکور نے اپنا طویل قصہ یوں بیان کیا کہ بہت عرصہ ہوا میں بغداد اور کربلا وغیرہ میں قبروں کی زیارت پر گیا۔ مگر دل کو تسلی حاصل نہ ہوئی لیکن جب میں حضرت سلمان فارسیؓ کے روضہ پر گیا تو میرے دل کو تسلّی اور سرور حاصل ہوا۔ اور میری حالت نیم بیہوشی کی سی ہو گئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی چہرے والے بزرگ سامنے آ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ چار اصحاب اور ہیں۔ ان بزرگ کو دیکھ کر میرا دل بیحد خوشی اور سرور سے بھر گیا۔ بیداری کے بعد میرا دل لذت سے بھرا رہا اور جب بھی تصور غالب آتا تو وہی بزرگ مع چار اصحاب کے سامنے آجاتے۔ اب میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ میں اُس بزرگ کی تلاش کر کے اس کی زیارت کروں۔ چنانچہ میں ان علاقوں میں اور پھر ہندوستان آکر مختلف شہروں میں گھوما پھرا مگر میری مراد پُوری نہ ہوئی۔ اس واقعہ پر پانچ سال کا عرصہ گذر چکا ہے کہ آج جب میری نظر حضورِ والا پر پڑی تو میرے سامنے وہی چہرہ آگیا جو حضرت سلمان فارسیؓ کے مقبرہ پر کشف میں نظر آیا تھا۔ تب ملک عمر علی صاحب سے بمنّت آپ کی ملاقات کیلئے کہا اور میری مراد پُوری ہو گئی۔

یہ عجیب بات ہے کہ حضور کے ہمراہ اس وقت چار ہی اصحاب اس کمپارٹمنٹ میں تھے۔ یعنی صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب سلمہٗ، ملک عمر علی صاحب مرحوم، مکرمی غلام محمد صاحب اختر اور یہ عاجز حشمت اللہ۔ رئیس مذکور نے پھر کہا کہ حضور میں اب آپ کا ہی ہو گیا ہوں۔ میں اس وقت سفر سے واپس اپنے گھر کو جا رہا ہوں۔ اگر حضور فرمائیں تو میں حضورؐ کے ہمراہ ہی قادیان چلتا ہوں یا اگر اجازت فرمائیں تو گھر اطلاع دے کر کل قادیان کے لئے چل پڑوں گا۔ حضور نے ملتان ٹھہرنے کی اجازت دے دی اور وہ رئیس حسب وعدہ قادیان تیسرے دن پہنچ گیا۔ حضور نے اس کو ملاقات کا شرف بخشا۔ اور پاک کلمات فرمائے۔ تب وہ اجازت لے کر گھر واپس چلا گیا۔

۱۹۲۴ء کے سفرِ لنڈن کے دوران جہاز کا اطالوی ڈاکٹر حضور کو دیکھ کر خود بخود گرویدہ ہو گیا۔ وہ AKAI نامی ایک سوسائٹی کا بانی تھا۔ جس کے اصولوں میں سے ایک یہ اصول تھا کہ جو بھی اس سوسائٹی کا ممبر ہو گا کبھی افسردہ نظر نہ آئے گا بلکہ شگفتہ صورت نظر آئے گا۔ اس

نے حضور کی شگفتگی اور خوش خلقی اور بلند اخلاقی کو دیکھتے ہوئے آپ سے اپنی سوسائٹی کا ممبر بننے کی درخواست کی اور اس پر بڑا ہی اصرار کیا مگر حضور نے فرمایا کہ ہمیں کسی سوسائٹی کا ممبر بننے کی ضرورت نہیں۔ ہم تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے ایمان و یقین کی وجہ سے ہر آن خوش رہتے ہیں۔ تاہم وہ کئی دن کوشش میں لگا رہا اور جب بھی حضرت صاحب باہر تشریف لاتے تو دیکھنے آ جاتا۔ وہ مجھ سے بھی بے تکلف ہو گیا تھا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ جہاز کے فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے درمیانی صحن میں ہم بارہ خدام حضور کی اقتدا میں باجماعت نماز ادا کر رہے تھے۔ نماز کے ختم ہونے پر حضور مصلّے پر خدام کی طرف رُخ کر کے تشریف فرما ہوئے تو ڈاکٹر مذکور نے اس نظارہ کو کچھ فاصلہ سے بغور دیکھا اور اشارہ کر کے مجھے اپنے پاس بُلایا اور حضرت صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا

"Jesus Christ and 12 Disciples!"

یعنی یسوع مسیح اور بارہ حواری! میرے دل نے اس وقت اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا نظارہ کرتے ہوئے بڑا لُطف اُٹھایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک عیسائی کے مُنہ سے وہ بات نکلوائی جو ہم پر اس وقت خوب صادق آتی تھی کیونکہ خلیفہ کا وجود بھی مامور کا وجود ہی متصور ہوتا ہے اور پھر بارہ اصحاب کا ہم سفر ہونا بھی محض الٰہی تقدیر کا کرشمہ تھا (یہ مشابہت بھی قابل ذکر ہے کہ مسیحؑ کے حواریوں کی طرح حضور کے ان ساتھیوں میں ایک آپ کا بھائی اور ایک بعد ازاں مُرتد ہو جانیوالا شخص بھی شامل تھا۔ ایڈیٹر)

اسی سفر کا واقعہ ہے کہ جب ہم روم میں تین روز کے لئے رُکے تو حضور کے لئے آپ کی نقاہت کے پیش نظر عام کھانے کے علاوہ ایک چوزہ کا سالن تیار کروایا گیا دوپہر کے کھانے کے لئے میز پر بیٹھے تو حضور کے ساتھ خانصاحب ذوالفقار علی خاں اور یہ عاجز بھی بیٹھے تھے کیونکہ حضور والے ہوٹل میں ہم دونوں ہی مقیم تھے۔ حضور نے چوزہ کے سالن والے ڈش میں سے کچھ حصہ اپنی پلیٹ میں لے کر ڈش ہماری طرف سرکا دی۔ ہم نے سوچا کہ یہ بقیہ چوزہ حضرت میاں شریف احمد صاحب کو بھیجدیں گے۔ اس لئے ہم نے اپنی پلیٹوں میں صرف عام سالن ہی ڈالا۔ حضور نے ابھی چند لقمے ہی کھائے تھے کہ کھانا چھوڑ دیا اور ہم سے اظہارِ ناراضگی فرمایا کہ مجھے یہ ہرگز پسند نہیں کہ اپنے ساتھ بیٹھ کر کھانے والوں سے امتیاز رکھوں کہ کوئی خاص کھانا صرف میں ہی کھاؤں دوسرا کوئی ساتھی نہ کھائے۔

میرا یہ بھی مشاہدہ ہے کہ حضور نے قانون کی پابندی کی باریک سے باریک راہوں کا بھی خیال رکھا۔ مثلاً ریل پر سفر کرتے ہوئے اس امر کا خصوصیت سے جائزہ لیتے کہ کرایہ پوری شرح سے ادا ہو۔ اگر کسی بچہ کی عمر ساڑھے بارہ سال ہو گئی تو خواہ بظاہر وہ اس عمر سے چھوٹا ہی نظر آتا ہو اس کا پورا ٹکٹ خرید کروایا۔ اسی طرح حضور اکثر سیکنڈ کلاس میں ریزرو کمپارٹمنٹ میں سفر کرتے۔ جب کسی سٹیشن پر کوئی خادم کسی خدمت کی بجا آوری کے لئے حاضر ہوتا تو آپ اُسے ٹرین کے روانہ ہونے سے پہلے اپنی جگہ پر جا بیٹھنے کی تاکید فرماتے تاکہ ریلوے کے قوانین کی پوری پابندی رہے۔

اوائل ۱۹۲۱ء میں ڈاکٹر انیسورتھ ہٹروٹ سپیشلسٹ نے تبدیلی آب و ہوا کا مشورہ دیا اور تاکید کی کہ روزانہ کافی

دیر تک کسی دریا وغیرہ کے کنارہ پر بیٹھا کریں۔ مثلاً مچھلی کے شکار کا مشغلہ اختیار کر لیا کریں۔ اس غرض کے لئے حضور کشمیر تشریف لے گئے اور سرینگر ایک ہاؤس بوٹ میں رہائش رکھی۔ ساتھ ہی مچھلی کے شکار کے لئے آپ نے اپنے نام کا لائسنس بھی بنوا لیا۔ مگر سوائے ایک دن کے مچھلی پکڑنے کا شغل نہ کیا اور وہ بھی بمشکل ایک گھنٹہ۔ کچھ دنوں بعد ایک مقام گاندھر بل پر تشریف لے گئے۔ مجھے اس نالہ میں جہاں ہماری کشتی ٹھہری تھی۔ مچھلی بہت معلوم ہوئی۔ میں نے اس بناء پر کہ لائسنس تو ہمارے پاس ہے ہی، مچھلی کے لئے کنڈی ڈال دی اور دو چھوٹی مچھلیاں پکڑ لیں۔ حضور نے مجھے تو کچھ نہ بتلایا۔ مگر میرے نام کا لائسنس منگوا کر چپکے سے میرے کوٹ کی جیب میں رکھوا دیا۔ جب اگلے روز میں نے کنڈی ڈالی تو حضور نے میرے پاس سید محمود اللہ شاہ صاحب مرحوم کو جو اس سفر میں بطور پرائیویٹ سکرٹری ہمراہ گئے تھے، میرے پاس باز پرسی کے لئے بھیجا کہ آپ بغیر لائسنس کے مچھلی پکڑ رہے ہیں۔ میں نے کہا حضور کا لائسنس جو ہے اور مچھلی بھی میں حضور کے لئے پکڑ رہا ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ حضور کے لائسنس پر آپ کو تو مچھلی پکڑنے کا حق نہیں ہے۔ پھر ذرا وقفہ سے کہا کہ آپ یونہی کہتے ہیں کہ آپ کا لائسنس نہیں ہے ذرا جیب میں تو دیکھیں میں نے نہ معلوم کیوں جیب میں ہاتھ ڈالا اور میں حیران ہوا۔ کہ جیب سے میرے نام کا لائسنس نکل آیا۔ اس وقت میں سمجھ گیا کہ میرے کنڈی ڈالنے کو حضور نے قانون کے خلاف جانا۔ اور مخفی طور پر اسی وقت میرے نام کا لائسنس خرید۔۔ کر لطیفہ سنجی کے لئے چپکے سے میرے کوٹ کی جیب میں ڈلوا دیا اور مجھ سے جواب طلبی شروع کر دی۔

غرض بڑے لطیف رنگ میں حضور نے مجھے قانون کی خلاف ورزی پر تنبیہہ فرما دی اور میرے احساسات کا بھی پورا خیال رکھا۔

محمد آباد اسٹیٹ سندھ میں ایک دفعہ ایک مقامی کارکن نے حضور کی خدمت میں لطیفہ کے رنگ میں بیان کیا کہ فلاں کارکن ایک دن کہہ رہا تھا کہ "یار و جب حضرت ناراض ہوتے ہیں تو مجھے بہت مزہ آتا ہے" یہ بظاہر بڑی نرالی بات ہے لیکن بغور دیکھا جائے تو یہ حضور کے "دل کا حلیم" ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ یعنی حضور خفا تو ہوتے ہیں اور غصہ کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ لیکن کوئی سخت سزا نہیں دیتے بلکہ جلد معاف کر دیتے ہیں اور دلجوئی کرنے لگتے ہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ پیار کرنے لگتے ہیں۔

حضور کے علم کی سب سے بڑی مثال تو یہی ہے کہ یہ خاکسار ایک کم فہم اور بے ہنر سا آدمی ہے اور بظاہر حضور کا طبّی خادم بھی ہے اور حضور کی نازک طبعی کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور بیماری کے دنوں میں ہر ایک بیمار کی طبیعت چڑچڑی بھی ہو جاتی ہے اور یہ عاجز اس امر کا اعتراف کرتا ہے کہ مجھ سے کوتاہیاں بھی ہو جاتی رہی ہیں۔ لیکن ان سب باتوں کو آپ نے برداشت کئے رکھا اور مجھے اپنے سے دور نہیں کیا۔ آج اس پر چھیالیس (۴۶) سال کا عرصہ گذر رہا ہے۔

جماعت سے توقع

قاتلانہ حملہ کے بعد حضور نے جماعت کے نام جو پیغام دیا، اس میں فرماتے ہیں:۔

"میں ہمیشہ آپ سے اپنی بیویوں اور بچوں سے زیادہ محبت کرتا رہا ہوں اور اسلام اور احمدیت کی خاطر اپنے ہر قریبی اور ہر عزیز کو قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہا ہوں میں آپ سے اور آپ کی آنے والی نسلوں سے بھی یہی توقع رکھتا ہوں" (المصلح کراچی ۱۲ ۳/۵۴)

دیارِ غیر کے احمدیوں کی حضور سے محبت و عقیدت

(محترم جناب نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جماعتِ مبائعین کے افراد کو جو والہانہ محبت ہے غیر بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ پاکستان میں تو اس محبت کے نظاروں کی بہتات ہے ہی، لیکن بیرونی ممالک میں کام کرنے والے مبلغین کا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے نہ کبھی حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو بالمشافہ دیکھا ہے اور نہ کبھی حضور پُرنور کی دلکش آواز سُنی ہے وہ بھی حضور پر اسی طرح فریفتہ ہیں جس طرح وہ لوگ جنہیں حضور کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دُنیا کے بہت سے ملکوں کی احمدیہ جماعتیں دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کی جماعتیں میں نے دیکھی ہیں۔ سوڈان کے احمدیوں سے میں ملا ہوں۔ یوروپ کی بعض جماعتیں میں نے دیکھی ہیں۔ اور مغربی افریقہ کے مختلف ممالک میں اپنی جماعت کے متعدد افراد سے میں ملا ہوں میں جہاں بھی گیا ہوں۔ میں نے احمدیہ جماعت کے افراد کو سیّدنا حضرت امیرالمومنین کی محبت میں سرشار پایا ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ نہ صرف یہ کہ اللہ تعالےٰ کی وحی میں حضور کا مقام بہت بلند بیان ہوا ہے بلکہ لوگوں نے حضور کے عظیم الشان کارناموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور حضور کی دُعا کی قبولیت کے نشانوں کو اپنی ذات میں تجربہ کر کے پایا ہے۔ دنیا میں کوئی ایک بھی تو ملک ایسا نہیں ہے جہاں کے احمدیوں نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی دُعاؤں کی قبولیت سے فیض نہیں پایا۔ لوگوں نے اپنی زندگیاں بدلتی دیکھی ہیں۔ بگڑے کام سنورتے دیکھے ہیں بے اولادوں نے اولاد کی نعمت حاصل کی ہے۔ بیروزگار روزگار سے متمتع ہوئے ہیں۔ مقدمات میں پھنسے ہوئے لوگ مقدمات سے رہا ہوئے ہیں۔ غرضکہ ہر قسم کی ضرورت کے لئے لوگوں نے دعائیں کروائی ہیں اور ہر قسم کی ضروریات کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضور پُرنور کی دعائیں سُنی ہیں اور لوگوں کو تسکین عطا فرمائی ہے۔

میں نے مغربی افریقہ میں جو بیس (۲۰) سال کے قریب گذارے ہیں اس دوران جہاں اور باتوں سے مجھے ازدیادِ ایمان حاصل ہوا وہاں یہ بات بھی میرے ایمان کی تقویت کا باعث بنتی رہی کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی بیعت ہمارے ذریعہ کی ہے اور جنہوں نے حضور کو نہ دیکھا نہ کبھی حضور سے بات کی، ان کو حضور سے ایسی والہانہ محبت ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ مغربی افریقہ میں آپ کہیں چلے جائیے وہاں کے احمدی سب سے پہلے آپ سے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے متعلق پوچھیں گے اور بلند آواز سے حضور کی کامل صحت اور لمبی زندگی کے لئے دعائیں کریں گے۔ صحت کے

متعلق سوال کے معاً بعد کامل صحت کے لئے دعا کا یہ انداز اتنا دلکش ہوتا ہے کہ اس سے ایک خاص ایمانی لذت حاصل ہوتی ہے۔

وہاں کے باشندوں کا یہی جذبۂ محبت تھا جو الحاج حسن عطا کو غانا کے ملک سے کشاں کشاں ربوہ لے آیا تھا۔ جب حضور بغرض علاج یوروپ تشریف لے گئے تھے تو ہماری نائیجیریا کی جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب Mr. S. O. BAKARE نے اپنا مکان گروی رکھ کر حضور کے علاج کے لئے ایک اچھی خاصی رقم حضور کی خدمت میں پیش کی تھی (یہ رقوم قرضہ کے طور پر لی گئی تھیں اور کچھ عرصہ کے بعد واپس کر دی گئی تھیں) لیکن انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جب مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا کہ حضور کی عیادت کے لئے کسی دوست کو انگلستان بھیجنا چاہیئے۔ تو انہوں نے اس سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر مدد دی اور جماعت نائیجیریا نے Mr. A. G. KUKU کو نائیجیریا سے بذریعہ ہوائی جہاز انگلستان حضور کی عیادت کے لئے بھجوایا۔ مسٹر کوکو نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص کا وہ نمونہ دکھایا کہ حضور پُرنور نے واپسی پر متعدد بار خطبات جمعہ میں اُن کا ذکر فرمایا۔ مسٹر کوکو اب ہمیشہ فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ اُن پر اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے فضلوں میں سے ایک خاص فضل یہ بھی ہے کہ وہ پہلے نائیجیرین ہیں جنہوں نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس واقعہ کو وہ حاصلِ زندگی سمجھتے ہیں اور ان چند دنوں کا جو انہوں نے حضرت کی معیت میں لندن میں گذارے تھے نہایت محبت سے ذکر کرتے ہیں۔ اب اُن کی (اور پریذیڈنٹ مسٹر ایس۔ او۔ بکری کی بھی) یہ خواہش ہے کہ وہ ربوہ آئیں اور یہاں حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کریں۔

چند ہی روز ہوئے مجھے نائیجیریا سے ایک دوست کا خط ملا ہے۔ یہ صاحب جن کا نام عبدالرشید K. FRIMPONG ہے اور جو دراصل غانا کے ہیں لیکن اپنے تبلیغی ذوق کی تشنگی بجھانے کے لئے مزید تعلیم کیلئے نائیجیریا آئے تھے۔ انہوں نے لکھا ہے:۔

"میں نہایت ادب سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ آپ جب بھی حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملیں تو میری طرف سے حضور کے ساتھ مصافحہ کر کے میرے جذباتِ تشکر کا ہدیہ پیش کریں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو بہت سالوں تک زندہ و سلامت رکھے تا آپ اپنے اس اہم کام کو جاری رکھ سکیں جس سے حضور ہماری مدد فرماتے ہیں"

مغربی افریقہ کی عورتیں بھی عقیدت کے لحاظ سے مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ ہماری ایک احمدی بہن الحاجہ عائشہ اجیبڈے تو غالباً عنقریب ہی ربوہ آکر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زیارت کا شرف حاصل کریں گی۔ سب کی سب بہنیں حضور کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہتی ہیں۔ ہم جب پاکستان واپس آنے والے تھے تو لجنہ اماء اللہ نے میری اہلیہ کو ایک سپاسنامہ پیش کیا جس میں لجنہ کی ممبرات نے دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی تحریر کیا

"ہم نہایت عاجزی کے ساتھ آپ سے درخواست کرتی ہیں کہ آپ ہمارا انتہائی محبت اور اخلاص بھرا اسلام ہمارے مقدس آقا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کو پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت

کامل عطا فرمائے اور لمبی عمر دے۔ آمین۔"

اس سلسلہ میں باتیں تو بہت سی لکھنے والی ہیں لیکن اس مختصر مضمون کو یہیں ختم کرتے ہوئے قارئین خالد سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مغربی افریقہ اور دیگر ممالک کے احمدیوں کے ایمان اور اخلاص میں برکت عطا کرے۔ اور ان کے ایمان اور اخلاص کا انہیں بیش بہا اجر عطا فرمائے۔ آمین +

"نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں"

(محترم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر دیوان ربوہ)

۱۹۴۵ء کے آخری ایام کا ذکر ہے کہ میں لاہور میں راشننگ آفیسر کے طور پر کام کر رہا تھا۔ میرا ایک بہت بالا انگریز افسر اپنی بعض کمزوریوں کی وجہ سے مجھ سے ناراض رہنے لگا اور مجھے خواہ مخواہ تنگ کرنا شروع کر دیا۔ میں اس صورتِ حال سے بہر حال پریشان تھا۔ انہی دنوں جلسہ سالانہ کے ایام آگئے اور میں رخصت لیکر قادیان چلا گیا۔ جلسہ کے آخری دن عین جلسہ کی کارروائی کے دوران مجھے اسی افسر کی طرف سے تار ملا کہ میں فوراً لاہور آکر اس سے ملوں۔ چنانچہ میں حضور کی اجازت سے لاہور چلا آیا۔ مجھے خوب اندازہ تھا کہ یہ افسر محض شرارت کے طور پر مجھے بلا رہا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ مجھے پریشان کیا جائے اور میں اپنے مذہبی اجتماع سے یکسوئی کے ساتھ فائدہ نہ اٹھا سکوں۔ چنانچہ بالکل ایسا ہی پایا۔ کیونکہ میں جب اس افسر سے ملا تو اس نے مجھے یہی کہا کہ نہیں نہیں اختر! کوئی خاص بات نہیں تھی" طبعاً مجھے اس سے بہت تکلیف ہوئی۔ تاہم میں فوری طور پر قادیان واپس آ گیا اور حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ محض مجھے تنگ کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا ہے۔

پھر جب میں یکم جنوری کو جلسہ سالانہ کی مصروفیات سے فارغ ہو کر لاہور واپس پہنچا تو نئے سال کی مبارکباد کہنے کی غرض سے جہاں میں اپنے دوسرے دوستوں اور افسروں وغیرہ کے ہاں گیا اس مذکور افسر کے ہاں بھی گیا اور اسے نئے سال کی مبارکباد دی۔ لیکن وہ بجائے خیر مبارک کے الفاظ کہنے کے بولا کہ تمہارے لئے تو یہ سال مبارک نہ ہوگا۔ میں نے فوراً کہا کہ جناب یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کیلئے کوئی سال بہتر ہے یا نہیں۔ یہ کہہ کر میں واپس آگیا۔ اور اس واقعہ کا میری طبیعت پر بہرحال اثر تھا۔

اس کے چند روز بعد یعنی ۶ جنوری کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا لاہور آنے کا پروگرام تھا۔ خاکسار جماعت کے چند اور دوستوں کے ساتھ پیشوائی کے لئے امرتسر سٹیشن پر پہنچا۔ ابھی ہم حضور کے ڈبہ کی طرف جا ہی رہے تھے کہ حضور پُر نور کی نگاہِ شفقت ہم لوگوں پر پڑ گئی اور خود میں نے اور دوسرے دوستوں نے بھی محسوس کیا کہ ایک خاص توجہ کے ساتھ حضور کی نگاہِ مبارک خاکسار پر مسلسل پڑ رہی ہے۔ جب میں حضور کے قریب گیا اور السلام علیکم عرض کیا تو چونکہ حضور کو میرے اس افسر کے رویّہ کے متعلق علم تھا اس لئے حضور نے سب سے پہلے یہی دریافت کیا کہ تمہارا وہ افسر کیا کہتا ہے۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ حضور بس تنگ کرنے پر تُلا ہوا ہے۔ اس کے بعد حضور نے سکوت اختیار فرمایا اور گاڑی چل پڑی۔ اگلے

سٹیشن پر میں پھر حضور کی کھڑکی کے پاس گیا تو پھر آپ نے اسی طرح دریافت فرمایا کہ تمہارا وہ افسر کیا کہتا ہے۔ میرا جواب پھر وہی تھا جو پہلے تھا۔ عجیب بات ہے کہ لاہور تک قریباً ہر سٹیشن پر جہاں گاڑی رُکی اور میں حضور کے پاس گیا آپ اسی طرح پوچھتے رہے اور میں جواب عرض کرتا رہا حتّیٰ کہ میرے ساتھیوں میں سے بعض نے کہا کہ لو اب تمہارے اس افسر کی خیر نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں میں اوّل ایک بالا افسر نے میرے معاملہ کو سمجھ کر میری خواہش کے مطابق میرا تبادلہ فیروزپور کر دیا جہاں میں اس افسر کی دسترس سے محفوظ تھا۔ دوسرے اس کے ساتھ ہی اس افسر کو اس کے اصل منصب سے تبدیل کر کے ایک بالکل برائے نام ڈیوٹی دیدی گئی۔ اس کے ساتھ ہی اسے بہت مالی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ اس کی بیوی بھی اس سے ناراض ہو کر اسے چھوڑ گئی۔ بالآخر دل برداشتہ ہو کر وہ خود ہی استعفیٰ دے کر ملک سے باہر چلا گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر لحاظ سے مجھے اس کے شر سے محفوظ کرنے کے سامان فرما دیئے۔

بظاہر یہ ایک ذاتی اور معمولی سا واقعہ ہے لیکن میں آج تک اس یقین پر قائم ہوں کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور حضور پُرنور کی اس توجہ کا نتیجہ تھا جو حضور امرتسر سے لاہور تک کے سفر میں میرے حال پر شفقت و محبت کے ساتھ فرماتے رہے اور جسے میرے ساتھیوں نے بھی بخوبی محسوس کیا تھا۔

"گفتۂ او گفتۂ اللہ بود"

(محترم میجر ڈاکٹر شاہ نواز خاں صاحب ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے پاکباز بندوں کی زبان سے نکلی ہوئی بات بعض دفعہ پیشگوئی کا رنگ پکڑ لیتی ہے اور یہ اپنے بندوں پر خدا تعالیٰ کا خاص احسان ہوتا ہے کہ وہ پہلے اپنے بندہ کو غیب کی کوئی خبر دیتا ہے اور پھر اسے اپنی قدرت سے پوری بھی کر دیتا ہے۔ اس ضمن میں دو واقعات پیش ہیں۔

(۱)

۱۹۴۶ء میں عاجز جاپان میں مقیم تھا۔ اور فوج میں کیپٹن تھا۔ لیکن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک مجلس میں اپنے ایک رویا کے تعلق میں میرے والد صاحب مرحوم چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی رضی کا نام لیا اور تعارف کے طور پر فرمایا " یعنی میجر ڈاکٹر شاہنواز صاحب کے والد مرحوم " حالانکہ عاجز اس وقت کیپٹن تھا۔ جنگ ختم ہو چکی تھی اور ایمرجنسی کمیشن کے ختم ہو جانے کا قوی امکان تھا۔ مگر حضور کی زبان سے میجر کا رینک کہلوایا گیا۔ جو ایک پیشگوئی تھی جو ۱۹۵۲ء میں آ کر پوری ہوئی کہ سخت ناموافق حالات میں عاجز کو دوبارہ کمیشن ملا اور ترقی کے امتحان وغیرہ کی

روکیں اللہ تعالیٰ نے دُور کردیں۔ عاجز کو زندہ رکھا۔ تقسیم ملک ہوئی۔ باوجود بینائی کی کمزوری کے میڈیکل بورڈ نے پاس کردیا۔ غرضکہ بیسیوں اسباب تھے جن پر کسی انسان کو کنٹرول نہیں ہوسکتا وہ سب مولا کریم نے پیدا کئے تا اس کے مقبول بندہ کے منہ کا قول پورا کرے۔ چنانچہ حضور کے اس قول پر میرے بعض عزیزوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اب آپ میجر ہوکر ہی رہیں گے۔

(۲)

۱۹۴۹-۵۰ء کی بات ہے۔ حضور ایدہ اللہ کوئٹہ میں تشریف فرما تھے۔ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سے ایک دن آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا ڈاکٹر شاہنواز صاحب کی تنخواہ ایک ہزار روپیہ ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ حضور پختہ معلوم نہیں۔ وہ سینئر کیپٹن ہیں۔ ۷۰۰ سے زیادہ نہ ہوگی واقعی اس وقت عاجز کی تنخواہ ۷۰۰ ہی تھی۔ ۱۹۵۲ء میں جب میں میجر ہوا تو مہنگائی الاونس ملا کر بھی ۹۷۵ روپے بنتے تھے۔ جس میں کسی اضافہ کی بظاہر امید نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پاک بندے کا قول پورا کرنے کے لئے تمام فوجی افسروں کو ۲۵/- روپے کا خاص الاؤنس دلوایا اور اس طرح میری تنخواہ پورے ایک ہزار روپے ہوگئی۔ فالحمد للہ۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

"خوشی کی چند گھڑیاں"

گذاری ہیں خوشی کی چند گھڑیاں　　———　　انہی کی یاد میری زندگی ہے

(محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے)

۱۹۴۳ء میں خاکسار نے ایم۔اے پاس کیا۔ اسی سال جولائی اگست کے مہینوں میں مجھے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے ہمراہ ڈلہوزی پہاڑ پر جانے کا شرف حاصل ہوا۔ ڈلہوزی کے اس قیام کے دوران مجھے حضور انور کو بہت قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اکثر سیروں میں حضور کی معیت اور قرب سے لطف اندوز ہوتا۔ وہ زمانہ میری زندگی کا رُوحانی مسرتوں سے معمور زمانہ تھا۔ جس کی یاد آج بھی دل میں گدگدی پیدا کرتی ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوا کہ سیر کے بعض حصوں میں صرف یہ خاکسار ہی حضور کی خدمت میں ہوتا۔ جی بھر کر سوالات کرتا۔ اور حضور بڑی ہی خندہ پیشانی سے جوابات سے نوازتے۔ یہ حضور کی ذرہ نوازی تھی کہ حضور ہر معاملے میں نوجوانوں کی

حوصلہ افزائی فرماتے۔ ان کے معاملات میں ذاتی دلچسپی لیتے۔ ان حسین یادوں کو تازہ کرنے کے لئے بعض باتیں سپرد قلم کرتا ہوں۔

ایک موقعہ پر علم النفس اور اس کے ماہرین کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ خاکسار کو چونکہ علم النفس سے بہت دلچسپی رہی ہے۔ اس لئے حسب عادت سوالات کی بھرمار کر دی۔ حضور اقدس ڈلہوزی کی ایک چوٹی 'دیان کنڈ' کی طرف جاتے ہوئے قافلے سمیت چڑھائی پر چڑھ رہے تھے۔ سانس پھول رہا تھا۔ مگر میں اپنے سوالات کا جواب حاصل کرنے میں اس قدر بے تاب کہ سوال پر سوال کئے جاتا تھا۔ آج جب میں اپنی اس نازیبا حرکت کو سوچتا ہوں تو سخت شرمندہ ہوتا ہوں کہ حضور اقدس کی کوفت اور سانس پھولنے کو فراموش کرتے ہوئے اپنی دُھن میں ہی مگن تھا۔ کچھ عرصہ تو حضور باوجود ایسی حالت کے جواب دیتے رہے۔ آخر جب چڑھائی زیادہ سخت ہو گئی اور خاکسار سوالات سے باز نہ آیا تو فرمایا۔ بھاڑ میں جائے تمہارا ڈاکٹر فرائیڈ۔ میرا سانس تو ٹھیک ہو لینے دو۔ بس کچھ اسی مفہوم کے الفاظ تھے ــــــ تب مجھے اپنی گستاخی کا احساس ہوا۔ مگر ساتھ ہی حضور کی شفقت کا بھی احساس ہوا کہ اتنی دیر تک حضور سانس پھولنے کی حالت میں بھی اس ذرۂ ناچیز کے سوالات کے جواب دیتے رہے۔

ایک اور موقعہ پر اغلباً چمبہ جاتے ہوئے خاکسار حضور کے ساتھ تھا۔ پہاڑی چڑھائی پر چڑھ رہے تھے حضور نے فرمایا کہ ذرا بیٹھ کر دم لیتے ہیں۔ خاکسار نے جھٹ اپنا برساتی کوٹ ایک جگہ بچھا دیا۔ حضور اس پر تشریف فرما ہو گئے۔ خاکسار حضور کے پاؤں دبانے لگا۔ خواہش اور ارمان یہی تھا کہ بس حضور یہاں بیٹھے رہیں اور میں پاؤں دباتا ہی رہوں اور حضور کی میٹھی میٹھی باتیں سُنتا ہی رہوں اور خدا کرے باقی احباب بہت دیر میں پہنچیں۔ بس میں اکیلا ہی حضور کے پاؤں دباتا رہوں ــــــ بالکل بچوں جیسے ارمان ــــــ خیر کچھ عرصہ کے بعد بقیہ احباب بھی پیچھے سے آ پہنچے۔ تب حضور آگے کی طرف چل پڑے۔

کبھی سفروں میں حضور گھوڑے پر بھی سوار ہوتے اور ہم لوگ ساتھ پیدل ہمرکاب ہوتے تھے۔ اور مسلسل حضور سے باتیں کرتے چلے جاتے۔

ایک موقعہ پر "بکروٹہ راؤنڈ" پر حضور سیر کر رہے تھے کہ اخروٹ بیچنے والے پہاڑی لوگ پاس سے گذرے۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ کچھ اخروٹ لوں۔ حضور سمجھ گئے کہ یہ اخروٹ لینا چاہتا ہے۔ فرمایا۔ بشارت اخروٹ لوگے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ جی حضور۔ فوراً واسکٹ کی جیب سے ریزگاری نکالی اور مجھے اور ساتھ بعض بچوں کو اخروٹ لے دیئے۔ جن سے ہماری جیبیں بھر گئیں۔ میں نے ایک طرف ہٹ کر ایک پتھر پر کچھ اخروٹ فوراً ہی توڑے، اور اُن کی گری نکالی اور ہتھیلی پر رکھ کر لے آیا اور حضور کے سامنے کی کہ حضور کھائیں۔ حضور نے مجھے گھُور کر دیکھا اور فرمایا۔ میں اس طرح باہر چیزیں نہیں کھایا کرتا۔ تم کھاؤ۔ مجھے اپنی اس گستاخی پر پھر بڑی شرمندگی ہوئی کہ یہ حرکت کیوں کی۔

ایک موقعہ پر "کھجیار" میں حضور نے رات کا قیام کیا۔ خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ میں خانساماں کو کھانا تیار کرنے

کا آرڈر دوں اور فرمایا کہ مینو مجھے دکھلا لینا۔ میں نے خانساماں سے پوچھا کہ کیا مینو ہوگا۔ اس نے کئی چیزیں لکھوائیں اور آخر میں لکھوایا کہ ایک ایک ڈش پوٹین کی ہوگی۔ اس سے دراصل حلوہ (Pudding) مراد تھی۔ خاکسار نے سمجھا کہ پوٹین کوئی خاص قسم کی لذیذ ڈش ہوگی ورنہ Pudding بمعنی حلوہ کو تو خاکسار جانتا ہی تھا۔ خیر میں نے مینو میں پانچویں چھٹے نمبر پر "پوٹین" لکھ دیا۔ اور پوٹین شیشہ جوڑنے کے مصالح کو کہا جاتا ہے۔ جب میں نے وہ مینو حضور کے سامنے پیش کیا تو کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ فرمایا اچھا تو ہمیں پوٹین بھی کھلاؤ گے۔ احباب بھی جمع ہو گئے۔ حضور نے سب کو یہ لطیفہ سنایا۔ کئی دن تک میرا خوب ہی مذاق بنا رہا۔

اُن دنوں خاکسار نے ایک اعلیٰ سرکاری ملازمت کے لئے کوشش کی تھی۔ انٹرویو میں لے لیا گیا تھا۔ طبی معائنے میں دل میں کچھ نقص ثابت ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ دل میں بعض غیر معمولی Murmurs ہیں یعنی وہ Systolic Murmurs کہتے تھے مجھے کہا گیا کہ اس کا علاج کروا کے تین ماہ کے بعد آ کر پھر طبی معائنہ کرواؤ۔ حضور انور نے محترم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کو ہدایت فرمائی کہ ڈاکٹر صاحب بشارت کا علاج کریں اگر واپسی پر اس کے دل میں نقص قائم رہا تو آپ ذمہ دار ہوں گے اب کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے شکنجے میں جکڑ لیا۔ حکم ہوا کہ بس دن رات بستر پر لیٹے رہو۔ حرکت نہ کرو۔ یہ نہ کرو اور وہ نہ کرو۔ میں سخت گھبرایا کہ یہ کیسا علاج ہونے لگا ہے۔ کیا میں پہاڑ پر بستر پر لیٹنے کے لئے آیا تھا۔ مگر ڈاکٹر صاحب کا آرڈر تھا، چون و چرا مشکل۔ ذرا تعمیل ارشاد میں غفلت تو ڈاکٹر صاحب خفا ہوتے کہ میاں پھر میں تمہارے علاج کا ذمہ دار نہیں ہوں۔

مگر میں اس طریق علاج سے بہت تنگ ہوا۔ آخر ایک تدبیر سوچی۔ ہم سب لوگ حضور کے ہمرکاب اہل قافلہ اوپر کی طرف ایک کوٹھی "نادر زینت" میں رہتے تھے حضور مع اہل بیت نیچے کی طرف ایک کوٹھی "امرولا" میں قیام پذیر تھے۔ شام کو ۴ بجے کے قریب حضور گھر سے باہر تشریف لا کر سیر کے لئے جایا کرتے تھے۔ خاکسار عین ۴ بجے "امرولا" کے گیٹ پر جا کر حضور کی پیشوائی کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اس وقت کوئی دوسرا شخص ابھی نہیں پہنچا تھا۔ نہ کوئی پہرہ دار، نہ محترم درد صاحب جو پرائیویٹ سکرٹری تھے۔ بس خاکسار وہاں اکیلا ہی تھا کہ اچانک حضور باہر تشریف لے آئے۔ باہر سڑک پر پیشوائی کے لئے میں اکیلا ہی تھا۔ خیر حضور باہر تشریف لائے اور سڑک پر اُوپر چڑھائی کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ حضور طبعاً یہ سمجھتے تھے کہ میں حضور کی خدمت میں ساتھ ساتھ رہوں گا خصوصاً جبکہ اور کوئی شخص ساتھ نہیں۔ مگر میں تو کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔ حضور دو تین قدم اوپر کی طرف چلے گئے اور میں اپنی جگہ پر ہی جما رہا اور ذرا نہ ہلا۔ یکدم حضور نے مُڑ کر دیکھا اور حیران ہو کر پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ میرے ساتھ کیوں نہیں آتے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ہی نے تو مجھے ڈاکٹر صاحب کے سپرد کر دیا ہے۔ اُن کا آرڈر ہے کہ بالکل حرکت نہیں کرنی، نہ سیر کرنی ہے۔ بس لیٹے ہی رہو یا بس گھر کے ارد گرد کچھ چل پھر لو۔ سیر کو نہیں جا سکتے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب یُونہی کرتے ہیں۔ پہاڑ پر آ کر اگر سیر نہیں

کرنی تو اور کیا کرنا ہے۔ ادھر آؤ اور میرے ساتھ چلو
اور صبح اٹھ کر سامنے پہاڑی کا round دوڑ کر کیا کرو۔
تمہارا دم بھی پکے۔ مجھے اسی ارشاد کی خواہش تھی کہ بس حضور
ڈاکٹر صاحب کے حکم کو cancel کر دیں۔ سو ایسا ہی
ہوا اور خاکسار بڑی خوشی خوشی حضور کے ساتھ سیر کو چل
پڑا۔ آگے چل کر سیر میں محترم ڈاکٹر صاحب بھی مل گئے۔ مجھے
دیکھ کر چیں بجبیں ہوئے۔ میں نے کہا کہ حضور کا حکم تھا کہ سیر
کو ساتھ چلو، میں آگیا۔ میں نے زور سے ذرا بلند آواز سے
کہا کہ حضور بھی سن لیں۔ حضور نے میری تصدیق کی اور فرمایا
کہ ڈاکٹر صاحب اس سے روزانہ دوڑ لگوایا کریں (مفہوماً)
میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ یہی میں چاہتا تھا

نمازوں میں بعض اوقات حضور کے بالکل ساتھ کھڑا
ہوتا۔ حضور کے قرب اور معیت کے احساس کی وجہ سے
یوں معلوم ہوتا کہ آسمان کی طرف پرواز کر رہا ہوں۔ بس کچھ ایسی
پُرمسرت حالت تھی کہ اسے الفاظ کا جامہ پہنانا میرے بس
میں نہیں۔

انہی دنوں حضور نے صاحبزادگان کو ایک دن رات
کے لئے "کھجیار" کے پُرفضا مقام میں جا کر قیام کرنے اور
سیر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مجھے حضور کی طرف سے
یہ ارشاد موصول ہوا:-

بشارت صاحب۔ آپ کل عزیزان خلیل احمد،
رفیع احمد، وسیم احمد، حفیظ احمد، طاہر احمد،
انور احمد اور کریم بخش (ڈاکٹر کریم بخش صاحب
منہاس) کو "کھجیار" لے جائیں۔ آپ
ان کے امیر ہوں گے۔ ایک دن رات
وہاں ٹھہر سکتے ہیں۔ اخراجات کیلئے ۶۰
روپے آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ مزید ۲۰ روپے
کسی ہنگامی ضرورت کے لئے۔ اور مزید
۲۰ روپے اگر چنبہ سے راجہ گلاب سنگھ
امر سنگھ آجائیں تو ان کی مہمانی کے لئے
بڑی پارٹی کا فرض ہوتا ہے کہ چھوٹی پارٹی
کی مہمانی کرے۔ اگرچہ "کھجیار" ان کی ریاست
میں ہے مگر یہ مہمانی آپ نے کرنی ہے نہ
کہ انہوں نے۔

گویا خاکسار کو کل ۱۰۰ روپے حضور کی طرف سے موصول ہوئے۔
صاحبزادگان مجھ سے پوچھتے کہ ابا جان نے آپ کو کتنے روپے
دیئے ہیں۔ میں کہتا کہ ساٹھ روپے۔ کیونکہ اگر میں ساری تفصیل
بتا دیتا تو انہوں نے کسی نہ کسی بہانے سے مجھ سے ساری
رقم خرچ کروا دینی تھی اور میں ڈرتا تھا کہ کہیں فضول خرچی نہ
ہو جائے۔ 'کھجیار' سے واپسی پر ایک پستہ قد بونا بخشیش
مانگتا ہوا ہمارے پیچھے دوڑا۔ میرے پاس ٹوٹے ہوئے روپے
نہ تھے۔ دس روپے کا نوٹ میں اس بونے کو دے نہ سکتا
تھا۔ اسی وقت میں نے صاحبزادگان میں سے ایک سے اغلباً
میاں رفیع احمد صاحب سے ایک روپیہ قرض لے کر بونے کو
دے دیا کہ وہ پیچھا چھوڑے۔ ڈلہوزی آکر وہ روپیہ واپس
کر دیا۔ واپس آکر جو میں نے حضور کی خدمت میں اخراجات
کا حساب پیش کیا اس کے آخر میں بونے والے ایک روپیہ
کا بھی تذکرہ تھا اور لکھا کہ "ایک روپیہ بونے کو دینا پڑا"

اب اس فقرہ پر حضور نے میرا مذاق بنا لیا اور کئی مجلسوں میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ مثلاً فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ بوٹے نے بشارت کو زمین پر گرا لیا اور اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور گلا دبا لیا اور جب تک ایک روپیہ نکلوا نہ لیا نہ چھوڑا۔

حضور کی مجالس جہاں تقدس، روحانیت اور اخلاق کا مرقع ہوتی تھیں وہاں زندہ دلی کا رنگ بھی لئے ہوتیں۔ اپنے دوستوں اور خدام سے اکثر پاکیزہ مذاق فرماتے کہ مجلس کشتِ زعفران بن جاتی۔ چنانچہ عموماً محترم ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحب سے یہ زندہ دلی ہوتی۔

ایک دفعہ خاکسار اور مکرم مولوی نور الحق صاحب (جو اس زمانہ میں ابھی ابو المنیر نہیں بنے تھے) چند اور دوستوں کے ہمراہ رادھا سوامیوں کے گورو سردار ساون سنگھ صاحب کے درس میں شامل ہوئے۔ وہاں گورو صاحب سے ہماری کچھ اس طرح تکرار ہو گئی کہ گورو صاحب نے حضور کی خدمت میں ہماری شکایت کر دی۔ اگلا دن جمعہ کا دن تھا۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں اس کا تذکرہ کر دیا اور ہمیں ڈانٹ پلائی کہ آپ کا کیا حق تھا کہ ایک جماعت کے گورو کے درس میں جا کر اس طرح تکرار کرتے اگر کوئی میرے درس میں آکر اس طرح بولے تو کیا تم اچھا سمجھو گے وغیرہ وغیرہ۔ جمعہ کے بعد مولوی نور الحق صاحب کہنے لگے کہ یہ تو خطبہ تھا اب بعد میں جو ہماری شامت آئے گی وہ دیکھنا۔ اور تمہیں تو شاید کچھ نہ کہیں میری انہوں نے اب خوب گت بنانی ہے۔ میں نے کہا مولوی صاحب آپ بالکل فکر نہ کریں۔ جب حضور اب یہ بات شروع کریں، آپ مجھے بولنے دیں۔ میں پھر معاملہ سنبھال لوں گا۔

ایسا ہی ہوا۔ جمعہ کے بعد جب کمرے کے سب دوست باہر نکلے تو حضور نے غصے کے لہجے میں مولوی نور الحق صاحب کو پکارا کہ مولوی صاحب آخر آپ کو کیا خیال آیا؟ کہ آپ نے اُن کا درس خراب کیا۔ مولوی صاحب نے مجھے آگے کر دیا۔ میں نے کہا کہ حضور پہلے ساری بات سُن لیں۔ انہوں نے اپنے درس میں اسلام پر اعتراضات کئے اور انبیاء کے متعلق توہین آمیز الفاظ بولے۔ ہم نے اس کا جواب دینا چاہا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ اُٹھ آتے اور پھر ذرا غصے میں آنے لگے تو میں نے پھر عرض کیا کہ حضور پہلے ساری بات سُن لیں۔ فرمایا۔ اچھا سُناؤ۔ میں نے سارا قصہ ایسے رنگ میں بیان کیا کہ حضور بے اختیار ہنس پڑے اور سارا غصہ کافور ہو گیا۔ اور فرمایا کہ نہیں آئندہ ایسا نہیں کرنا۔ احتیاط کیا کرو۔

اس تھوڑے سے عرصے میں جو میں حضور کے قریب رہا۔ میں نے حضور کو بہترین مربی، معلم اور بہترین امام پایا جو اپنے خدام پر بے مثال رعب بھی رکھتا ہو اور ساتھ ہی اس نے بُری طرح سے محبت کی زنجیروں میں بھی انہیں جکڑا ہوا ہو۔ حضور کی ناراضگی کا ذرا سا خیال بھی ہماری تمام خوشی کو پامال کر دیتا تھا۔ پس وہی مثال صادق آتی ہے جس کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں یوں تذکرہ فرمایا ہے کہ

خَيْرُ أَئِمَّتِكُمْ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ

یعنی تمہارے بہترین امام وہی ہوں گے کہ تم ان سے محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں۔

ایک غیر ملکی طالب علم کے تاثرات

(مکرم محمد عثمان چوچینگ شی صاحب آف چین)

ایک دفعہ گرمی کے موسم میں حضور کوہ مری تشریف لے گئے۔ میں نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے چینی ترجمے کے سلسلہ میں آپ سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے آپ کو ایک خط لکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مری میں آکر بات کرو۔ میں نے مری میں کچھ دن رہ کر حضور سے کلرکہار جانے کی اجازت طلب کی۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ آخر پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے حضور کے پاس جاکر میرے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس لئے اس کو بُلایا ہے کہ یہاں کا موسم ٹھنڈا ہے۔ اس لئے وہ کچھ عرصہ یہاں رہے۔ میں یہ بات سُنکر حیران رہ گیا اور نہایت خوشی کے ساتھ مری میں ایک عرصہ رہا اور آپ کی صحبت سے فائدہ اُٹھایا۔ اس دوران ایک دن آپ نے فرمایا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ احمدیت افریقہ اور چین میں جلدی پھیل جائے گی۔ ایک دفعہ میں نے بعض چینیوں کی حضور سے ملاقات کرانا چاہی۔ چینی دوست شوق سے تیار ہو گئے لیکن بعد میں یہ اظہار کیا کہ ہم پاکستانیوں کے گھر نہیں جایا کرتے۔ کیونکہ وہ مہمانوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتے جو ہم کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جن کے پاس آپ جا رہے ہیں وہ دوسرے پاکستانیوں سے ممتاز ہیں، آپ فکر نہ کریں۔ چنانچہ جب اُن کی حضور سے ملاقات ہوئی تو وہ آپ کی خوش اخلاقی اور مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوئے اور مجھے کہا کہ حضرت صاحب واقعی اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں اور انہوں نے ہمارے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے جیسے چینی لوگ اپنے مہمانوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

اپنی صحت مندی کے ایام میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ مہمانوں کی دعوت کا اہتمام فرمایا کرتے۔ ان دعوتوں میں بعض اوقات غیر ملکی طلباء بھی بُلائے جاتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور نے باہر سے آنے والے چند مہمانوں کو ایک عشائیہ پر مدعو فرمایا۔ جس میں مجھے بھی شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ کھانے کے دوران آپ نے مجھ سے چینیوں کے ناموں کے متعلق دریافت فرمایا۔ تو باتوں باتوں میں میں نے عرض کیا کہ نہ صرف ہر چینی کا ایک چینی نام ہے بلکہ چینی لوگ اس غیر ملکی کے لئے جو چین میں جاتا ہے ایک ایسا نام رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو تلفظ کے لحاظ سے اس کے اصلی نام سے کچھ ملتا جُلتا اور مفہوم کے لحاظ سے چینی زبان میں کچھ معنے رکھتا ہے حضور نے یہ سُنکر فرمایا کہ آج یہاں جتنے دوست ہیں ہر ایک کا ایک، ایک چینی نام تجویز کرو۔ مذکورہ باتوں کا خیال
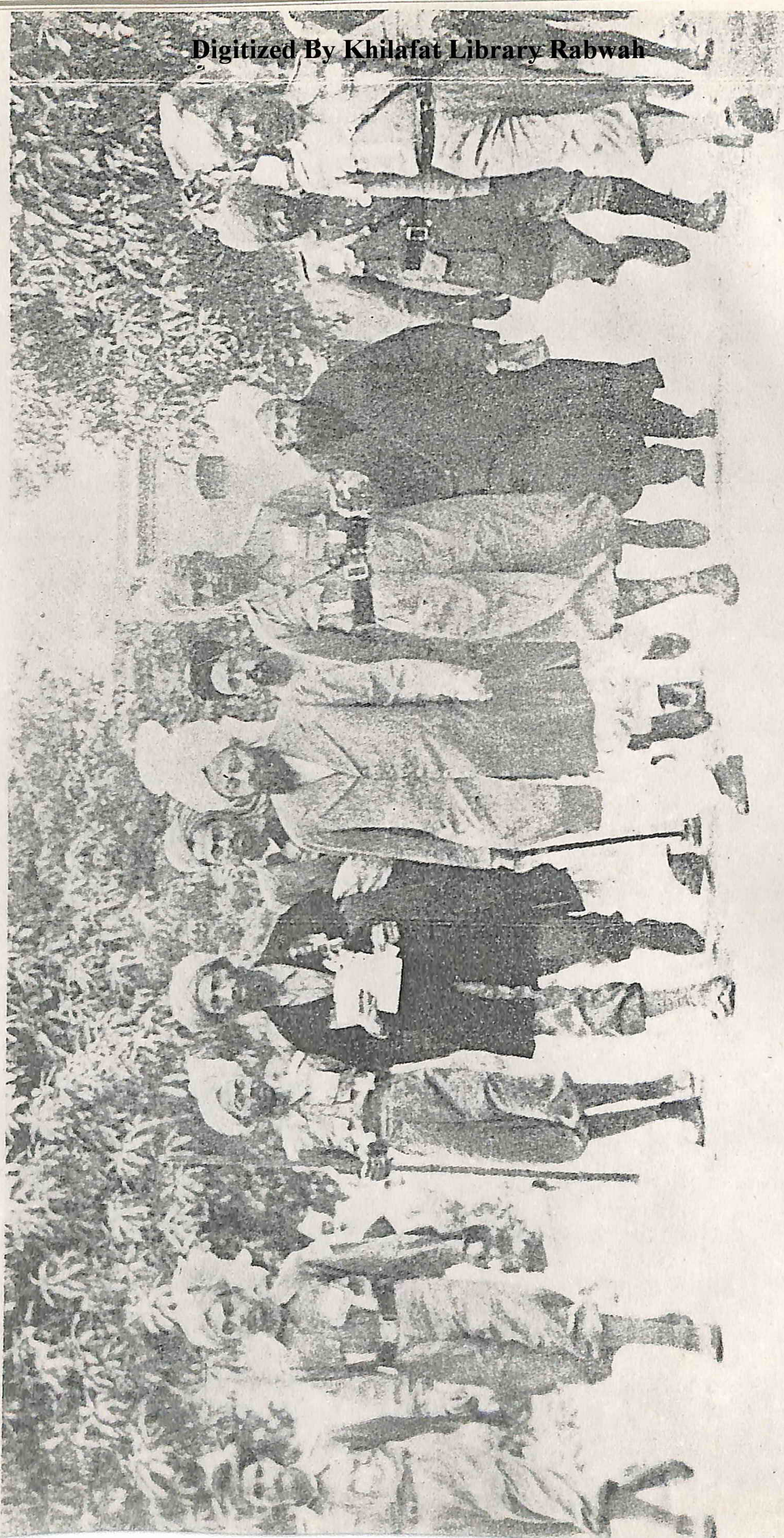
حضرت خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان (۱۹۳۸ء) اپنے خدام کے ہمراہ -

دیکھتے ہوئے غیر ملکیوں کے نام تجویز کرنے کے لئے کچھ غور کرنا پڑتا ہے۔ میں سوچ بچار کے ساتھ ایک ایک دوست کا نام تجویز کر کے حضور کو سُنانے لگا۔ بعض دوستوں کے ناموں کے لئے فوراً مناسب الفاظ نہیں ملتے تھے اس لئے دیر ہو جاتی تھی۔ اس پر مولانا ابوالعطاء صاحب نے فرمایا زیادہ دیر نہ لگائیں، ذرا جلدی کریں۔ حضور نے فرمایا نہیں اس کام کے لئے یقیناً غور کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح حضور نے میری بہت عزت افزائی اور اکرام فرمایا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

ایک دفعہ جامعۃ المبشرین کے سالانہ ... کے موقعہ پر حضور بھی ازراہ شفقت تشریف لائے۔ پرنسپل جامعۃ المبشرین مولانا ابوالعطاء صاحب نے مجھے کہا کہ تم چینی نظم سُناؤ۔ چنانچہ میں نے ایک چینی نظم سُنائی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اس کو سُنکر لوگوں سے چینی زبان کے متعلق کچھ مذاقیہ باتیں کرتے رہے۔ بعد میں میرے جذبات کا خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم بھی چینی تھے۔ صرف یہاں آکر ناک کچھ اُونچی ہو گئی ہے۔

اسی ٹرپ یا کسی اور موقعہ پر آپ نے چینی طلباء کو بعض نصائح فرمائیں جن میں سے ایک بات مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے وہ یہ کہ حضور نے فرمایا کہ جب تک تمام چینی مسلمان نہ ہو جائیں اس وقت تک تمہیں خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ جلد ہماری اس حقیقی خوشی کا وقت حضور کی اور ہماری زندگیوں میں لے آئے۔ آمین +

حضور کی صحت مند کھیلوں سے دلچسپی

(محترم چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی۔ ربوہ)

مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں حضور کی جسمانی صحت اور دلیسی اور انگریزی کھیلوں میں شغف کے متعلق کچھ لکھوں۔

جہاں تک حضور کی جسمانی صحت کا تعلق ہے۔ بچپن میں حضور کی صحت چنداں اچھی نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے سکول کے اساتذہ کو ہدایت تھی کہ تعلیم کے بارے میں محمود پر سختی نہ کی جائے، کیونکہ جسمانی صحت محنت شاقہ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ لیکن جب حضور اوپر کی جماعتوں میں پہنچے تو سکول میں مروجہ انگریزی کھیلوں یعنی فٹ بال اور کرکٹ میں دلچسپی لینے لگے۔

قادیان میں ایک دن کرکٹ کا میچ ہو رہا تھا۔ اساتذہ اور طلباء ہائی سکول کی تجویز تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سے بھی درخواست کی جائے کہ حضور کرکٹ کا میچ دیکھنے کے لئے تشریف لائیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے درخواست کی کہ آپ ہی حضور کی خدمت میں ہماری درخواست پیش کریں۔ چنانچہ آپ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض مدعا کی۔ حضور نے فرمایا کہ میاں مجھے اس کام کی فرصت ہی کہاں ہے۔ جو کھیل تم کھیل رہے ہو اس کی گیند تو چند گز تک ہی جا سکتی ہے مگر جو کھیل میں کھیل رہا ہوں اس کی گیند ہزاروں میل تک جانے والی ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی فٹ بال ٹیم میچ کھیلنے کے لئے امرتسر گئی جہاں خالصہ کالج امرتسر کی فٹ بال ٹیم سے مقابلہ تھا۔ ہمارے سکول کی ٹیم نے خالصہ کالجیئیٹ سکول کو شکست دی اور میچ جیتنے کے بعد سجدۂ شکر بھی کیا۔ اس ٹیم کے ہمراہ حضرت صاحبزادہ صاحب بھی تشریف لے گئے تھے۔

گھوڑے کی سواری

۱۹۰۷ء میں پنجاب کے فنانشل کمشنر صاحب جو ایک انگریز افسر تھے، قادیان میں تشریف لائے۔ ان کا کیمپ قادیان کے شمالی جانب اس جگہ تھا جہاں آجکل نور ہسپتال کی عمارت بنی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ قادیان کے رئیس اعظم تھے، حضورؑ نے اپنی طرف سے صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کو فنانشل کمشنر کی پیشوائی کے لئے مقرر فرمایا۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر مع دیگر احباب افسر مذکور کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے۔

اپنے زمانہ خلافت میں بھی حضور ابتداءً میں گھوڑے کی سواری کا شوق فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب کبھی مع اہل و عیال و اعیان پھیرو چیچی تشریف لے جاتے تو گھوڑے کی سواری کو ترجیح دیتے۔ موٹر کا رواج بعد میں ہوا۔

تیراکی و کشتی رانی

تیراکی کا بھی بچپن ہی سے شوق تھا۔ برسات میں قادیان کی ڈھاب پانی سے لبریز ہو جاتی، تو سکول کے لڑکے اس میں نہایا کرتے تھے۔ میں نے حضور کو ڈھاب میں تیرتے تو نہیں دیکھا مگر صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو ڈھاب میں تیرتے ضرور دیکھا ہے۔ اسی زمانہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے اپنے استعمال کے لئے ایک کشتی بھی منگوائی تھی جو ڈھاب کے کنارے پر کھڑی رہتی اور بوقتِ ضرورت استعمال میں لائی جاتی تھی۔ پھر زمانہ خلافت میں حضور نے ایک کشتی جرمنی سے منگوائی تھی۔ اس میں بیٹھ کر حضور ڈھاب کی سیر کیا کرتے تھے۔ ایک دن اسی کشتی میں سیر کرتے ہوئے حضور اس مقام تک آ گئے جہاں اب "الصُّفّہ" کوٹھی بنی ہوئی ہے۔ میں اپنے مکان کے باہر کھڑا تھا۔ حضور کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ حضور نے پانی کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ میں گھر سے پانی لایا اور حضور کو پلایا۔

قادیان کے قریب ایک نہر گذرتی ہے جہاں موسم گرما میں قادیان کا نوجوان طبقہ موضع تتلے کے قریب نہر پر پکنک منانے کے لئے جایا کرتا تھا۔ حضور بھی اسی نہر پر تشریف لے جاتے۔ اور نہر میں تیرتے تھے۔ نہر میں فٹ بال کا میچ بہت ہی دلچسپی کا باعث ہوا کرتا تھا۔

ٹورنامنٹوں کا اجراء

جماعت کے نوجوانوں میں جسمانی ورزش کا شوق پیدا کرنے اور ان کی ہمتیں بلند کرنے کے لئے حضور نے قادیان میں احمدیہ ٹورنامنٹ کا اجراء فرمایا۔ اس ٹورنامنٹ کی رُوحِ رواں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تھے۔ مگر حضور بھی اپنے اوقاتِ گرامی سے کچھ وقت بچا کر تشریف لے آیا کرتے تھے۔ اس ٹورنامنٹ میں فٹ بال اور کبڈی کے مقابلے خاص دلچسپی کا موجب ہوا کرتے تھے۔

لیکن جُوں جُوں جماعتی کام کی ذمہ داریاں بڑھتی گئیں جسمانیات کی طرف توجہ کم ہوتی گئی یہانتک کہ حضور نے سیر کرنا بھی کم کر دیا۔ جماعت کی تنظیم اور تالیف و تصنیف کا کام اس قدر زیادہ ہوگیا کہ حضور کی صحت پر بھی اثر انداز ہونے لگا۔ پھر قادیان کی جدائی اور ہجرت کا داغ اور بھی تکلیف دہ ثابت ہوا۔ خدا سے دُعا ہے کہ وہ حضور کو پھر دوبارہ صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور سلسلۂ عالیہ احمدیہ کو مزید کامیابیاں دیکھنی نصیب ہوں۔ آمین۔

ہارتی ہوئی ٹیم جیت گئی!

(مکرم عبد الرحمٰن صاحب شاکر ربوہ)

۱۹۲۷ء میں گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر ایک انگریز مسٹر اے۔ اے لین رابرٹس (A. A. Lane-Roberts, I.C.S.) ہوتے تھے۔ ان کے نام پر بٹالہ میں ایک ٹورنامنٹ ہوا۔ قادیان سے بھی مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کی ٹیمیں شریک ہوئیں۔ فٹ بال ہائی سکول نے جیت لیا اور والی بال اور ہاکی مدرسہ احمدیہ نے۔

ہاکی کا فائنل ہو رہا تھا۔ چند منٹ باقی تھے اور وہ ربوال مشن ہائی سکول کی زبردست ٹیم سے مقابلہ تھا۔ انہوں نے دو گول ہمارے اوپر کئے ہوئے تھے جو اُترنے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔ حُسنِ اتفاق سے عین اس وقت حضرت امیر المومنین لاہور سے قادیان بذریعہ موٹر کار تشریف لے جا رہے تھے۔ میاں شمس الدین صاحب بھاگلپوری کار چلا رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے بچوں کا میچ ہے، ہم قریب سے گذر رہے ہیں حضور بھی تشریف لے چلیں۔ حضور نے فرمایا کہ نہیں۔ سیدھے قادیان چلو، مجھے بہت ضروری کام ہے مگر میاں شمس الدین صاحب نے جب وہ بیرنگ ہائی سکول کے گیٹ کے سامنے پہنچے تو کار کا رُخ میچ کی طرف موڑ دیا اور کہا کہ حضور آج تو میری بات ہی مان لیں۔ اس پر حضور مُسکرا پڑے اور کار گراؤنڈ میں پہنچ گئی۔

احمدی جو کثرت سے میچ دیکھنے کے لئے آئے ہوئے تھے ارد گرد آ جمع ہوئے۔ مسٹر کارفیلڈ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول (جو ریفری تھے) نے میچ بند کر دیا۔ ٹیم والوں نے عرض کیا کہ حضور دُعا فرمائیں۔ ہمارے اُوپر دو گول ہیں حضور نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ تمام احمدی شریک ہوئے۔

دعا کے بعد حضور تو قادیان تشریف لے گئے اور میچ دوبارہ شروع ہوا۔ آخری چند منٹ جو باقی تھے ان میں وہ دو گول اُتر گئے اور ہمارے نوجوانوں نے دو گول دھاریوال والوں پر مزید کر دیئے۔ تب ہماری ٹیم نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

بٹالہ کے لوگ جو وہاں موجود تھے ششدر تھے کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ ایک شخص اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "ارے میں نے تو مرزے کی بیعت کرنی ہی نہیں ہے مگر تم تو بیعت کر آؤ۔ دیکھ لو مرزے نے اپنی ٹیم کو فیلڈ میں آن کر جتنا دیا ہے۔ اب تو ایمان لے آؤ"

ٹورنامنٹ کے منتظمین نے یہ دیکھ کر کہ تینوں میچ احمدیوں نے جیت لئے ہیں، راتوں رات اصل انعامی کپ غائب کر دیئے اور معمولی لکڑی کی شیلڈیں بنوا کر اُن پر ریشمی کپڑا لگوا کر ٹورنامنٹ کا نام چاندی کے حروف میں لکھوا دیا یہ بالکل حقیقت ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور خاکسار

(محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم)

میں ۱۹۱۹ء میں قادیان رہائش کے لئے چلا آیا تھا۔ بچپن سے خوش گلو تھا اور خوش الحانی سے نظمیں پڑھنے کا شوق رکھتا تھا چنانچہ قادیان آ کر میں نے مختلف تقریبوں پر نظمیں پڑھنی شروع کیں اور بہت جلدی قادیان میں مشہور ہو گیا ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ عام طور پر مسجد مبارک میں نماز عصر کے بعد حلقہ خدام میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ اگر مختلف مسائل کے علاوہ بعض اوقات نظموں کا دور بھی چلتا۔ ہم دو چار دوست اپنی اپنی نظمیں سُنایا کرتے۔ خوش الحانی کے لحاظ سے میرا نمبر ہمیشہ نمایاں رہتا اور حضور بہت خوش ہوتے۔

۱۹۲۱ء کا ذکر ہے۔ میں نے اپنی ایک نظم "جوگی کی صدا" حضور کو سُنائی جو آپ نے بہت پسند کی اور فرمایا۔ ہم اس قسم کی نظمیں چاہتے ہیں۔ پھر فرمایا، یہ تو اس طرح پڑھنے والی نظم ہے کہ ایک سادھو ہو اور وہ گاؤں بہ گاؤں یہ نظم پھیری کرتا ہوا پڑھتا جائے اور پھر کچھ مدت کے بعد ہم وہاں اپنا مبلغ بھیجیں تو لوگوں میں خوب اثر ہو اور وہ کہیں کہ اس قسم کی باتیں ایک سادھو بھی کہہ گیا تھا۔ اللہ والے جو بات بھی زبان سے کہہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی خواہش کو حیرت انگیز طور پر پُوری کر دیتا ہے۔ چنانچہ حضور کی یہ خواہش یُوں پوری ہوئی کہ ۱۹۲۳ء میں یو۔ پی کے علاقہ ملکانہ میں شُدھی کی تحریک اُٹھی اور ہزاروں مسلمان مُرتد ہو گئے۔ حضور نے اپنی جماعت کے مبلغین کو وہاں بھیجا۔ چار سال کی مسلسل کوششوں کے بعد مسلمانوں کو فتح ہوئی اور دوبارہ نہ صرف ان لوگوں کو مسلمان

کیا گیا بلکہ سینکڑوں ہندوؤں کو بھی مسلمان بنا لیا گیا۔ اس تحریک میں خاکسار نے حضور کی اجازت سے سادھوؤں کا لباس پہن کر چار سال اس علاقے میں کام کیا۔ اور یہ نظم "جوگی کی صدا" حضور کی خواہش کے مطابق گاؤں بہ گاؤں میں نے پڑھی اور خدا کے فضل سے اس کے بہت اچھے نتائج نکلے۔

انسدادِ شدھی کے سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ نے ملکانہ علاقہ میں اپنے مبلغوں کا گویا جال بچھا دیا تھا۔ ۱۰۰ مبلغ ایک وقت میں تین ماہ کے لئے اپنے خرچ پر وہاں کام کرتے تھے اور تین ماہ کے بعد پھر ۱۰۰ مبلغ اور چلے جاتے اور پہلے واپس آ جاتے۔ اس طرح متواتر چار سال کام ہوا۔ مجھے حضور نے میرا کام دیکھ کر مستقل طور پر علاقہ فرخ آباد میں متعین کر دیا تھا۔ اور میری خدمات کو سکول سے محکمہ تبلیغ میں منتقل کر دیا تھا میں اس بات کا شاہد ہوں کہ حضور نے جس کامیابی سے اس تحریک کو چلایا اور جس طرح مبلغین کو ہدایات دیں اور جس رنگ میں ان کی حرکات و سکنات پر نظر رکھی اور تفصیلی راہنمائی فرمائی، اس کی مثال صرف حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نظر آتی ہے۔ سب سے پہلے وفد کی روانگی کے وقت حضور نے یہ نہایت جامع دعا فرمائی:۔

"خدایا میدانِ ارتداد میں ہمارے مبلغین کی
سب دعاؤں کو قبول فرمایا کرنا"

ایک دفعہ ایک مبلغ سے کوئی نازیبا حرکت سرزد ہو گئی۔ میں اس کی تحقیقات کے لئے فوراً وہاں پہنچا۔ کیونکہ وہ میرے علاقے میں تھا۔ اور میں حیران رہ گیا جبکہ واپسی پر مجھے حضرت اقدس کی چٹھی ملی کہ تم کیسے بے خبر ہو کہ تمہارے علاقے میں فلاں مبلغ نے یہ حرکت کی ہے اور تمہیں معلوم بھی نہیں یہ کیا ذرائع تھے جن سے حضور کو اس وسیع علاقہ کی ہر بات کا علم اتنی جلدی ہو جاتا تھا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

میں بہت جلد حضرت اقدس کی بارگاہ میں نظموں کے لحاظ سے مقبول ہو گیا تھا۔ جلسہ سالانہ پر بھی حضور مجھ سے اپنا منظوم کلام پڑھواتے۔ ایک روز قبل قصرِ خلافت میں طلب کر کے پہلے ٹریننگ کے طور پر کلام سنتے اور مناسب مشورہ دیتے۔ قریباً ۲۵ سال تک مجھے یہ فخر حاصل رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک بار میں نے لنڈن میں مسجد بن جانے پر ایک چھوٹی سی نظم حضور کو مسجد مبارک میں ہی سنائی۔ اس کی طرز کچھ ایسی دلچسپ تھی کہ اندر مکان میں سے آواز سن کر خاندان کے چند کمسن صاحبزادگان بھاگ کر مسجد میں آ بیٹھے۔ حضور ان بچوں کو دیکھ کر مسکراتے رہے۔ جب نظم ختم ہوئی تو حضور نے مختصر سی تقریر فرمائی جس کا مفہوم کچھ اس قسم کا تھا۔ کہ دیکھو سُریلی آواز بھی کیسی پُرکشش ہوتی ہے۔ یہ بچے مضمون کو نہیں سمجھ سکتے مگر آواز پر بھاگے چلے آئے ہیں۔ شیعہ فرقے نے مرثیے سُنا سُنا کر بڑی تبلیغ کی ہے۔ ہمارے مبلغوں کو بھی اس طریقے سے مدد لینی چاہیئے۔ ہندوؤں اور عیسائیوں نے گانا بجانا اپنی عبادت میں رکھا ہوا ہے۔ اُن کے اندر سچائی تو ہے نہیں۔ صرف گانے بجانے سے لوگوں کو متاثر کر لیتے ہیں۔ مگر ہمارے پاس تو سچائی ہے۔

ابتدائی ایام میں انجمن کی مالی حالت بڑی کمزور تھی اور ملازمین کو بروقت تنخواہیں نہ ملتیں۔ بعض دفعہ کئی کئی ماہ گذر جاتے۔ میں ہائی سکول میں ٹیچر تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہی تنگی کا وقت تھا۔ دکانداروں نے تنگ آ کر اُدھار دینا بند کر دیا۔ ایک دن مجھے سچ مچ فاقہ کرنا پڑا۔ میں نے حضرت کی خدمت

میں رقعہ لکھ کر حالات بیان کئے کہ حضور نہ تنخواہ ملتی ہے نہ دوکاندار اُدھار دیتے ہیں۔ اس وقت گھر میں کچھ بھی نہیں۔ حضور دعا کریں۔ حضور نے رقعہ پڑھتے ہی مجھے فوراً ۲ روپے بھجوا دیئے اور اسی وقت انجمن کو لکھا کہ دوکانداروں کو کہدیا جائے کہ اُدھار بند نہ کریں۔ انجمن اپنے ملازمین کے اُدھار کی ذمہ دار ہے۔ (گندم اس زمانہ میں ڈیڑھ روپے من تھی۔ اس لئے یہ دو روپے بڑے کام آئے۔

میری شادی کا واقعہ

میری شادی کے موقعہ پر حضرت اقدس نے جس شفقت کا مظاہرہ فرمایا وہ بھی اپنے اندر ایک عجیب رنگ رکھتا ہے۔

۱۹۲۱ء میں حضور ہی کی سفارش سے میرا رشتہ محترم منشی عبدالخالق صاحب کپورتھلوی (صحابی) کی صاحبزادی سے طے پایا۔ منشی صاحب موصوف قادیان آکر نکاح کر گئے اور رخصتانہ کی تاریخ مقرر کر گئے۔ مگر میری خوشدامن اور منشی صاحب کے بڑے بھائی اور دیگر لواحقین یہ رشتہ کرنا نہ چاہتے تھے۔ وہ سب کے سب مخالف ہو گئے اور منشی صاحب کو ناکام بنانے کی سکیمیں بنانے لگے۔ موضع آلو پور میں جو کہ سلطان پور اسٹیشن سے چار میل پر واقع ہے کوئی جماعت نہ تھی۔ صرف منشی صاحب اور آپ کے بھائی کے دو ہی گھر تھے۔ باقی رشتہ دار جو قریب کے گاؤں میں رہتے تھے، وہ سب غیر احمدی تھے۔ حالات خراب ہوتے گئے اور جوں جوں رخصتانے کی تاریخ قریب آتی گئی، مخالفت بھی بڑھتی گئی۔ یہانتک کہ ان لوگوں نے چیلنج کیا کہ دیکھیں گے کون یہاں سے ڈولی لے جاتا ہے۔ منشی صاحب محترم نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا اور میں نے بھی حضور کو اطلاع دی کہ حالات بہت خراب ہو گئے ہیں دعا فرمائیں اس آڑے وقت میں حضور نے نہایت شفقت اور ہمدردی سے خاکسار ناچیز کی امداد فرمائی۔ آپ نے سب سے پہلے تو کپورتھلہ میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو لکھا کہ کپورتھلہ کی ساری جماعت آلو پور پہنچ جائے۔ دوسرے خانصاحب عبدالمجید خانصاحب جو ان دنوں سلطان پور میں علاقہ مجسٹریٹ تھے، ان کو لکھا کہ آپ اپنا دورہ ان ایام میں آلو پور میں رکھیں۔ تیسرے قادیان سے برات میں میرے ساتھ حضور نے خاص خاص آدمیوں کو ہمراہ کر دیا۔ مثلاً حضرت خان بہادر غلام محمد صاحب آف گلگت، ملک نواب دین صاحب بی اے بی ٹی، جناب مولانا رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی وغیرہ

چنانچہ جب میری برات سلطان پور کے اسٹیشن پر اُتری تو حضرت منشی ظفر احمد صاحب معہ کپورتھلہ کی جماعت کے وہاں موجود تھے اور مزید یہ کہ حضرت منشی صاحب ایک عدد ہاتھی بھی کپورتھلہ سے ساتھ لے آئے کیونکہ آپ مہاراجہ کپورتھلہ کے اہل کار تھے اور مہاراجہ صاحب ایسے موقعوں پر اپنے اہلکاروں کو ہاتھی دیدیا کرتے تھے۔

غرض یہ برات خوب ٹھاٹھ سے روانہ ہوئی۔ آلو پور پہنچ کر خان بہادر غلام محمد صاحب نے اپنی بندوق سے دو تین فائر بھی کر دیئے۔ محترم خان عبدالمجید خاں صاحب علاقہ مجسٹریٹ پہلے سے حاضر تھے۔ خدا کے فضل سے ایسا رُعب پڑا کہ کسی مخالف کو شرارت کی جرأت نہ ہوئی اور ہم بخیر وعافیت ڈولی لے کر واپس لوٹے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور اقدس کی اپنے ادنیٰ خادم سے محبت و شفقت کا نتیجہ تھا ورنہ دنیوی طور پر اس وقت میری کوئی حیثیت نہ تھی۔

میرا محبوب آقا

(از محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور۔ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

میں اپنے پیارے خدا کے اس احسان کا جس قدر بھی شکر کروں، کم ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھ ناچیز کو عرصہ تیس سال سے سیدی حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قدموں میں رہنے اور حضور کی براہ راست نگرانی میں خدمات بجا لانے کا موقع عطا فرمایا ہے میں بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں کہ میرا آقا اس وقت روئے زمین کا بہترین انسان ہے۔ وہ نہ صرف دُنیا بھر میں پھیلے ہوئے لاکھوں احمدیوں کا ہی محبوب ہے بلکہ ہزاروں لاکھوں دیگر اصحاب کی بھی عقیدت کا مرکز ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ خود اللہ تعالیٰ کو بھی آپ بیحد محبوب ہیں۔ اور اسی نے آپ کو گوناگوں صفات حسنہ سے متصف فرمایا ہے۔

حضور کے شمائلِ عالیہ کا تذکرہ تو بہت طویل بیان چاہتا ہے اور ایسے متعدد مضامین خاکسار کی طرف سے رسالہ "خالد" کی مختلف اشاعتوں میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ ادارہ "خالد" کی فرمائش پر اس شمارہ کے لئے چند ذاتی تاثرات و واقعات پیش ہیں۔

حضور خود بھی صاف گو ہیں اور اپنے فیصلہ کا واشگاف الفاظ میں اظہار فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اپنی غلطی کو تسلیم کر کے اصلاح کرنے کے وعدہ کرنے والے کو معاف کرنے میں بھی دل کے حلیم ہیں اور محبت کرنے والی ماں کی طرح اگر کبھی کسی پر اظہارِ ناراضگی بھی فرمایا ہے تو دوسرے موقعہ پر اسی پر وہ مہربانی فرمائی ہے کہ اس کے لئے حضور کے کسی سزا کے فیصلہ کا خیال کرنا بھی اسے خود شرمندہ کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ اور حضور کی تجویز کردہ سزا اگرچہ اس کا نام سزا ہی رکھا جا سکتا ہے لیکن حقیقت میں اصلاحِ نفس کی ایک اہم بیٹری ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور کو حوصلہ بھی اس قدر وسیع دیا ہے کہ حقیقت اور صحیح فیصلہ پر پہنچنے کے لئے ملزم کو آخری حد تک موقعہ عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ جب ایک دفعہ ایک نوجوان کے ذمہ حسابی طور پر کچھ رقم واجب الادا ثابت ہوئی تو حضور نے اس کے قریبی عزیز کو حسابات دیکھنے کا موقعہ دیا۔ اور ہر ممکن سہولت پہنچائی اور یہ فیصلہ فرمایا کہ نوجوان کی اس غلطی میں اس کے قریبی عزیز بھی ذمہ دار ہیں کہ انہوں نے اس کے حالات کا جائزہ نہیں لیا اور اس سے یہ معلوم کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی کہ اچانک ان کے عزیز کے اخراجات میں جو نمایاں اضافہ ہوا ہے، اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کو اچانک

کہاں سے اتنی آمد ہو گئی ہے۔ اس لئے سلسلہ کی اس رقم میں اُن کو بھی ذمہ دار قرار دیا۔ لیکن اس کے باوجود جب حضور کو علم ہوا کہ اس نوجوان کے عزیزوں کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ سارا بوجھ برداشت کر سکیں تو ممکن وصولی کے بعد کچھ رقم کو حضور نے معاف بھی فرما دیا۔

ایک دوسرے موقعہ پر حضور نے ملزم کے والد کو ہی ثالث تسلیم کر لیا تا کہ اسے بھی تسلی ہو جائے کہ اس کے بیٹے پر الزام غلط نہیں ہے اور اس کے لئے بدظنی کا موقعہ نہ رہے اور اُسے اور اس کے خاندان کے دیگر افراد کو مجرم کے ساتھ غلط ہمدردی نہ ہو اور وہ خود غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

غریب سے غریب شخص نے بھی جب حضور کو کھانے پر بُلایا تو حضور نے اس کی دعوت کو قبول فرمایا۔ بلکہ ایک مرتبہ تو ایک معزز دوست نے جب حضور کو دیکھا کہ حضور ایک نہایت ہی غریب شخص کے گھر اس کی دعوت پر تشریف لے گئے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ حضور کیا اس قدر غریبوں کی دعوت بھی قبول کر لیتے ہیں۔

یہ امر بھی اکثر دیکھنے میں آتا رہا ہے کہ بہت لمبی لمبی حساب کی میزانوں کو حضور پلک جھپکنے میں کر لیتے ہیں۔ اور پیچیدہ حسابی معاملات تو منٹوں میں حل ہو جاتے۔

جب حضور سندھ کی اراضی پر دورہ کے لئے تشریف لے جاتے تو خاندانی زمیندار بھی حضور کی معلومات کو درست قرار دیتے اور ان معلومات کی بدولت سندھ کے علاقہ میں حضور کی اراضی کی فصل سب سے اعلیٰ ہوتی۔ باغوں کے متعلق تو حضور کو خاص دلچسپی ہے۔ چنانچہ قسم قسم کے آموں کے پودوں کو اپنے باغوں میں لگوایا اور اعلیٰ اور لذیذ پھل حاصل کیا۔

بڑے بڑے تاجر جب حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پریشانیوں کا ذکر کرتے تو حضور کے مشوروں سے ہی فائدہ اٹھاتے اور سر دُھنتے۔

جب تحریک جدید کے ماتحت مختلف صنعتوں کو چلانے اور نوجوانوں کو سکھلانے کا ارادہ فرمایا تو ہر ایک صنعت کے متعلق خواہ وہ لکڑی کے کام سے متعلق ہو یا لوہے یا چمڑے کے کام کے متعلق ہو مکمل معلومات حاصل فرمائیں۔ اور پوری دلچسپی پیدا کی۔ دار الصناعت میں خود تشریف لے گئے اور خود ہاتھ سے کام کر کے اور نوجوانوں کے سامنے نمونہ پیش کر کے ہاتھ سے کام کرنے کی عزت کو قائم فرمایا۔

ویدک یونانی دواخانہ جاری کرنے سے پہلے چند نوجوانوں کو یونانی طب سے واقف کرایا۔ خود بھی ویدک اور یونانی ادویہ کے متعلق قیمتی مشورے عطا فرمائے۔

اسی طرح قادیان میں جب گلاس فیکٹری قائم کرنے کا پروگرام بنا تو کئی دن تک اس صنعت سے واقفکار احباب کو اپنے پاس بُلا کر اس کے ہر ایک مرحلہ کے متعلق پوری چھان بین کر کے معلومات حاصل کیں۔

غرضیکہ جب بھی کوئی موقعہ کسی صنعت کے متعلق گفتگو کا آیا، اس صنعت کے ماہر نے حضور کی معلومات کو سراہا۔ اور بیساختہ کہا کہ اس طرح کی گہری معلومات تو ہم کو بھی نہیں ہیں۔

ایک دفعہ حضور نے بیان فرمایا کہ لوگ اخبارات میں ایڈیٹروں کے لکھے ہوئے 'لیڈرز' پڑھنے میں ناحق وقت ضائع کرتے ہیں۔ میں تو اخبار کا 'لیڈر' نہیں پڑھتا بلکہ واقعات کو معلوم کرکے خود نتیجہ نکالتا ہوں اور میرا بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔ اور ہر شخص کو خبروں سے خود نتیجہ نکالنے کا شوق ہونا چاہیئے نہ کہ دوسروں کے نکالے ہوئے نتائج کے پیچھے چل پڑے۔

ایک بزرگ دوست نے میرے ساتھ ذکر کیا کہ انہوں نے کئی مرتبہ حضور سے ملاقات کی درخواست کی ہے۔ لسٹ میں نام بھی لکھوایا ہے لیکن کافی عرصہ ہوگیا ہے کہ حضور میری ملاقات کی منظوری عطا نہیں فرماتے کیا حضور مجھ سے ناراض ہیں۔ اگر ہیں تو کس وجہ سے۔ کسی وقت موقع ہو تو معلوم کرنا چنانچہ ایک مناسب موقعہ پر جبکہ ان کا ذکر چل پڑا تو خاکسار نے ان کی خواہش کے مطابق ذکر کیا تو حضور نے محبت بھرے الفاظ میں فرمایا کہ ناراضگی تو کوئی نہیں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ عرصہ گذشتہ میں جب بھی ان کو ملاقات کا موقع دیا ہے وہ لکھاتے تو تین یا چار منٹ ہیں لیکن ملاقات کیلئے اوپر آکر آدھے یا پونے گھنٹے سے پہلے اُٹھنے کا نام نہیں لیتے۔ اس طرح سے دوسرے بعد کے احباب کو ملاقات کا موقع نہیں ملتا۔ اس لئے جس دن میرے پاس اس قدر کافی وقت ہوگا کہ ان کے معمول کے مطابق وقت دے سکوں، ان کی ملاقات منظور کرلوں گا۔ اس پر میں نے اس کا ذکر ان صاحب سے کیا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ حضور ملاقات کا وقت دیدیں۔ پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہ لوں گا۔ میں نے حضور سے اس کا ذکر کیا جس پر حضور نے ان کو وقت دے دیا۔ اور انہوں نے بھی اپنے عہد کو نبھایا اور بعد کو ان کی مشکل حل ہوگئی۔

اسی طرح ایک دوست تھے جو حضور سے شدتِ محبت کے جذبہ کے تحت جب حضور سے جلسہ سالانہ پر ملاقات کرتے تو حضور کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑ لیتے اور چھوڑنے کا نام نہ لیتے۔ لیکن حضور کو اس کیفیت سے گھبراہٹ ہوتی چنانچہ تین چار دفعہ کے تجربہ سے متاثر ہو کر جب جلسہ سالانہ کے موقع پر اس ضلع کی باری آئی جس کے وہ دوست باشندہ تھے تو حضور نے فرمایا کہ ان کے سوائے تمام باقی احباب کو ملوا دیا جائے۔ اس بات کو اُس دوست نے محسوس کیا۔ بالآخر ان کو اس کی وجہ سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے میرے ذریعہ سے یہ درخواست ازراہِ بے تکلفی کر دی کہ سال کے بعد تو ملاقات کے لئے حاضر ہو سکتا ہوں۔ اپنی طبیعت سے مجبور ہوں حضور اس قدر بڑی سزا نہ دیں۔ میں مصافحہ کے بعد فوراً ہاتھ چھوڑ دوں گا۔ لیکن مجھے اجازت دی جائے کہ جب تک اس دن کی ملاقاتیں ختم نہ ہو جایا کریں میں کمرۂ ملاقات میں ایک کونے میں بیٹھ کر حضور کی زیارت کرتا رہوں۔ اس طرح سے ہی میرے جذبۂ شوق کی تسکین کا سامان کر دیں۔ حضور نے ازراہِ ذرہ نوازی ان کی اس خواہش کو پورا فرما دیا اور جب تک وہ زندہ رہے وہ اپنی اس پیشکش اور حضور کی قبولیت پر فخر کرتے تھے۔

اس واقعہ سے بھی احباب جماعت کی اصلاح اور لوگوں کے باریک احساسات کو ملحوظ رکھنے پر روشنی پڑتی ہے۔

پس حضور کی کن کن صفات کا ذکر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حُسن و احسان اور دوسری صفات میں اپنے مامور کا نظیر بنایا ہے اور ہمارے لئے فخر کا باعث ہے کہ اگر ہمیں خدا کے مامور کا زمانہ میسر نہیں آیا تو اس کے مثیل و نظیر کا زمانہ تو میسر آگیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حصّہ نظم
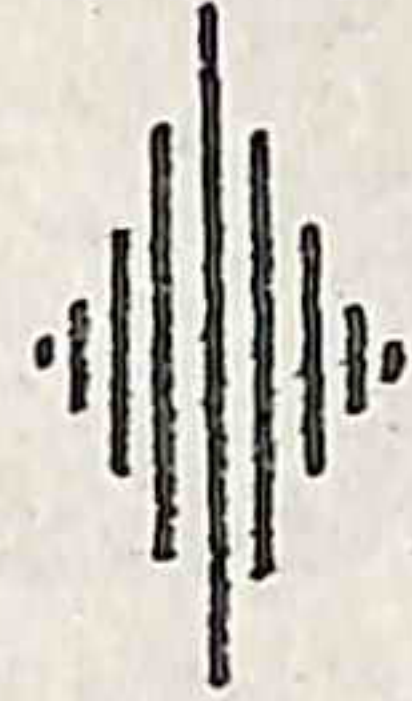
ا۔ مطبوعہ کلام :۔

- حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ
- محترم نعمت اللہ خان صاحب گوہر مرحوم

ب۔ تازہ کلام :۔

(جو خاص طور پر "خالد" کے اِس نمبر کے لئے فرمائش کر کے حاصل کیا گیا)

- حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل
- محترم چوہدری علی محمد صاحب سرور
- محترم آفتاب احمد صاحب بسمل
- محترم میاں غلام محمد صاحب اختر
- محترم میر اللہ بخش صاحب تسنیم
- محترم سردار رشید قیصرانی صاحب
- محترم چوہدری فیض عالم صاحب چنگوی
- محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم
- محترم محمد ابراہیم صاحب شاد
- محترم عبد الحمید خان صاحب شوق
- محترم حکیم محمد صدیق صاحب

اور بعض دیگر حضرات!

عہدِ خلافتِ ثانیہ کی پہلی نظم

مندرجہ ذیل نظم مرحوم مولوی نعمت اللہ خان صاحب گوہرؔ بی۔ اے نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے تختِ خلافت پر متمکن ہونے کے اگلے ہی روز کہی تھی اور اخبار الفضل کی ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں چھپی۔ اگرچہ اس پر پچاس برس کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن یہ نظم آج بھی اتنی ہی تازہ اور شگفتہ ہے

(ادارہ)

دعائیں سن لیں ہماری خدائے قادر نے
یہ کیسا فضل کیا اک جری کو بھیج دیا

جو "نورِ دیں" ہوا اوجھل ہماری نظروں سے
تو ایک آن میں "نورِ نبی" کو بھیج دیا

بچا لیا ہمیں گرنے سے چاہِ ظلمت میں
کہ خود بخود ہی امامِ تقی کو بھیج دیا

سمجھ نہ سکتے تھے کیا ہوگا ایسی حالت میں
خدا نے وقت پہ کیسے زکی کو بھیج دیا

بشیرِ ثانی و محمود ہے وہ فضلِ عمر
وہ بہتریں تھا خدا نے اسی کو بھیج دیا

رہی نہ باقی دلوں میں شکوک کی ظلمت
جب آسمان سے وحیِ خفی کو بھیج دیا

کوئی تو ہونا تھا آخر خلیفۂ ثانی
یہ اعتراض ہی کیا ہے کسی کو بھیج دیا

فسردگی ہوئی کافور۔ بیعتِ احمد سے
جلا کے شمعِ ہدیٰ۔ روشنی کو بھیج دیا

دعا یہ کرتا ہے گوہرؔ ترے لئے محمود
ہمیشہ پھولو۔ پھلو ہووے عاقبت مسعود

تحریکِ دُعائے خاص

(حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

دُعائے مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(۱)

(۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

یاد ہے چھبیس مے سن آٹھ حزب المومنین! — وہ غروبِ شمس وقتِ صبح محشر آفریں

دیکھنے پائے نہ جی بھر کر کہ رخصت ہو گیا — مشعلِ ایماں جلا کر نورِ دورِ آخریں

ہاتھ ملتے رہ گئے سب عاشقانِ جاں نثار — لے گیا جانِ جہاں کو گود میں جاں آفریں

جسمِ اطہر کے قریں مرغانِ بسمل کی تڑپ — ہو رہی تھی رُوحِ اقدس داخلِ خلدِ بریں

جس طرف دیکھا یہی حالت تھی ہر شیدائی کی — سر بہ سینہ، چشمِ باراں، پُشت خم، اندوہ گیں

حسرتیں نظروں میں لے کر صورتیں سب کی سوال — اب کہاں تسکین ڈھونڈیں بے سہارے دلِ حزیں

وہ لبِ جاں بخش کہہ کر قُم بِاِذنِی چُپ ہوئے — ہجر کے ماروں کو اب کوئی جِلائے گا نہیں

کون دکھلائے گا اُن کو آسمانی روشنی — چودھویں کا چاند چھُپ جائیگا اب زیرِ زمیں

دونوں ہاتھوں سے لٹائیگا خزانے کون اب — تشنہ رُوحیں کس سے لیں گی آبِ فیضانِ معیں؟

(۲)

اِک جوانِ منحنی اُٹھا بعزمِ استوار — اشکبار آنکھیں لبوں پہ عہدِ راسخ دل نشیں

شوکتِ الفاظ بھرّائی ہوئی آواز میں — کرب و غم میں بھی نمایاں عزم و ایمان و یقیں

میں کروں گا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی — میں تری تبلیغ پھیلا دونگا بر رُوئے زمیں

زندگی میری کٹے گی خدمتِ اسلام میں
وقف کر دوں گا خدا کے نام پر جانِ حزیں

یہ ارادے اور اتنی شانِ ہمت دیکھ کر
اُس گھڑی بھی محوِ حیرت ہو رہے تھے سامعیں

درد میں ڈوبی ہوئی تقریر سُن سُن کر جسے
لوگ روتے تھے ملائک کہہ رہے تھے "آفریں"

چشمِ ظاہر بیں سے پنہاں ہے ابھی اسکی چمک
تیری قسمت کا ستارہ بن چکا ماہِ مُبیں

(۳)

سر پہ اِک بارِ گراں لینے کو آگے ہو گیا
نازکا پالا ہوا ماں باپ کا "طفلِ حسیں"

کہہ نہیں سکتا کوئی انکار عالم ہے گواہ
جو کہا تھا اُس نے آخر کر دکھایا بالیقیں

ذاتِ باری کی رضا ہر دم رہی پیشِ نظر
خلق کی پروا نہ کی خدمت سے مُنہ موڑا نہیں

چیر کر سینے پہاڑوں کے قدم اُس کے بڑھے
سیلِ کوہی پر ہوئے مجبور اعدائے لعیں

دشمنوں کے وار چھاتی پر لئے مردانہ وار
پُشت پر ڈستے رہے ہر وقت مارِ آستیں

ایسی باتیں جن سے پھٹ جاتا ہے پتھر کا جگر
صبر سے سُنتا رہا ماتھے پہ بَل آیا نہیں

کوئی پوچھے کس گناہ کی اس کو ملتی تھی سزا؟
کس خطا پر تیر برسائے؟ گروہِ ظالمیں!

"گریۂ یعقوبؑ" نصفِ شب خدا کے سامنے
"صبرِ ایوبیؑ" برائے خلق با خندہ جبیں

صرف کر ڈالیں خدا کی راہ میں سب طاقتیں
جان کی بازی لگا دی قول پہ ہارا نہیں

ارضِ ربوہ جس کی شاہد ہے وہ معمولی نہ تھا
خونِ "فخر المرسلیں" تھا بشیرِ اُمّ المومنیں

آج فرزندِ مسیحائے زماں بیمار ہے
دعویٰ دارانِ محبت سو رہے جاگو کہیں؟

قومِ احمد! جاگ تو بھی جاگ اُس کے واسطے
اَن گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

ہو دعائے دردِ دل سالم رہے قائم رہے
"یہ دعائے احمدِ ثانی" نویدِ اوّلیں

(آمین)

(الفضل سالانہ نمبر ۱۹۵۷ء)

محترم حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

سیّدنا محمودؓ

کھُلی زمانے پہ جس دم فضیلتِ محمود
بفضلِ حق ہوئی قائم خلافتِ محمود

نگاہِ شوق سے پوچھو صباحتِ محمود
تو سمعِ ذوق سے سُن لو فصاحتِ محمود

جو دوستوں سے سُنو گے عدالتِ محمود
تو دشمنوں سے سلوکِ مروتِ محمود

جو مجرمین نے دیکھی سیاستِ محمود
تو مخلصین ہیں آگاہِ رأفتِ محمود

خدا نے رکھ دیا جب نام آپ کا "محمود"
تو خود بڑا ہے کرے جو مذمتِ محمود

بتا دیا تھا خدا نے کہ وہ تو "یوسف" ہے
کہ تا نہ ہو سکے انکارِ عصمتِ محمود

مخالفت کو جو اُٹھا۔ دکھا دیا نیچا
کہ چاہتا ہے خداوند رفعتِ محمود

یہ وعدہ مالکِ قدر و قضا کا ہے سچّا
رہے گی کفر پہ غالب جماعتِ محمود

خطاب مل گیا "ولیم دی کانکرر" اسکو
کہ اہلِ غرب پہ کھُل جائے عظمتِ محمود

طلسمِ اہلِ بہا ٹوٹنا یقینی تھا
کہ بُت شکن ہے ہمیشہ سے سطوتِ محمود

ہر ایک بات میں مذہب ہی پیش پیش رہے
یہی ہے پختہ دلیلِ امامتِ محمود

معارف اور حقائق کا اِک خزینہ ہے
جو ہے نشانِ مُنیرِ صداقتِ محمود

غروبِ مہر نہیں ہوتا احمدیوں پر
ہر ایک جا پہ ہے قائم جماعتِ محمود

بصد خلوص دعا ہے یہ عاجز اکملؔ کی
کرے ترقیٔ جاوید۔ دولتِ محمود

محترم چوہدری علی محمد صاحب سرورؔ دلبر ربوہ

محمود

اللہ اللہ عجب راہ نما ہے محمود
کیوں نہ ہو حضرتِ احمدؑ کی دعا ہے محمود

سارے عالم سے الگ سب سے جدا ہے محمود
خادمِ خاصِ شہِ ہر دو سرا ہے محمود

کیا بتاؤں تمہیں اے دوست کیا ہے محمود
سو کی اک بات یہ ہے فضلِ خدا ہے محمود

مظہرِ حضرتِ حق صاحبِ کشف و الہام
بحرِ علم و عمل و فہم و ذکا ہے محمود

عاشقِ ختمِ رسل، ہاشمیِ شُبل، ہادیِ کُل
شہسوارِ رہِ تسلیم و رضا ہے محمود

پھول کی طرح شگفتہ نہ ہو کیوں غنچۂ دل
غنچۂ دل کے لئے بادِ صبا ہے محمود

کل تھے بے مثل جہاں سیدنا نور الدینؓ
آج یکتائے زمانہ بخدا ہے محمود

نہ کوئی انکا مقابل تھا نہ ہے اسکا بدل
یا تو وہ واقفِ اسرار تھے یا ہے محمود

فتنے اٹھ اٹھ کے مٹے زلزلے آ آ کے ٹلے
نہ ہٹا اپنی جگہ سے نہ ہلا ہے محمود

وجد پھر بلبلِ سدرہ کو نہ آئے کیونکہ
نغمہ سنجِ چمنستانِ خدا ہے محمود

جامعِ علم و عمل، ماہرِ ادیانِ ملل
پیکرِ لطف و کرم و صدق و صفا ہے محمود

گلِ گلزارِ وفا گوہرِ دریائے سخا
آفتابِ شرف و مجد و علا ہے محمود

جس نے توحید کا یورپ میں بجایا ڈنکا
سب کو معلوم ہے وہ مردِ خدا ہے محمود

دیتے آئے تھے نبی اور ولی جس کی خبر
وہی موعود وہی شمعِ ہدیٰ ہے محمود

جو برا کہتے ہیں محمود کو وہ غور کریں
جب ہے "محمود" تو پھر کیسے برا ہے محمود

جو ہیں برگشتہ محمود انہیں یاد رہے
کہ یہ محمود بہ الہامِ خدا ہے محمود

جس کے مداح و مبشر تھے مسیحِ موعودؑ
آپ ہی کہہ دیں کہ وہ آپ ہیں یا ہے محمود

ابتدا ہی سے میں یہ دیکھ رہا ہوں سرورؔ
کہ بڑا رحمِ خدا فضلِ خدا ہے محمود

مکرم آفتاب احمد صاحب بسمل کراچی

خلافت

اللہ کی اک نعمتِ عظمیٰ ہے خلافت
مومن کے لئے عُروۂ وثقیٰ ہے خلافت

بگڑی ہوئی ملّت کا سہارا ہے خلافت
حق یہ ہے نبوت کا تتمہ ہے خلافت

ہے نخلِ نبوّت تو ثمر اس کا خلافت
گر شمسِ نبوّت ہے قمر اس کا خلافت

مومن ہیں جو قرآں میں وعدہ ہے یہ اُن سے
ایمان کے ساتھ ان کے گر اعمال ہیں اچھے

اللہ نوازے گا انہیں فضل سے اپنے
اور دے گا خلافت انہیں خاص اپنے کرم سے

خوف ان کا مبدّل بہ اماں ہو کے رہیگا
زیر اُن کے لئے سارا جہاں ہو کے رہیگا

اسلام کی تاریخ سے ملتی ہے شہادت
تکمیل کو جب پہنچ گیا عہدِ رسالت

اللہ نے برپا کیا پھر دورِ خلافت
بوبکرؓ کے شانوں پہ پڑا بارِ خلافت

یکجہتی ملّت ہوئی صدّیقؓ کے دم سے
اسلام کو شوکت ملی صدّیقؓ کے دم سے

بوبکرؓ کا جب دورِ خلافت ہوا آخر
اللہ نے فاروقؓ کو پھر کر دیا ظاہر

ہر چار طرف غلبۂ اسلام کی خاطر
وہ دین کا خود آپ تھا حافظ و ناصر

تاریخی فتوحات ہوئیں عہدِ عمرؓ میں
کیا شرق میں کیا غرب میں کیا بحر میں بر میں

بعد اس کے خلافت ہوئی عثمانؓ غنی کی
اس دور میں دیں کو ہوئی بھرپور ترقی

جب فتحِ مبیں دین کو اللہ نے بخشی
پیدا ہوئے ملّت میں منافق بھی عدو بھی

ابلیسِ لعین اپنی کمیں گاہ سے نکلا
اور مفسدوں کو قتل پہ عثمانؓ کے ابھارا

یہ شومیٔ قسمت تھی کہ نیرنگیٔ قدرت — عثمانؓ کو پینا ہی پڑا جامِ شہادت
یہ سانحہ در اصل تھا اس بات کی علامت — چھننے کو ہے مسلم سے یہ انعامِ خلافت

شیرازۂ اسلام بکھرنے ہی لگا تھا
دانائیِ حیدرؓ نے مگر اس کو سنبھالا

ہم کو یہ سبق دیتی ہے عثمانؓ کی شہادت — جاں دے دو مگر چھوڑو نہ دامانِ خلافت
لازم ہے بہر حال رہے دین سلامت — دنیا میں نہیں اس سے بڑی کوئی بھی دولت

لازم ہے رہے یاد ہمیں اسوۂ عثمانؓ
پہلوں کی طرح ہم بھی نہ کھو دیں کہیں ایمان

اب چوتھے خلیفہ ہوئے ابنِ ابی طالب — ایسے میں چناؤ تھا یہی سب سے مناسب
خطرہ تھا نہ ہو جائیں منافق کہیں غالب — اسلام تھا نرغے میں ز اطراف و جوانب

لیکن بخدا تھی یہ خلافت ہی کی برکت
دشمن ہوئے ناکام ملی دین کو نصرت

کی پانچ برس حضرتِ حیدرؓ نے خلافت — جاں توڑ کے گو آپ نے کی دین کی خدمت
سازش میں تھے مصروف مگر دشمنِ ملّت — در پردہ منافق بھی تھے سرگرمِ شرارت

شیطاں کی یہ چال ہوئی کارگر آخر
اور قتلِ خلیفہ پہ عدو ہو گئے قادر

یہ صرف علیؓ ہی کی نہ تھی ایک شہادت — اس سے متأثر ہوا ہر شعبۂ ملّت
توقیر گھٹی، کم ہوئی اسلام کی عظمت — اور چھن گئی مسلم سے خلافت کی بھی نعمت

رخصت جو خلافت ہوئی اب سلطنت آئی
روحانیت اب ختم ہوئی مادیت آئی

تاریخ بتاتی ہے کہ بعد اس کے مسلماں — رہنے لگے باہم دگر اب دست و گریباں
یکجہتی ہوئی ختم، ہوا نظم پریشاں — مرکز پہ اکٹھے نہ ہوئے پھر کبھی عنواں

گو اب بھی کئی ملک بڑے زیرِ نگیں تھے
تائیدِ خدا کے مگر آثار نہیں تھے

تیرہ سو برس تک رہی قائم یہی حالت   گھٹتی گئی اسلام کی خوشحالی و عظمت
بڑھتی گئی مسلم کی زبوں حالی و نکبت   حتیٰ کہ نہ باقی رہا احساسِ ضلالت

امید کی ہر اک کلی مرجھائی ہوئی تھی
اور یاس کی تاریک گھٹا چھائی ہوئی تھی

لیکن یہ خدائے دو جہاں کا تھا نوشتہ   اسلام میں اک بار ہو پھر زندگی پیدا
اللہ نے آخر کیا اس وعدے کو ایفا   اور بھیج دیا دنیا میں موعود مسیحاؑ

پھر کر دی عطا فضل سے اپنے وہی نعمت
یعنی کہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوت

موعود مسیحاؑ نے براہینِ قوی سے   ادیانِ مجازی کے اڑا ڈالے پرخچے
اسلام کو غلبہ ہوا حاصل نئے سر سے   ظلمت ہوئی کافور پھر اس نور کے آگے

آخر وہ مسیحاؑ بھی ہوا ہم سے رخصت
اور اپنی جماعت کو یہ کی اس نے وصیت

رخصت کی گھڑی گرچہ بہت سخت رہے گی   جانے سے مرے مومنوں کی جاں پہ بنے گی
تقدیر بہر حال ہے یہ ہو کے رہے گی   پر غم نہ کرو "قدرتِ ثانی" بھی ملے گی

وہ "قدرتِ ثانی" کہ جو ہے دائمی نعمت
انعامِ خداوندی ہے۔ نام اس کا خلافت

پس حسبِ وصیت جو صحابہ میں تھا افضل   اس قدرتِ ثانی کا بنا مظہرِ اوّل
وہ دین کا تھا نور۔ رہِ صدق میں اکمل   اس دور کا صدیق تھا مومن تھا مکمل

گر غور کریں تھا یہی مفہومِ وصیت
یہ "قدرتِ ثانی" ہے حقیقت میں خلافت

اس قدرتِ ثانی کی ہے کیا اصل حقیقت   آیا ہے مراد "انجمن" اس سے کہ خلافت
اُس مرسلِ ربانی نے خود کی ہے وضاحت   فرمایا ازل سے ہے یہ اللہ کی سنت

دو قدرتیں ظاہر وہ کیا کرتا ہے اپنی
تم کو بھی دکھائے گا وہ اب قدرتِ ثانی

اس قدرتِ ثانی کے مظاہر جو بنیں گے — وہ نور سراپا ہیں سدا پھولیں پھلیں گے
وہ دین کی تبلیغ ہر اک سمت کریں گے — اور خدمتِ اسلام میں مصروف رہیں گے

اِن نوروں میں اِک مصلح موعود بھی ہوگا
وہ فضلِ عمر بھی ہے وہ محمود بھی ہوگا

اِس لفظ "عمر" میں تھے یہ پوشیدہ معانی — اِس قدرتِ ثانی کا ہے وہ مظہرِ ثانی
جب ہو گئی اِس طرح سے تعیینِ زمانی — مومن کے لئے اک یہی کافی ہے نشانی

پس حضرت محمود کی حقانی خلافت
تائید میں ہر طرح کی رکھتی ہے شہادت

اللہ! ہمیشہ ہی خلافت رہے قائم — احمدؑ کی جماعت میں یہ نعمت رہے قائم
ہر دَور میں یہ نورِ نبوت رہے قائم — یہ فضل ترا تا بقیامت رہے قائم

جب تک کہ خلافت کا یہ فیضان رہے گا
ہر دَور میں ممتاز مسلمان رہے گا

مکرم راجہ نذیر احمد صاحب ظفر

نظامِ خلافت

ہے عہدِ خدا اہتمامِ خلافت
ہے بعد از نبوت مقامِ خلافت
علاجِ پریشانئ بزمِ ہستی
اگر ہے تو وہ ہے نظامِ خلافت

محترم میاں غلام محمد صاحب اختر۔ ربوہ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے دربارِ عالی میں

تجھے بخشی گئی دیں کی خلافت
جہاں میں مظہرِ حق العلاء ہے
نہ ہو تو کس طرح فضلوں کا وارث
کہ فرزندِ مسیحِ دوسرا ہے
تری صحبت تری سیرت کا مظہر
عیاں ہر رنگ میں نورِ خدا ہے
خطر کیا تجھ کو دنیائے دنی سے
ترا حامی ترا ناصر خدا ہے
دعائیں کارگر ہوتی ہیں تیری
کہ تو اک محرمِ رازِ خدا ہے
ترے دم سے حیاتِ نو ملی ہے
ترا دستِ دعا معجز نما ہے
ترے کوچے کی پیارے خاک ہوں میں
تڑپ ہے۔ آرزو ہے۔ مدّعا ہے
لگا کے تجھ سے یہ عشق و محبت
محبت کا قرینہ آگیا ہے
تجھے صحت ملے شافی خدا سے
ترے اختر کی ہر دم یہ دعا ہے

ہیں سب محتاج ہم تیری دعا کے
کہ تو دنیا میں ظلِّ مصطفےٰؐ ہے

محترم میر اللہ بخش صاحب تسنیم

بھر بھر کے جام سب کو پلائے ہیں آپ نے!

لاکھوں اسیر دام ہیں چھڑائے ہیں آپ نے
بیڑے ہزاروں پار لگائے ہیں آپ نے

انسان وحشیوں کو بنا کر دکھا دیا
آداب زندگی کے سکھائے ہیں آپ نے

بادِ بہارِ دین کے عطا کی وہ تازگی
شورہ زمیں میں پھول کھلائے ہیں آپ نے

سارے جہاں میں دین کی تائید کے لئے
ہر رنگ کے نشان دکھائے ہیں آپ نے

پھیلا دیا ہے نور صداقت کا ہر طرف
ہر راہ میں چراغ جلائے ہیں آپ نے

اندھوں کو نور آپ نے بخشا ہے سرمدی
کہتے ہیں لوگ مُردے جلائے ہیں آپ نے

حق کی بساطِ دہر پہ تصویر کھینچ کر
باطل کے نقش سارے مٹائے ہیں آپ نے

بخشی ہیں رونقیں وہ کنارِ چناب کو
ہر سمت چاند تارے بسائے ہیں آپ نے

پردے پڑے ہوئے تھے خدا کے کلام پر
ایک ایک کر کے سارے اُٹھائے ہیں آپ نے

ایمان سب کے تازہ وسیراب کر دیئے
دریا وہ معرفت کے بہائے ہیں آپ نے

حق کے لئے سہی ہیں ہزاروں مصیبتیں
کیا کیا ستم عدو کے اُٹھائے ہیں آپ نے

تسنیم کی طرف بھی کرم کی نگاہ ہو
بھر بھر کے جام سب کو پلائے ہیں آپ نے

تحریکِ دُعا

مکرم رشید قیصرانی صاحب

یارو درِ حبیب پہ جا کر صدا کرو

یارو درِ حبیب پہ جا کر صدا کرو
اہلِ وفا کے سارے مراسم ادا کرو
آہوں کی ڈالیوں سے سجاؤ حریمِ یار
اس راہ میں بکھیر دو دامن کا تار تار
وہ حال تم چلو کہ رہِ یار جھوم اُٹھے
گاؤ کچھ ایسے گیت کہ دلدار جھوم اُٹھے
کچھ سسکیوں کو دوستو اِذنِ کلام دو
کچھ دھڑکنوں کے ساز پہ اپنا پیام دو
کچھ نالہ ہائے شب کو شریکِ دعا کرو
اُس کے حضور کچھ تو لبِ زخم وا کرو
دیوانگیٔ شوق کی قدریں نکھار دو
دل خون کر کے کوچۂ جاناں سنوار دو

اِس حال میں جو قُرب کی دولت نصیب ہو
یارو حضورِ یار جو خلوت نصیب ہو
کہنا وہ خضرِ راہ وہ سالارِ کارواں
تیرا گدا وہ تیری محبت کا پاسباں
میٹھے سُروں میں جس نے ترے گیت گائے ہیں
جس نے ترے خیال کے خاکے بنائے ہیں
ہر ایک دل میں جس نے ترا درد بھر دیا
ہر راہرو کو جس نے مذاقِ سفر دیا

لاکھوں بُتوں کو جس نے جُھکایا ترے حضور
نقشِ دُوئی کو جس نے مٹایا ترے حضور
عنوانِ عشق تیرے فسانے کو دے دیا
تیرا پیام جس نے زمانے کو دے دیا
اِک نور ہے جو ظلمتِ اوہام کے لئے
گرجا جو شیر بن کے ترے نام کے لئے
جادُو اثر کلام ہے شیریں بیان ہے
جس کی پکار قافلہ والوں کی جان ہے
جس نے لیا ہے نور فقط تیرے نام سے
جس کے لئے خود آپ بھی اُترے[1] تھے بام سے
جو تیری عظمتوں کی مجسّم دلیل ہے
کچھ روز سے وہ بندۂ عالی علیل ہے

مانا کہ تو کریم بھی ہے بے نیاز بھی
حکمت تری عیاں بھی ہے سربستہ راز بھی
"لَا تَقْنَطُوْا" کا وعدہ عالی تو ہم سے ہے
اپنا سوال تیری نگاہِ کرم سے ہے

[1] کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)
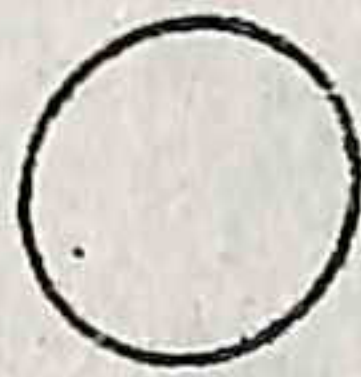
مکرم چوہدری فیض عالم خان صاحب فیض بینگوی
سابق ایڈیٹر اخبار "المصلح" - کراچی

حُسن و احساں کی وہی تصویر آ کر دیکھئے!

مصلح موعود کی تنویر آ کر دیکھئے
قدسیوں کے خواب کی تعبیر آ کر دیکھئے

نطقِ پیغمبر سے جو نکلی تھی اجمالاً خبر
آج اُس اجمال کی تفسیر آ کر دیکھئے

جس "میاں محمود" کو سمجھے تھے ہے بچہ ابھی
اُس "میاں محمود" کی توقیر آ کر دیکھئے

وقت کی آنکھوں نے دیکھی تھی جو کچھ دُور سے
حُسن و احساں کی وہی تصویر آ کر دیکھئے

جو مقدس سلسلہ اُمّی نبیؐ سے تھا چلا
وہ یہاں زنجیر در زنجیر آ کر دیکھئے

یعنی منہاجِ نبوّت پر خلافت کا قیام
دینِ احمد کے امانت گیر آ کر دیکھئے

"الوصیت"، "انجمن" پھر "وقف" و "تحریک جدید"
اِک "نظامِ نو" کی یہ تعمیر آ کر دیکھئے

قادیاں جنت نشاں دیکھا تھا اب ربوہ کو دیکھ
رات دن جاری ہے جُوئے شیر آ کر دیکھئے

جو کرن پھوٹی تھی احمدؑ کی نگاہِ ناز سے
ہو رہی ہے آج عالمگیر آ کر دیکھئے

"مصلح موعود" کی مدحت خود اِک اعجاز ہے
فیض کے اشعار کی تاثیر آ کر دیکھئے

محترم محمد شفیع صاحب اسلم

المصلح الموعود کا پیغام ـــــ جماعت کے نام!

وہ مظہرِ نورِ خدا - پہنے ہوئے نوری قبا
وہ جسکی صورت دلربا - صد مرحبا صد مرحبا
وہ کون ہے محمود ہے
محمود ہے مسعود ہے - وہ پہلوانِ کبریا

قدرت کا منظورِ نظر - جس کی نگہ جادو اثر
جس کی زباں پر قلب پر - روح القدس ہے جلوہ گر
اسلام کا زندہ نشاں
اسلام کی رُوحِ رواں - رشید اسے دینِ مصطفےٰ

وہ حسن و احسانِ مسیحؑ - وہ پیکرِ شانِ مسیحؑ
پابندِ فرمانِ مسیحؑ - ہاں ہاں وہی جانِ مسیحؑ
ارشاد فرماتا ہے وہ
اِک راز سمجھاتا ہے وہ - ہاں سلسلے کا رہنما

وہ افتخارِ قدسیاں - وہ رونقِ بزمِ جہاں
وہ واقفِ رمزِ نہاں - وہ علم کا بحرِ رواں
فرما رہا ہے وہ تمہیں
سمجھا رہا ہے وہ تمہیں - فضلِ خدا دیں کا عصا

جب زندگی دشوار ہو - تدبیر سب بیکار ہو
ہاں جذبۂ ایثار ہو - اور موت کا اقرار ہو
کھلتا ہے بابِ زندگی
ملتا ہے آبِ زندگی - اے کاش تُو سمجھے ذرا

جس قوم میں غیرت نہیں - ایمان کی دولت نہیں
طاقت نہیں ہمت نہیں - اس کی یہاں قوت نہیں

میداں میں آ کچھ کام کر

زندوں میں اپنا نام کر۔ ہمت کا حامی ہے خدا

یا عشق کا دعویٰ نہ کر۔ یا موت کی پروا نہ کر

کچھ پاسِ الفت ہے اگر۔ رُسوا نہ ہو رُسوا نہ کر

دانا نہ بن دیوانہ بن

تو شمع کا پروانہ بن۔ ایمان کے جوہر دکھا

اک اور پیدا کر جہاں۔ اس کا مٹا کر تو نشاں

ہاں یہ زمین و آسماں۔ پھر سے بنا اے نوجواں

الحاد کو برباد کر

برباد کو آباد کر۔ کچھ معرفت کے بل دکھا

تو بیکسوں کا یار بن۔ غمخوار بن دلدار بن

لیکن ذرا خوددار بن۔ ناداں نہ بن ہشیار بن

دنیا میں تو ممتاز رہ

اور مائلِ پرواز رہ۔ اللہ پر رکھ آسرا

آپس میں ہو وابستگی۔ وہ انتہا ہو عشق کی

جب مل گئے دو احمدی۔ مجنوں کو لیلےٰ مل گئی

یہ بے خودی ہردم رہے

وارفتگی ہردم رہے۔ اے بندۂ مردِ وفا

اُٹھ شب کو کر آہ و بکا۔ رونا ترا پھل لائے گا

ہیں چیز کیا ارض و سما۔ ہر شے یہیں مل جائے گا

بس آنکھ کے پانی سے ہی

دھو ڈال اپنی زندگی۔ تا تجھ پہ راضی ہو خدا

ہاں اے امیر المومنیں۔ اے رہبرِ دینِ متیں

اے یادگارِ اوّلیں۔ ابنِ امامِ آخریں

اسلم بُرا ہے یا بھلا

لیکن وہ آخر ہے ترا۔ تو اسکے حق میں کر دُعا

مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد

مرے امام مرے راہبر کی بات کرو
مسیحِ وقت کے لختِ جگر کی بات کرو

خدا نے اس کو بنایا ہے "مُصلحِ موعود"
حَکَمِ عَدل کے پیارے پسر کی بات کرو

وہی ہے حُسن میں احسان میں نظیرِ پدر
اسی جمیل کی، رشکِ قمر کی بات کرو

نشانِ حق و صداقت ہے لاجرم "محمود"
خدا کے بندۂ عالی گہر کی بات کرو

خدا نے اس کو خلافت کا تاج پہنایا
خدا کے "فضل" کی، اس تاجور کی بات کرو

وہ بالیقیں ہے "اولوالعزم" اپنے کاموں میں
تم اس فہیم و زکی مقتدر کی بات کرو

فروغ دینِ محمدؐ کو ہے دیا ہر سُو
غلامِ سیّدِ نوعِ بشر کی بات کرو

ہوئے جو خاکِ کفِ پا وہ بن گئے اکسیر
نگاہِ حضرتِ "فضلِ عمرؓ" کی بات کرو

درِ خلافتِ حقّہ پہ تم خلوص کے ساتھ
سرِ نیاز جھکاؤ نہ شر کی بات کرو

دیا ہے شادؔ مجھے آبِ زندگی جس نے
تم اس مسیحا نفس، اس خضر کی بات کرو

مکرم عبد الحمید خان صاحب شوق
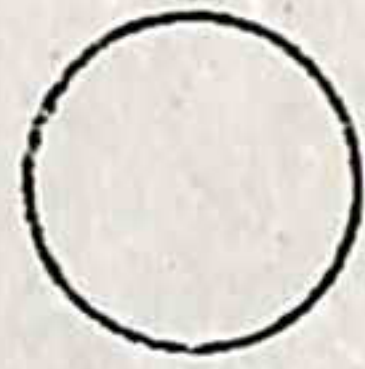
مسیحِ پاک کے فرزند کا دورِ خلافت ہے
یہ عرصہ غیر معمولی صداقت کی علامت ہے

خدا کے فضل سے یہ دور، دورِ کامرانی ہے
اُسی کی مہربانی ہے اسی کی یہ عنایت ہے

شہادت دے رہی ہے صاف "استخلاف" کی آیت
کہ ملّت کو خلافت کی ہمیشہ ہی ضرورت ہے

خلافت ہی سے وابستہ ترقی ہے جماعت کی
یہی تو کاروانِ دین کی اصلی قیادت ہے

مساجد بن گئیں دُنیا کے کتنے ہی ممالک میں
جہاں ہر اسود و احمر کا نورِ دل عبادت ہے

تراجم ہو گئے قرآن کے اکثر زبانوں میں
خدا کے دین کی اقصائے عالم میں اشاعت ہے

ہزاروں ابتلا آئے مگر بگڑا نہ کچھ اپنا
حقیقت میں خلافت کی دعاؤں کی یہ برکت ہے

ابھی تک "مجلسِ عرفان"[1] یاد دل سے نہیں اُتری
یہ نشہ میری ساری عمر کا سامانِ راحت ہے

زمانہ بھر میں کیوں نہ شوق بجتا دین کا ڈنکا
جنابِ میرزا محمود احمد کی خلافت ہے

---

[1] قادیان میں حضور اس نام کی ایک مجلس میں قرآنی حقائق و معارف کے دریا بہایا کرتے تھے۔ سبحان اللہ۔

ممبران مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۶۴-۶۵ء

دائیں سے بائیں (بیٹھے ہوئے) :— محمد اسماعیل صاحب منیر (مہتمم اطفال) - حمید اللہ صاحب (مال)
لطف الرحمٰن صاحب (معتمد) - صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب (صدر) - صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
(نائب صدر) - نورالحق صاحب تنویر (تعلیم) - رفیق احمد صاحب ثاقب (مجالس بیرون)
کھڑے ہوئے :— عبدالرشید صاحب غنی (تجنید) - مرزا انس احمد صاحب (اصلاح و ارشاد)
لطف الرحمٰن صاحب محمود (وقار عمل) چوہدری عبدالعزیز صاحب (مقامی) مبارک احمد انصاری صاحب
(صنعت و تجارت) - عبدالشکور صاحب اسلم (اشاعت) محمد اعظم صاحب (تحریک جدید و وقف جدید)
مبارک مصلح الدین (محاسب)

ممبران بورڈ اشاعت خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۶۴-۶۵ء
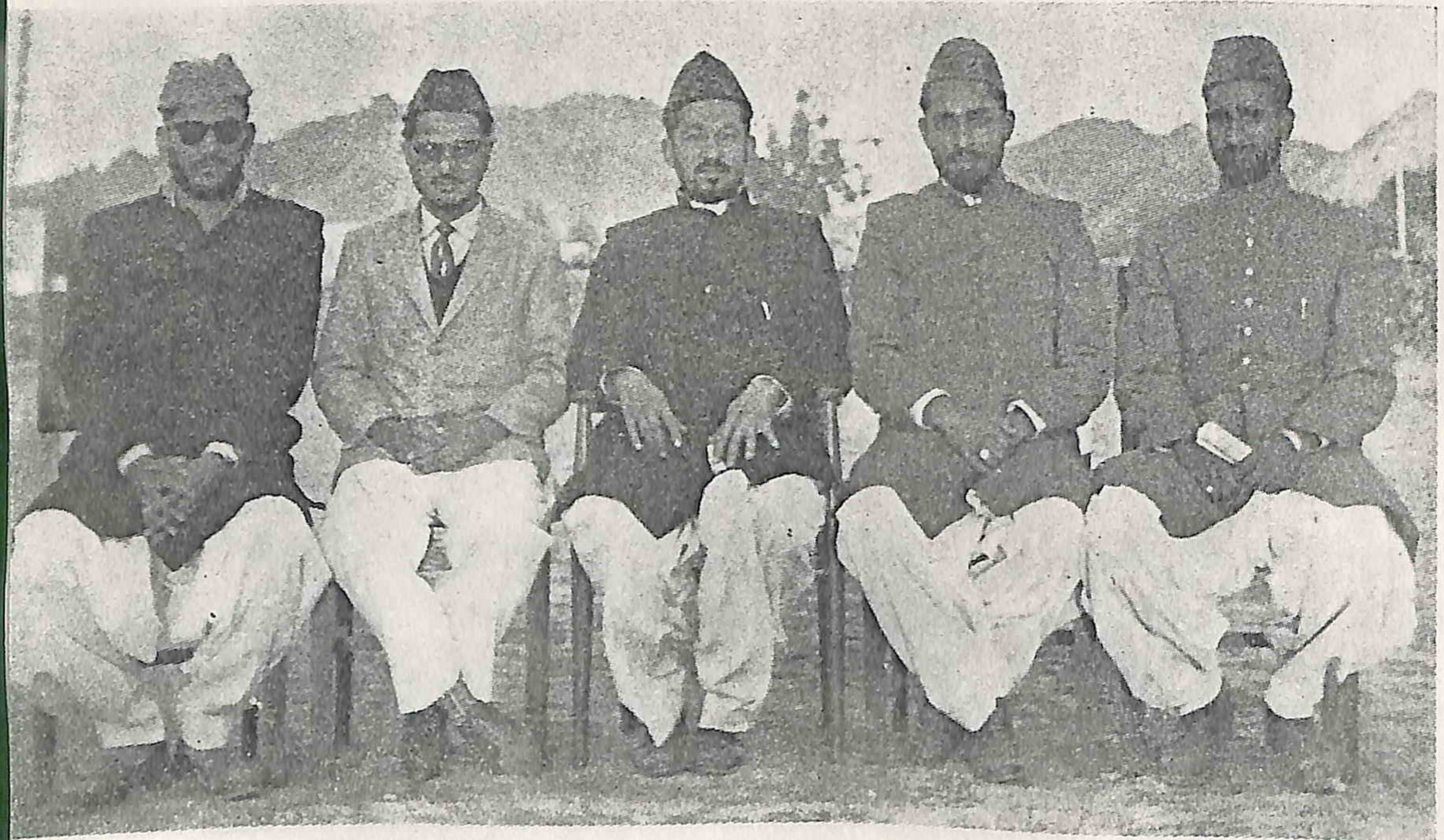
دائیں سے: اسماعیل منیر- رفیق ثاقب - صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (صدر) عبدالشکور (سیکرٹری) لطف الرحم

مکرم حکیم محمد صدیق صاحب فاضل شمس الاطباء ربوہ

زندہ باد! اے ملّتِ خیر الوریٰ کے تاجدار
زندہ باد! اے جادۂ دینِ ہدیٰ کے شاہسوار

زندہ باد! اے صاحبِ تختِ خلافت زندہ باد!
آگئی پھر تیرے دم سے باغِ احمدؐ پہ بہار

وہ چمن جس کی نگہبانی تجھے سونپی گئی
سینچ کر خونِ جگر سے کر دیا بابرگ و بار

تیرے ہاتھوں سے ملی وہ تمکنت اسلام کو
ضُعفِ دینِ مصطفےٰ جس سے اُڑا مثلِ غبار

عمرِ نوخیزی سے پیری تک کیا تُو نے جہاد
کر دیا سب طاقتوں کو دینِ احمدؐ پہ نثار

پائے استقلال میں لغزش کبھی آئی نہیں
جرأت و عزم و عمل تیرے ہیں مثلِ کوہسار

تیرے سب اعداء جہاں میں خائب و خاسر ہوئے
ہر قدم پر تجھ کو پہنچی نصرتِ پروردگار

کیا کروں گا میں قصیدہ صفت میں تیرے رقم
کر نہیں سکتا میں تیرے کارناموں کا شمار

تیری برکت سے ہی محکوموں کو آزادی ملی
کھا رہا ہے اک جہاں تیری دعاؤں کے ثمار

تُو نے آ کر اتنی وسعت دی ہے بیت اللہ کو
ساری دنیا میں بنا دی ہیں مساجد بے شمار

نورِ قرآں تجھ سے پھیلا ہے جہاں میں اس طرح
چاند سے ہوتا ہے جیسے روشنی کا انتشار

سینہ تیرا گوہرِ قرآں سے یوں معمور ہے
جیسے رکھتا ہے صدف سینے میں دُرِّ آبدار

گود میں تیری پلا جو ہو گیا یوں باکمال
نافۂ آہو میں جیسے خون سے مشکِ تتار

کس قدر ہے شان اِس پچاس سالہ دور کی
ہو مبارک آپ کو اے صاحبِ گردوں وقار

اسسٹنٹ ایڈیٹر

سنہ ۱۹۱۴ء سے سنہ ۱۹۶۴ء تک

گزشتہ نصف صدی کے بعض اہم واقعات کا سن وار تذکرہ

سنہ ۱۹۱۴ء

- ۱۴ مارچ کو بعد نماز عصر (مسجد نور قادیان میں) خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کی تدفین عمل میں آئی
- جماعت احمدیہ کے نمائندوں کو خطاب کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنا پروگرام بیان فرمایا۔[۱]
- حضرت میر حامد شاہ صاحب رضؓ نے خلافت ثانیہ کی بیعت کر لی[۲]
- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے والئے بھوپال نواب سلطان جہاں کو احمدیت کی دعوت پر مشتمل خط رقم فرمایا۔
- ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغی وفود نے دورے کئے۔

---

[۱] یہی تقریر "منصب خلافت" کے عنوان سے کتابی شکل میں طبع ہوئی

[۲] ۱۹۱۴ء میں خلافت کے موقعہ پر غیر مبایعین نے ۴ اصحاب کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والوں سے بیعت لینے پر مقرر کیا (ا) حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب (ب) حضرت سید حامد شاہ صاحب (ج) حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری (د) جناب خواجہ غلام الدین صاحب صرف خواجہ صاحب مرحوم رہے۔ باقی دو اصحاب نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کر لی۔

- منارۃ المسیح کی تکمیل کا آغاز
- جلسہ سالانہ خلاف معمول ۵ دن جاری رہا۔

سنہ ۱۹۱۵ء

- سیلون میں اعلائے کلمۃ اللہ
- ماریشس مشن کا آغاز
- قادیان میں مبلغین کلاس کا اجرا
- والئ دکن میر عثمان علی خان کو دعوت (تحفۃ الملوک کی پیشکش)
- مشہور مخیر خادم سلسلہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب آف سکندر آباد دکن کی بیعت
- قادیان سے ہفت روزہ فاروق کا اجراء

سنہ ۱۹۱۶ء

- قادیان میں منارۃ المسیح کی تکمیل۔
- لاہور میں احمدی طلباء کی سہولت کے لئے ہوسٹل کا قیام۔
- انجمن ترقی اسلام قادیان کی طرف سے قرآن مجید کے پہلے پارہ کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت۔

- آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ کی قادیان میں آمد اور حضرت خلیفۃ المسیح سے ملاقات۔

سنہ ۱۹۱۷ء

- نور ہسپتال قادیان کی تکمیل
- بمبئی میں علمائے سلسلہ کی بھرپور تبلیغی کوشش اور لٹریچر کی وسیع اشاعت
- قادیان اور مضافات کے غیر احمدی اصحاب کو دعوت حق
- حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا عزم انگلستان برائے تبلیغ
- سیلون سے انجمن احمدیہ کولمبو کی طرف سے انگریزی میں ہفتہ واری اخبار THE MESSAGE کا اجراء
- آسٹریلیا میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت
- پنجاب کے سابق چیف جسٹس اور یوپی کے سابق گورنر کو انگلستان مشن کی طرف سے دعوت اسلام

سنہ ۱۹۱۸ء

- انفلوئنزا کی عالمگیر وبا پھیل جانے پر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت خلق کے بارے میں ہدایات کے تحت احمدی ڈاکٹروں اور طبیبوں نے خلق خدا کی بے لوث خدمات سرانجام دیں۔
- تحریک وقف زندگی کا احیاء حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے اس پر خاص زور
- جنگ عظیم کے خاتمہ پر دنیا کے ۱۸ مختلف حکمرانوں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے تحفۃ الملوک کے انگریزی ترجمہ کی پیشکش کے ساتھ دعوت حق ۱؎
- خلاف اسلام دلآزار کتاب ستیارتھ پرکاش کے خلاف سخت احتجاج کیا گیا۔

سنہ ۱۹۱۹ء

- صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ نظارتوں کے متوازی نظام کا قیام
- گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے مقام پر تعلیم الاسلام سکول کا احیاء
- جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے گورنر پنجاب سے ملاقات کر کے تبلیغی لٹریچر پیش کیا نیز ترکوں سے معاملہ کرتے وقت مسلمانان عالم کے جذبات کا خیال رکھنے کی اپیل کی۔

سنہ ۱۹۲۰ء

- نیویارک مشن کا آغاز
- مولوی عبدالباری فرنگی محل کی درخواست پر الہ آباد میں معاہدہ ترکیہ کے متعلق منعقد ہونے والی کانفرنس کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مضمون

۱؎ ۱۸ حکمران۔ شاہ ترکی۔ شاہ بلجیم۔ شاہ سرویا۔ شاہ جاپان۔ صدر فرانس۔ صدر امریکہ۔ صدر پرتگال۔ شاہ رومانیہ۔ شاہ مانٹی نیگرو۔ شاہ یونان۔ شاہ مصر۔ شاہ سیام۔ صدر چین۔ صدر برازیل۔ صدر کیوبا۔ صدر پانامہ۔ صدر لائبیریا وغیرہ۔ یہ تحفہ اور پیشکش کی خدمت حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایل۔ ایل۔ ڈی۔ ڈی۔ ڈی اے نے سرانجام دی۔

لکھا۔ جسے احمدیہ وفد نے وہاں پیش کیا ؎۱

- ہندوستان کے مختلف مقامات پر حضور نے متعدد معرکۃ الآراء لیکچر ارشاد فرمائے ؎۲
- مسجد لنڈن کے لئے قطعہ اراضی خریدا گیا۔

۱۹۲۱ء

- افریقہ کے ممالک سیرالیون اور گولڈ کوسٹ میں تبلیغ اسلام کا آغاز
- شکاگو امریکہ میں احمدیہ مسلم مشن کا آغاز۔ مشن کی طرف سے انگریزی جریدہ "سن رائز" کا اجراء
- حضرت خلیفۃ المسیح کا سفر کشمیر، تبلیغی جلسوں کا انعقاد اور کشمیر میں احمدیت کی ترقی کا آغاز
- حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہجرت کی تحریک میں مسلمانان ہند کی صحیح راہنمائی
- شاہ بلجیم اور صدر برازیل کو اسلامی لٹریچر کی مزید پیشکش اور دعوت اسلام
- سرزمین حجاز میں حضرت میر محمد سعید صاحب کے ذریعہ احمدیت کے پیغام کی اشاعت
- افریقہ کی فینٹی قوم سالٹ پانڈ اور لیگوس کے علاقہ میں احمدیت کی معجزانہ اشاعت۔ شاہ لیگوس کی تبلیغ، ہزارہا افراد کی اجتماعی بیعت۔

۱۹۲۲ء

- جماعت احمدیہ میں شاورھم فی الامر کے مطابق باقاعدہ مجلس مشاورت کا آغاز
- جماعت کے وفد نے شہزادہ ویلز کو تبلیغی کتاب "تحفہ شہزادہ ویلز" پیش کی۔
- امریکہ میں مسجد شکاگو کا قیام
- مجلس حسن بیان کا قیام (نوجوانوں میں انگریزی اور عربی میں تقریر کا ملکہ پیدا کرنے کی منظم کوشش)
- مصر میں احمدیت کی تعلیمات کا نفوذ
- احمدی مستورات کی تنظیم "لجنہ اماء اللہ" کا قیام
- احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ کا اجراء

۱۹۲۳ء

- جماعت ہائے احمدیہ میں لجنہ اماء اللہ کا استحکام
- مسجد برلن کے لئے احمدی مستورات نے ایک لاکھ روپیہ فراہم کیا۔ ؎
- مسجد اقصیٰ قادیان میں توسیع
- مجلس مشاورت نے ادنیٰ اقوام میں تبلیغ اسلام کی اہمیت پر زور دیا۔ اور ایک ٹھوس قابل عمل سکیم تیار کی گئی

۱۹۲۴ء

- یوپی کے علاقہ ملکانہ میں "شدھی" اور ارتداد کے فتنہ کا سدباب کیا۔ جماعت کے ہر طبقے سے مجاہدین

؎۱ "معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ" (مطبوعہ الفضل ۱۷ مئی ۱۹۲۰ء)

؎۲ اسلام میں اختلافات کا آغاز — آئندہ مذہب اسلام — مذہب اور اس کی ضرورت وغیرہ

؎ بعض مجبوریوں کی بنا پر مسجد برلن تو تعمیر نہ کی گئی۔ مگر یہ روپیہ احمدی خواتین کے مشورہ سے اہم دینی اغراض پر صرف کیا گیا۔

نے اس جہاد میں حصہ لیا

- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی "ویمبلے کانفرنس" میں شرکت کرنے کے لئے لنڈن تشریف لے گئے۔ دس تھے اور بزرگان سلسلہ بھی اس سفر میں ساتھ گئے تھے حضور نے اس سفر میں لنڈن میں مسجد فضل کی بنیاد رکھی۔
- ایران اور شام میں تبلیغی کوششوں کا آغاز
- افغانستان میں حضرت مولانا نعمت اللہ خان صاحب کو امیر کابل کے حکم سے شہید کر دیا گیا۔ اس ظالمانہ اقدام کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا۔
- روس اور بخارا میں احمدی مبلغین کا داخلہ
- حضرت میر ناصر نواب صاحب رضؓ اور حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ کا انتقال پُر ملال

۱۹۲۵ء

- ۲۰-۱۹۱۹ء میں نظارتوں کے جس متوازی نظام کا اجراء ہوا تھا اسے صدر انجمن احمدیہ میں مدغم کر دیا گیا
- "محکمہ قضاء" کا اجراء[1]
- دمشق میں باقاعدہ مشن کا آغاز
- جاوا سماٹرا میں تبلیغی مراکز کا قیام اور بیعت کی شکست۔
- احمدی لڑکیوں اور خواتین کی خصوصی تعلیم کے لئے قادیان میں "مدرسۃ الخواتین" کا اجراء
- افغانستان کے مظلوم احمدی شہیدوں کے ظالمانہ قتل پر لیگ آف نیشنز سے احتجاج
- حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی "تحریک ایک لاکھ" کی کامیابی۔
- مسجد احمدیہ لنڈن کی تعمیر کا آغاز۔ لنڈن کے لاٹ پادری کو تبلیغ اور دعوتِ مباہلہ
- ایک کارٹون میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کے خلاف لنڈن مشن کی طرف سے احتجاج[1]
- مدینہ منورہ پر نجدیوں کے حملہ اور مزار اقدس حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کے خلاف جماعت کی طرف سے شدید احتجاج
- مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چار دیواری کی تعمیر

۱۹۲۶ء

- مسجد لنڈن کی تکمیل اور افتتاح۔ افغانستان میں احمدیت کا چرچا۔
- عراق میں احمدیت کی تبلیغ کی اجازت مل گئی[2]

---

[1] اس میں ان خدمات کی سماعت ہوتی ہے جو قابل دست اندازی پولیس نہ ہوں کوئی کورٹ فیس نہیں لی جاتی۔ نہایت سادہ طریق کار ہے۔

[1] یہ دل آزار کارٹون سنہ ۲۵/۸/۱۸ میں طبع ہوا۔ اخبار نے معافی مانگی۔ اور حکومت کی طرف سے آئندہ محتاط رہنے کی وارننگ دی گئی۔

[2] بعض غلط فہمیوں کی بناء پر حکومت عراق نے احمدیت کی تبلیغ پر پابندی عائد کر دی تھی۔ حضور کی ہدایت کے مطابق حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نے ارباب اختیار کی غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے اجازت حاصل کی۔

- احمدی مستورات کے جریدہ "مصباح" کا اجراء
- احمدی مستورات کے سالانہ جلسہ کا آغاز
- قادیان میں تار گھر کا قیام
- قادیان میں قصرِ خلافت کی بنیاد رکھی گئی۔
- سالٹ پانڈ میں تعلیم الاسلام سکول کی بنیاد رکھی گئی

۱۹۲۷ء

- "رنگیلا رسول" نامی دلآزار کتاب کے ناشر کی بریت پر احتجاجی تحریک چلائی گئی۔
- رسالہ "ورتمان" امرتسر کی توہینِ اسلام کے خلاف احتجاج[1]
- حضور کی اپیل پر مسلمانانِ ہند نے سارے ہندوستان میں یوم تحفظِ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم" منایا۔
- مذہبی پیشواؤں کی حفاظتِ ناموس کے لئے جدوجہد کا آغاز۔ ذی اثر اصحاب اور برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان سے رابطہ قائم کرکے تعزیرات ہند میں نئی دفعہ کی ایزادی کرائی گئی۔
- مسلمانانِ ہند کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک موثر مہم کا آغاز (تجارت اور باہمی اتحاد پر غور)
- قادیان کو سمال ٹاؤن کمیٹی کی حیثیت مل گئی۔
- سیرالیون میں باقاعدہ مشن کا اجراء۔
- مسلمانانِ ہند کے حقوق کے لئے وہ محضر نامہ پیش کیا گیا جو جماعت احمدیہ کی کوششوں سے اسی ہزار مسلمانوں نے دستخط کئے۔

- مشہور مسلمان راہنما مولانا محمد علی جوہر کی قادیان میں آمد
- حضرت مولانا عبد اللہ صاحب سنوری کا انتقال
- "مستریوں" کا منافقانہ حرکتوں کی وجہ سے اخراج۔ اور ان کے ناپاک فتنے کا آغاز

۱۹۲۸ء

- حیفہ مشن (فلسطین) کا اجراء
- قادیان میں ریلوے لائن پہنچ گئی۔[2]
- جامعہ احمدیہ کا قیام
- حضور کی تجویز اور اپیل پر ہندوستان میں جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا آغاز
- ہندی رسالہ "شردھ سماچار" کے خلاف شدید احتجاج

۱۹۲۹ء

- نصرت گرلز سکول قادیان کا اجراء (اس سکول کی [illegible] شرح خصوصی دینی تعلیم کے لئے وقف کی گئی۔)
- آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ
- گورنر پنجاب کی خدمت میں ایڈریس اور واٹر یہ تحریک سے تعاون
- قادیان میں سکھوں کا حملہ مذبح خانہ کا انہدام۔ اور مسلمانانِ ہند کی طرف سے شدید احتجاج۔ اور عدالت میں مسلمانوں کی آئینی فتح

---

[1] حکومت نے اسے ضبط کر لیا۔

[2] پہلی گاڑی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگانِ جماعت امرتسر سے سوار ہو کر قادیان تشریف لائے اور دعاؤں سے افتتاح فرمایا۔

- ذبیحہ گائے کے موضوع پر حضور کا مکتوب، ہندو، سکھ اور مسلمان لیڈروں کے نام
- حضرت مولانا حافظ روشن علی صاحبؓ کا انتقال پُر ملال

۱۹۳۰ء

- ڈچ حکومت کی ہدایت پر سماٹرا کے ڈچ کونسل کی قادیان میں احمدیت کے مطالعہ کے لئے آمد
- سیاسی معاملات میں حضور کی طرف سے مسلمانوں کی راہنمائی اور سیاسی حلقوں میں مقبولیت۔
- مستریوں کے فتنہ کا عروج۔ امرتسر سے دلآزار لٹریچر کی اشاعت۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا عدیم المثال صبر اور احباب جماعت کو صبر کی تلقین۔ جماعت کی طرف سے حضور سے والہانہ عقیدت کا اظہار۔ جماعت قادیان کی طرف سے "مستریوں" کو مباہلہ کی دعوت۔
- مقدمہ بلوہ قادیان کی سماعت

۱۹۳۱ء

- حضرت خلیفۃ المسیح کو کشمیر کمیٹی کا صدر منتخب کیا گیا۔ جماعت کے وکلا رضا کاروں اور کارکنوں نے کشمیری مسلمانوں کے مفادات کے لئے ان تھک کوششیں کیں۔
- ۱۴ اگست کو مسلمانان ہند اور جماعت ہائے احمدیہ نے حضرت صاحب کی اپیل پر یوم کشمیر منایا۔
- لارڈ ارون وائسرائے ہند کو جماعت احمدیہ کے وفد نے تبلیغی رسالہ "تحفہ لارڈ ارون" پیش کیا۔
- گول میز کانفرنس لندن میں شامل ہونے والے وفد کے مسلمان ممبروں کی لنڈن مسجد میں آمد۔ علامہ اقبال کی طرف سے مشن کی خدمات کا اعتراف
- جاوا میں علیحدہ مشن کا قیام

۱۹۳۲ء

- کشمیر میں کشمیر کمیٹی کی کوششوں سے کشمیری مسلمانوں کو بنیادی حقوق مل گئے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کی گراں قدر خدمات کا اعتراف۔ احمدیہ ٹریننگ کور کا قادیان میں اجراء
- پہلا ملک گیر یوم التبلیغ (۸ ۲۲) کو منایا گیا۔ مردوں عورتوں، بچوں، بوڑھوں سب نے اس میں حصہ لیا۔
- قادیان کے مشرق میں آبادی کی ترقی۔ محلہ دارالانوار کا افتتاح
- قادیان میں پہلی بار ہوائی جہاز کی آمد۔ حضرت امیر المومنین اور کئی دیگر احباب نے تفریحی پرواز کی۔

۱۹۳۳ء

- ڈیٹن (یو۔ ایس۔ اے) میں مشن کا قیام
- افغانستان کے ظالم شاہی خاندان کا خاتمہ۔ نادر شاہ کا عروج اور اس کا قتل[1]
- احراریوں کی فتنہ انگیزی پر حضور کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہو گئے۔
- کانفرنس اتحاد مذاہب شکاگو کے لئے حضور نے افتتاحی پیغام ارسال کیا

---

[1] "نادر شاہ کہاں گیا" کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

- حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کا انتقال پُرملال۔
(تعلیم و تربیت کے لحاظ سے احمدی مستورات کا نقصان عظیم)

۱۹۳۴ء

- احرار کی طرف سے جماعت احمدیہ کے خلاف شورش برپا کی گئی۔ حکومت کی طرف سے احراریوں کی پشت پناہی
- "تحریک جدید" کا آغاز۔ حضور نے جماعت کے سامنے ۱۹ مطالبات رکھے
- مشرقی افریقہ، برما، نائیجیریا میں تبلیغی مشنوں کا قیام
- مسجد احمدیہ لائل پور کا افتتاح حضور نے فرمایا اور ایک پبلک لیکچر ہال میں اہل لائل پور پر صداقتِ احمدیت واضح فرمائی۔
- کشمیری مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے "آل انڈیا ایسوسی ایشن" کا اجراء
- جماعت احمدیہ میں مسلمانانِ کشمیر کی امداد کے لئے "کشمیر فنڈ" کا اجراء (جواب تک جاری ہے)
- مصیبت زدگانِ بہار کی جماعت کی طرف سے امداد

۱۹۳۵ء

- حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر قادیان میں قاتلانہ حملہ
- احراری شورش اپنے جوبن پر پہنچ کر خدا تعالیٰ کے ہاتھوں ناکام ہوئی۔
- سنگاپور، ہانگ کانگ اور جاپان میں تبلیغی کوششوں کا آغاز
- حبشہ میں ڈاکٹر نذیر احمد صاحب بھاکے کے توسط سے تبلیغی مساعی کا آغاز
- قادیان میں بجلی پہنچ گئی۔
- قادیان اور دوسرے مقامات پر جماعت ہائے احمدیہ میں حضور کی اجازت سے "نیشنل لیگ کور" کی تاسیس۔
- زلزلہ کوئٹہ کے مصیبت زدگان کی جماعت کی طرف سے امداد
- مسجد اقصیٰ قادیان کی مزید توسیع۔

۱۹۳۶ء

- یوگوسلاویہ، سپین اور ہنگری میں تبلیغی کوششوں کا آغاز
- قادیان میں "صنعتی سکول" کا اجراء (لوہے لکڑی اور چمڑے کا کام سکھایا جاتا تھا)
- راجہ پونچھ کو اسلامی لٹریچر کی پیشکش
- مقدمہ قبرستان قادیان اور مخالفین کی فتنہ انگیزی

۱۹۳۷ء

- سیرالیون میں باقاعدہ تبلیغی مرکز کا قیام
- قادیان میں ٹیلیفون کا آغاز۔ آبادی میں ترقی۔
- اٹلی اور پولینڈ میں تبلیغی کوششوں کا آغاز۔
- مطالبہ وقف زندگی کے ضمن میں احمدی نوجوانوں کا قابلِ تعریف نمونہ۔
- مصری صاحب کا فتنہ اور بانیانِ فتنہ کا جماعت سے اخراج

۱۹۳۸ء

- تحریک جدید کے تحت واقفین زندگی کی ٹریننگ کے لئے قادیان میں دارالواقفین کا قیام
- مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ کا قیام
اور ان کے منشور اور دستور کی تیاری۔

- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر "سیر روحانی" کے ایمان افروز سلسلہ تقاریر کا آغاز فرمایا۔
- مسجد اقصیٰ میں لاؤڈ سپیکر کا آغاز
- حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسمل فردوسی ہند کا انتقال

سنہ ۱۹۳۹ء

- لوائے احمدیت (جماعتی پرچم) کے لئے کمیٹی کا تقرر
- تعلیم ناخواندگان کی تحریک کا اجراء (خدام الاحمدیہ کے تحت قادیان کے ۱۱ محلہ جات میں ناخواندگی ختم کرنے کی مہم
- لنڈن مشن کی طرف سے یورپ میں قبر مسیح کا اعلان
- امیر فیصل اور مندوبین فلسطین کانفرنس کے نام حضرت امام جماعت احمدیہ کا پیغام
- احمدیہ دارالبیعت لدھیانہ کی تعمیر
- قرآن کریم کے گورمکھی اور ہندی تراجم کی اشاعت
- چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ کی قادیان میں آمد اور حضور سے ملاقات
- خلافت ثانیہ کی "سلور جوبلی" منائی گئی۔ تین لاکھ روپیہ حضور کی خدمت میں جماعت کی طرف سے نذر کیا گیا جس سے حضور نے جماعتی ترقی کے لئے "خلافت جوبلی فنڈ" قائم فرمایا۔
- حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے دست مبارک سے پہلی مرتبہ لوائے احمدیت اور لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا (جلسہ سالانہ کے موقعہ پر)

سنہ ۱۹۴۰ء

- یو۔ پی اور سی۔ پی میں احمدی علماء کے وفد نے خاص طور پر تبلیغ کی۔
- سری نگر میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کا آغاز
- بلاد عربیہ میں لٹریچر کی اشاعت کی طرف خاص توجہ دی گئی۔ البشریٰ کی وسیع اشاعت
- غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے ۳ مارچ کو یوم التبلیغ منایا گیا۔
- حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری نے خلافت ثانیہ کی بیعت کر لی۔
- ہجری شمسی تقویم کا آغاز
- قادیان میں "اجتماعی وقار عمل" کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگان سلسلہ بھی اس میں شریک ہوتے۔ اس نمونہ سے ہماری جماعت میں ایک نئی فعالیت پیدا ہوئی۔
- چیف جسٹس آف انڈیا اور کمال یار جنگ ایجوکیشن کمیشن کی قادیان میں آمد
- مصیبت زدگان ترکی کی امداد
- بمبئی ریڈیو سے حضور کی تقریر "میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں؟" نشر ہوئی۔
- حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضل کا انتقال

سنہ ۱۹۴۱ء

- متعدد اہم شخصیات (سر فریڈرک جیمز۔ سر جی بوزد مہاراجہ آف پٹیالہ وغیرہ) کی مرکز سلسلہ میں آمد حضور سے ملاقات اور مقامی صنعتی اور تعلیمی ادا

هوالشافی

کیوریٹو سسٹم اور اس کی ادویات

"کیوریٹو سسٹم" جدید ترین میڈیکل سائینس ہے جس کی بنیادیں قرآن و حدیث کی طبی تعلیمات پر مبنی ہیں اور جو ہومیوپیتھی کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے۔ "کیوریٹو سسٹم" کی ادویات کی کامیابی کا یہی ثبوت کافی ہے کہ تھوڑے سے عرصہ میں یہ طریقۂ علاج ربوہ سے نکل کر ملک کے بڑے بڑے شہروں میں پھیل چکا ہے اور کئی لاعلاج بیماریاں "کیوریٹو سسٹم" کی خاص ادویات سے قابل علاج ہو گئی ہیں مختصر فہرست ادویہ ملاحظہ ہو۔ تفصیلات کے لئے اپنے قریبی "کیوریٹو سنٹر" سے رجوع کریں۔

(۱) "کیوریٹو" —— سردی سے پیدا ہونے والی ہر مرض کا علاج۔

(۲) "بے بی ٹانک" —— کمزور اور سوکھے بچوں کے لئے بہترین ٹانک

(۳) "اینٹی پائیوریا" —— گوشت خورہ، دندان اور مسوڑھوں کی خرابی کا علاج۔

(۴) "لیکورین" —— لیکوریا سیلان الرحم کی کامیاب دوا۔

(۵) "مینسلین" —— ماہواری کی درد، کمی اور زیادتی کے لئے

(۶) "میپیشن تورس" طاقت اور شباب کے لئے

(۷) حیوانات کی ادویات —— "اکسیر اپھارا"، اکسیر گل گھوٹو"، اکسیر منہ کھر وغیرہ۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ، کرشن نگر —— لاہور

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار —— ربوہ

مغل کیسنگ الیکٹرک ورکس لاہور

—— ساگوان سے بنے ہوئے ——

راونڈ بلاک، سوچ بورڈ، چیپٹی (ریپڈرن) اور کیسنگ

خریدنے کیلئے

ہمارے ہاں تشریف لائیں

یہ آپ کی اپنی دوکان ہے

(میت کے لئے تابوت بھی بنائے جاتے ہیں)

مستری نذر محمد مغل کیسنگ الیکٹرک ورکس 5۔ کچا راوی روڈ۔ لاہور

تنظیمی اداروں کا معائنہ

— جنگ کے باعث بیرونی ممالک میں تبلیغ کی راہ میں مشکلات۔

— حضرت اقدس کے بزرگ صحابی حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے انتقال فرمایا۔

۱۹۴۲ء

— قادیان کے ارد گرد کے دیہات میں تبلیغی کوشش تیز تر کی گئیں۔ متعدد بزرگوں نے اعزازی طور پر پیغام حق کی اشاعت میں حصہ لیا۔

— حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب آف دکن نے صداقتِ اسلام اور صداقتِ احمدیت کے متعلق سارے دنیا کے مذاہب کو ایک لاکھ روپیہ کا انعامی چیلنج دیا۔ (جو آج تک کسی نے قبول نہیں کیا)

— ٹانگانیکا کے گورنر اور کمانڈر انچیف کو احمدیت کی تبلیغ۔

۱۹۴۳ء

— "مقامی تبلیغ" کے دائرے کو امرتسر سیالکوٹ جالندھر اور ہوشیارپور کے اضلاع تک وسیع کیا گیا۔

— نائیجیریا میں لیگوس کے مقام پر مسجد احمدیہ کی تعمیر اور افتتاح

— پنجاب کے ممبران اسمبلی کو حضور نے مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے بارے میں مشورہ دیا۔

— قادیان سے غیر مبائعین کے وساوس کے ازالہ کے لئے "مجلس رفقائے احمد" کی طرف سے ماہنامہ "فرقان" کا اجراء

۱۹۴۴ء

— اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے "المصلح الموعود" ہونے کا دعوےٰ فرمایا۔ اور ہوشیارپور لدھیانہ۔ لاہور اور دہلی میں عظیم الشان جلسوں میں اس دعوےٰ کا اعلان فرمایا۔

— تحریک جدید کے دورِ ثانی کا آغاز

— قادیان میں تعلیم الاسلام کالج کا اجراء

— مسجد مبارک قادیان کی توسیع

— مرکزی لائبریری کی ترقی کے لئے ٹھوس اقدامات

— البانیہ کے بادشاہ کنگ زوغو کو دعوتِ اسلام دی گئی۔

— قادیان میں فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے چیف جسٹس کی آمد۔

— حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ ام طاہر رضی اللہ عنہا کا انتقال پُر ملال۔

۱۹۴۵ء

— مبلغین کے وفد کی یورپ کو روانگی۔

— اٹلی اور جزیرہ سسلی میں تبلیغ اسلام کا آغاز

— قادیان سے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ترجمان "طارق" کا اجراء

— قادیان میں سرکاری تربیتی رکاوٹ ٹمپ کیمپ کی اہتمام

— حضور نے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں مساجد قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔

— قادیان میں نظارت تعلیم اور مجلس خدام الاحمدیہ کے تعاون سے پہلی تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد

- تحریک حلف الفضول کا احیاء
- حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضؓ کی وفات
- مسجد احمدیہ ٹبورا اور مسجد احمدیہ ESSIAH کا افتتاح

۱۹۴۶ء

- صوبائی اور مرکزی انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی اور پاکستان کے قیام کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے سرگرم تعاون اور گراں قدر خدمات
- قادیان میں "فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" کا افتتاح ڈاکٹر سر شانتی سروپ بھٹناگر نے کیا۔
- سپین میں اسلامی مشن کا قیام
- سوئٹزرلینڈ میں تبلیغی کوششوں کا آغاز
- تعلیم الاسلام کالج قادیان میں ڈگری کلاسز کا اجراء۔
- جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضور کی طرف سے دنیا کی آٹھ مشہور زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی تکمیل کا شروع ہو جانا۔
- قادیان میں صنعتی اداروں کی ترقی۔

۱۹۴۷ء

- حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے سکھوں کو بھی پاکستان کی حمایت کرنے کی اپیل
- باؤنڈری کمیشن کے سامنے پاکستان کے کیس کو مضبوط کرنے کیلئے مسلم لیگ کی درخواست پر جماعت احمدیہ کی اپیل اور گورداسپور کو پاکستان میں شامل کرنے کی بھرپور جدوجہد۔
- ہالینڈ اور سماٹرا (ملائیشیا) مشنوں کا قیام
- قادیان میں پراونشل ایجوکیشنل ایسوسی ایشن کانفرنس کا انعقاد۔
- مشہور ریاضی دان ڈاکٹر جان ڈل ایف آر ایس اور جرمن فلاسفر ڈاکٹر آر برٹزر کی قادیان میں آمد
- ہجرت کا ابتداء۔ قادیان پر سکھوں کا حملہ۔ اور متعدد احمدیوں کی شہادت۔ سکھوں کے مظالم سے تنگ آکر مسلمانوں کا قادیان میں اجتماع۔ بھارتی پولیس کے ایماء پر بعض احمدی احباب کی گرفتاری۔ احمدیوں کی بخیریت پاکستان میں آمد۔ ۳۱۳ درویش مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے مولانا عبدالرحمن صاحب جٹ کی زیر امارت وہیں مقیم رہے
- عارضی مرکز کا لاہور میں قیام۔ مختلف مقامات پر ذیلی اداروں (سکول، جامعہ، کالج وغیرہ) کا اجراء
- لاہور سے الفضل کا اجراء
- مشرقی پنجاب کے وزیر اعلیٰ اور وزیر داخلہ سے اس علاقہ میں مسلمانوں کی حفاظت کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے وفد کی ملاقات
- شاہ انگلستان، شہزادی الزبتھ، ولی عہد مراکش اور دیگر اہم شخصیات کو دعوت حق۔
- اس سال متعدد بزرگان سلسلہ مثلاً حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ، حضرت صوفی غلام محمد صاحب آف ماریشس رضؓ اور حضرت مولانا شیر علی صاحب نے انتقال فرمایا۔
- لاء کالج لاہور میں حضرت خلیفۃ المسیح نے پاکستان

کے استحکام کے متعلق تقاریر کا سلسلہ شروع فرمایا۔

۱۹۴۸ء

— سوئٹزرلینڈ میں باقاعدہ اسلامی مشن کا اجراء
— کشمیر میں افواجِ پاکستان کی امداد کے لئے فرقان بٹالین کا قیام اور خدمات کا آغاز۔
— نئے مرکز ربوہ کا افتتاح اور تعمیر کا آغاز۔
ربوہ میں ممتاز صحافیوں کی آمد
— اہلِ سیالکوٹ پر حجت۔ حضور کا مقالہ "احمدیت کا پیغام" جلسہ عام میں پڑھا گیا۔
— مرکزی تعلیم القرآن کلاس کا احمد نگر میں انعقاد
— شاہ عبداللہ والی شرق اردن کو دعوتِ حق۔ حضور نے شاہ کے نام خاص پیغام ارسال فرمایا۔
— دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی کی اشاعت۔ (ایک اہم تصنیف)
— حضور کا سفر کوئٹہ۔ مخالفین کی شورش۔ ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب کی شہادت۔

۱۹۴۹ء

— حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ربوہ میں مستقل رہائش کے لئے لاہور سے ۱۹/۹/۴۹ کو تشریف لے آئے۔
— حضور نے صدر مجلس کی حیثیت سے مجلس خدام الاحمدیہ کی براہِ راست نگرانی شروع فرمائی۔
— مسقط میں تبلیغی مشن کا آغاز۔
— ربوہ میں پہلا جلسہ سالانہ اور خدام الاحمدیہ کا پہلا سالانہ اجتماع
— جامعۃ المبشرین کا اجراء
— حضور نے مسجد مبارک کا سنگِ بنیاد نصب فرمایا
— سیرالیون مشن مغربی افریقہ کا قیام
— ربوہ میں ڈاکخانہ کا اجراء
— تعلیم الاسلام سکول گھٹیالیاں کی ہائی سکول کے درجہ تک ترقی۔
— سرگودھا کے کمپنی باغ میں حضور کا اہلِ سرگودھا سے خطاب۔
— سلسلہ احمدیہ کے ممتاز خادم حضرت نواب محمد الدین صاحب کا انتقال۔

۱۹۵۰ء

— ٹرینی ڈاڈ میں مشن کا آغاز۔
— بورنیو مشن کی طرف سے احمدیت اور اسلام پر مشتمل لٹریچر کی اشاعت۔
— امریکن مشن کا ہیڈکوارٹر واشنگٹن منتقل ہوا۔ مسجد واشنگٹن کا قیام
— اہم مرکزی عمارات دفاتر صدر انجمن۔ انجمن احمدیہ تحریک جدید تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ دفتر لجنہ اماء اللہ اور قصرِ خلافت کا حضور نے سنگِ بنیاد نصب فرمایا۔
— حضور کا سفرِ بھیرہ اور اہلِ بھیرہ سے خطاب
— ربوہ میں سٹیٹ بنک کے گورنر ڈاکٹر زاہد حسین کی آمد
— گولڈ کوسٹ میں پہلے احمدیہ کالج کا اجراء
— تعلیم الاسلام کالج لاہور کی پہلی کانووکیشن اور حضور کا پُر اثر خطاب۔

— سیلاب زدگان کی جماعت احمدیہ کی طرف سے امداد

— فرقان بٹالین کی کشمیر سے کامیاب مراجعت

— احرار کی اشتعال انگیزی کی وجہ سے متعدد احمدی پاکستان کے مختلف مقامات پر شہید ہوئے

۱۹۵۱ء

— سیلون میں باقاعدہ مشن کا اجراء حلب میں نئے مشن کا قیام

— جامعہ نصرت (گرلز کالج) کا ربوہ میں حضور نے افتتاح فرمایا

— ڈچ ترجمہ قرآن پر نظر ثانی

— ربوہ میں تار گھر کا قیام

— سیرالیون مشن کی طرف سے آرچ بشپ آف کنٹربری اور دیگر عمائدین مسیحیت کو دعوتِ اسلام

— لاہور سے ہفت روزہ "الرحمة" کا اجراء

— سمندری میں جماعت احمدیہ کی مسجد کو احراریوں نے نذرِ آتش کر دیا

۱۹۵۲ء

— حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا کا انتقال پر ملال

— دفاتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سنگِ بنیاد حضور نے نصب فرمایا

— برما مشن کا تحریک جدید کی طرف سے احیاء اور استحکام

— خدام الاحمدیہ کے ترجمان "خالد" کا ربوہ سے اجراء

— صدر انڈونیشیا اور صدر لائبیریا کو انگریزی ترجمہ قرآن کریم کا تحفہ اور تبلیغ اسلام

— جماعت ہائے احمدیہ نے "یوم مراکش اور ٹیونس" منایا جس میں ان اسلامی ممالک کی آزادی کا مطالبہ کیا گیا

— علامہ محمد بشیر الجزائری نمائندہ احتفال العلماء کی ربوہ میں آمد

— یونیورسٹیوں کے متعدد امتحانات میں احمدی طلباء اول رہے۔ حضور کا اظہار خوشنودی

۱۹۵۳ء

جماعت احمدیہ کے خلاف ملک دشمن عناصر کی شدید فتنہ انگیزی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت راہ نمائی۔ اور دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت کی معجزانہ حفاظت کا سامان

— فسادات پنجاب کے تحقیقاتی کمیشن کا آغاز (جولائی ۱۹۵۳ء)

— قرآن کریم کے جرمن اور سواحیلی ترجمۂ قرآن مجید کی اشاعت۔

— الفضل کی ایک سال کے لئے جبری بندش اور کراچی سے روزنامہ المصلح کا اجراء

— اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے لئے ربوہ میں الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ اور دی اورینٹل اینڈ ریلجس پبلشنگ کمپنی کا قیام

— سلسلہ احمدیہ کی تاریخ محفوظ کرنے کا انتظام

— جامعہ نصرت ربوہ میں ڈگری کلاسز کا اجراء

— حضور ایدہ اللہ نے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

- آپ کی قومی کمپنی ہے۔
- اس کا عملہ با اخلاق، نئی بسیں اور اعلیٰ سروس ہے۔
- پابندیٔ وقت اور خدمتِ خلق نصب العین ہے۔
- درویشانِ قادیان کو فری سفر کی سہولت ہے۔
- دینی کاموں میں تعاون کرتی ہے۔

ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں

اور **پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی** کی بسوں میں لاہور، سرگودھا، ربوہ، شیخوپورہ، گوجرانوالہ اور لائلپور کیلئے باعزت سفر کریں۔

المشتہر

چوہدری محمد نواز مینیجنگ ڈائرکٹر

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور

انجمن احمدیہ کے نئے دفاتر کا افتتاح فرمایا۔

۱۹۵۴ء

— فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں جماعت احمدیہ کی بطور فریق شرکت اور ملک کے اخبارات کے ذریعہ سے وسیع تبلیغ

— سیرالیون سے اسلامی اخبار "افریقن کریسنٹ" کا اجراء۔

— ہالینڈ مشن کی طرف سے جریدہ "الاسلام" کا اجراء۔

— بنڈونگ انڈونیشیا میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں شریک ہونے والے ۲۹ وزرائے اعظم کو اسلامی لٹریچر کی پیشکش

— مسجد احمدیہ سالٹ پانڈ کا افتتاح گھانا کے وزیر اعظم نکرومانے کیا

— حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر مسجد مبارک میں شدید قاتلانہ حملہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حفاظت اور معجزانہ شفایابی

— قرآن کریم کے ڈچ ترجمہ کی اشاعت۔

— ضیاء الاسلام پریس کا ربوہ میں قیام

— تعلیم الاسلام کالج لاہور سے ربوہ منتقل ہوا۔ حضور نے نئی عمارت کا افتتاح فرمایا۔

— سیلاب زدگان کی امداد۔ حضور نے بنفسِ نفیس لاہور کے متاثرہ علاقوں کا دورہ فرما کر خدام اور جماعت کے کارکنوں کو ہدایات دیں۔

— اخبار الفضل ربوہ سے شائع ہونا شروع ہوا۔

— جاپان میں منعقد ہونے والی مذاہب عالم کانفرنس میں جماعت احمدیہ کے مبلغ نے اسلام کی نمائندگی کی

— ہالینڈ کے وزیر اعظم، وزیر تعلیم، جرمنی کے صدر، انڈونیشیا کے صدر، پاکستان کے گورنر جنرل اور دیگر شخصیات کو جرمن ترجمہ قرآن مجید کی پیشکش

۱۹۵۵ء

— حضرت خلیفۃ المسیح نے دوسری مرتبہ یورپ کا سفر اختیار فرمایا۔ حضور کی صدارت میں لنڈن میں مبلغین یورپ کی کانفرنس، تبلیغ اسلام کے متعلق اہم فیصلے۔ متعدد یورپین اصحاب نے حضور کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔

— مسجد ہالینڈ کی بنیاد، تعمیر اور افتتاح

— کالی منتن مشن (انڈونیشیا) کا قیام

— حضرت اماں جیؓ (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) کا انتقال پُر ملال

— سیلاب زدگان کی امداد (صدر انجمن احمدیہ نے بھی پندرہ ہزار روپیہ ریلیف فنڈ میں دیا۔

— ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج کی پہلی کانووکیشن۔ وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کی آمد

۱۹۵۶ء

— برما میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ سے مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر

— لائبیریا اور فلپائن میں تبلیغی مراکز کا قیام

— سپین میں تبلیغ اسلام پر حکومت سپین کی پابندی کے خلاف اکناف عالم میں پھیلی ہوئی احمدی جماعتوں کی

طرف سے شدید احتجاج اور روسی ظالمانہ حکم کی واپسی

— دفتر انصار اللہ مرکزیہ اور فضل عمر ہسپتال کا سنگِ بنیاد حضور نے نصب فرمایا

— حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب دردؓ اور صاحبزادہ میاں عبد السلام صاحب عمر کا انتقال۔

— فتنہ منافقین کا سدِّ باب۔ افرادِ جماعت کی طرف سے خلافت سے وابستگی کے عہد کی تجدید

۱۹۵۷ء

— سیلون کے طلباء کے وفد کی ربوہ میں آمد

— سفیر انڈونیشیا متعینہ پاکستان کا دورہ ربوہ

— مسجد احمدیہ دار السلام (افریقہ) کا افتتاح

— مسجد ہمبرگ جرمنی کا افتتاح

— "تفسیرِ صغیر" کی اشاعت

— ادارۃ المصنفین کا ربوہ میں قیام

— مشرقی افریقہ مشن کی طرف سے ایسٹ افریقن ٹائمز کا اجراء

— جرمنی کے چانسلر۔ ٹریجز آف گریٹ ۔ لائبیریا کے وزیر دفاع اور شام کے صدر کو ترجمہ قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش

— سکنڈے نیویا میں مشن کا قیام

— انتخابِ خلافت کے متعلق ایک ضروری ریزولیوشن کی منظوری

— حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کا انتقالِ پُر ملال۔

۱۹۵۸ء

— سیرالیون میں مختلف مقامات پر تین مساجد کی تعمیر

— یوگنڈا میں مشن ہاؤس اور مسجد کی تعمیر

— حضور کی طرف سے تحریک وقفِ جدید کا آغاز

— سیرالیون میں "نذیر احمدیہ پرنٹنگ پریس" کا اجرا

— رومن کیتھولک فرقے کے نئے پوپ جان کو تبلیغِ اسلام

— سعودی عربیہ کے شہزادہ فہد الفیصل اور ہالینڈ کی ولی عہد شہزادی (BEATRIX) کو ترجمہ قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ۔

ربوہ میں مشہور روسی سائنسدان (DR. LEONID SEDOV) برطانوی سائنسدان (DR. BENNETH) اور اطالوی پروفیسر بارطولیتی کی آمد

— فضل عمر ہسپتال کا افتتاح

— حضرت سیدہ اُمِّ ناصر احمد صاحبہ اور جماعت کے مشہور مناظر ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم کا انتقال

۱۹۵۹ء

— سورابایا جری بون (انڈونیشیا) فرانکفورٹ (جرمنی) اور سیرالیون میں عظیم الشان مساجد کی تعمیر

— جنجہ (مشرقی افریقہ) میں مسجد احمدیہ اور مشن ہاؤس کی تعمیر

— قرآن مجید کے جرمن ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت

— جامعہ احمدیہ سے عربی جریدہ "البشریٰ" کا اجراء

— سکنڈے نیویا مشن سے ایک تبلیغی جریدہ کا اجرا

— انڈونیشین زبان میں ترجمہ قرآن کی تکمیل

— فضل عمر ہسپتال کی یادگاری مسجد کی تعمیر

— نائیجیریا کے گورنر جنرل سر جیمز رابرٹس، بھارتی لیڈر راجاریہ ونوبھاوے اور تبت کے مذہبی جلاوطن راہنما دلائی لامہ کو تبلیغ اسلام۔ ترجمہ قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش

— ربوہ میں مشہور مصری صحافی السید محمد عودہ کی آمد

— افریقہ کے نو آزاد ممالک کے سربراہ مملکت کو اسلامی لٹریچر کا تحفہ

۱۹۶۰ء

— نگران بورڈ کا قیام (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اس کے صدر مقرر ہوئے)

— فینٹی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا آغاز

— برٹش گی آنا میں اصلاحی مشن کا آغاز

— پندرہ روزہ مسلم "ٹارچ لائٹ" کا برٹش گی آنا سے اجرا۔

— اکرہ (گھانا) میں مشن ہاؤس کی نئی عمارت کی تعمیر

— مسجد احمدیہ ATUM اور مسجد احمدیہ WA (افریقہ) کا افتتاح

— رنگون میں مشن ہاؤس اور مسجد کی تعمیر

— جامعہ نصرت ربوہ میں ڈگری کلاسز کا اجرا۔

— صدر ایوب خان، ڈاگ ہیمرشولڈ سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ، شاہ حسین (والئی اردن) آسٹریا کے صدر ایڈلف شیرف، کانگو کے وزیر اعظم پیٹرک لومبا اور دیگر اہم شخصیات کو قرآن مجید کا تحفہ۔

— چیف جسٹس ایم۔ آر کیانی۔ سردار دیوان سنگھ مفتون (ایڈیٹر ریاست) کی ربوہ میں آمد اور جلسوں سے خطاب۔

۱۹۶۱ء

— آئیوری کوسٹ میں اسلامی مشن کا اجرا

— ماریشس مشن کی طرف سے پندرہ روزہ فرانسیسی جریدہ LA MASSAGE کا اجرا۔

— سیرالیون کے قبیلہ کرانکو کے ۱۳۰۰ افراد نے ایک ہی دن میں احمدیت قبول کی۔

— گولڈ کوسٹ میں احمدیہ مشن نے حکومت سے تعلیمی اداروں میں مسلمان بچوں کو مسیحیت کی تعلیم نہ دینے کے احکام جاری کروائے

— ڈینش ترجمہ قرآن کریم کے حصہ اول کی اشاعت

کیکمبا اور لوگنڈا زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی تکمیل۔

— شہنشاہ حبشہ۔ صدر لائبیریا۔ صدر صومالیہ۔ صدر برطانیہ کی خدمت میں ترجمہ قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ

— جامعہ احمدیہ کی نئی عمارت کا افتتاح

— گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں تعلیم الاسلام کالج کا اجرا

— حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کا انتقال پر ملال۔

۱۹۶۲ء

ایور گرین ٹرانسپورٹ

کمپنی لمیٹڈ لائلپور

کی

نئی اور آرام دہ بسوں میں مندرجہ ذیل راستوں پر سفر کیجئے۔

لائلپور سے جھنگ

لائلپور سے جوہر آباد

لائلپور سے کوٹ مومن براستہ سرگودھا۔ بھلوال۔

لائلپور سے چشتیاں منڈی

پابندئ وقت ــــ خدمتگار عملہ

بیوپاریوں کے لئے خاص سہولتیں بھی کمپنی فراہم کرتی ہے

المشتہر

مینجنگ ڈائرکٹر ایورگرین ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لائلپور

— درستہ ناظمکیشن کا قیام

— تاجی ساکین کے لئے اقامۃ النصرت کا قیام

— نائیجیریا میں مسلمان طلباء کی دینی تربیت کے لئے ریذیڈینس ٹریننگ سنٹر کا اجرا۔

— ماریشس میں فضل عمر سیکنڈری کالج کا اجراء۔

— جرمن مستشرق KURTFRISHLER کی دل آزار کتاب عائشہ کے خلاف سیرالیون مشن کی طرف سے بھرپور احتجاج (حکومت کی طرف سے کتاب کی اشاعت پر پابندی)

— ربوہ میں نئی کلاس ریلوے سٹیشن کی تکمیل

— ربوہ ریلوے سٹیشن پر صدر ایوب کا استقبال

— جماعتی تاریخی میوزیم کمیٹی کا قیام

— مسجد محمود زیورک کا سنگ بنیاد از دست مبارک حضرت سیدہ ام الحفیظ بیگم صاحبہ۔

— مسجد نور راولپنڈی کی تکمیل۔ مسجد احمدیہ کلکتہ کی تعمیر کا آغاز۔

— مشرقی پاکستان میں مجالس خدام الاحمدیہ کا پہلا سالانہ اجتماع۔

— تعلیم الاسلام کالج میں ایم۔ اے عربی کا اجرا۔

— نصرت گرلز سکول کی نئی عمارت کی تعمیر

— خدام الاحمدیہ کے مرکزی ہال کا سنگ بنیاد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے رکھا۔

— ربوہ میں آل پاکستان فضل عمر بیڈمنٹن ٹورنامنٹ کا آغاز۔

— تھائی لینڈ کے بادشاہ اور ملکہ الزبتھ کو تبلیغ اسلام اور ترجمہ قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش۔

— حضرت شیخ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب اور حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب نے انتقال فرمایا۔

۱۹۶۳ء

— دفتر وقف جدید کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد اور تعمیر

— سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب کی ضبطی کے خلاف شدید احتجاج

— کتاب کی بحالی اور وسیع اشاعت۔

— صدر مملکت کے ریلیف فنڈ میں صدر انجمن احمدیہ کا پچیس ہزار کا عطیہ

— ہسپانوی زبان میں ترجمہ قرآن کریم کی اشاعت

— بہشتی مقبرہ قادیان کی چاردیواری۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے بشیر ہال اور تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں کے ہوسٹل کی تکمیل

— سیرالیون میں اسلامک ریویو کا اجرا۔

— ڈی ڈیوک آف ایڈنبرا۔ شاہ کمبوڈیا کو تبلیغ اسلام اسلامی لٹریچر اور قرآن مجید کی پیشکش

— محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے اور وہاں اسلامی اقدار کی تبلیغ کا آغاز کیا

— وزیر تعلیم مغربی پاکستان کی ربوہ میں آمد

— کراچی میں تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کا اجراء

— حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحبہ اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب کا انتقال پر ملال

۱۹۶۴ء

— جزائر فجی میں مشن ہاؤس کی تعمیر

— قمر الانبیاء فنڈ کا اجراء

— شمالی بورنیو میں سربرآوردہ اصحاب کو تبلیغ اسلام۔ قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش — خلافت ثانیہ کے پہلے پچاس سال پورے ہونے پر اظہار مسرت۔ اکناف عالم میں پھیلے ہوئے احمدیوں کی طرف سے تجدید عہد۔

ہر قسم کا اسلامی اور احمدیہ لٹریچر

اپنے

قومی سرمایہ سے جاری شدہ

الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ

سے

حاصل کریں!

کمپنی کی مطبوعہ فہرست کتب اور نرخنامہ مفت طلب کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مکمل سیٹ (چوبیس جلدوں میں) — مجلد رعایتی پیشگی قیمت ۱۹۰/- روپے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکمل سیٹ (دس جلدوں میں) — مجلد رعایتی پیشگی قیمت ۷۰/- روپے۔

اس کے علاوہ تفسیر کبیر، کتب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ و کتب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی حاصل کریں!

المشتہر مینیجنگ ڈائرکٹر الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ نے

پہلی بار بچوں کا باتصویر دینی نصاب

"کامیابی کی راہیں"

شایع کردیا ہے۔ جس کے متعلق مکرم و محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب صدر نگران بورڈ تحریر فرماتے ہیں:۔

کتاب میں نے پڑھی ہے۔ ماشاء اللہ بہت اچھی ہے۔ خدا تعالیٰ اسے بچوں کے لئے زیادہ سے زیادہ نفع مند بنائے اور آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے۔

۲۔ مکرم و محترم جناب ناظر صاحب تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریر فرماتے ہیں:۔

آپ کا شایع کردہ سلسلہ کتب جو دینی معلومات پر مشتمل ہے بچوں کے لئے نہایت درجہ مفید ہے، انداز بیان بہت پسندیدہ اور بچوں کے لئے دلچسپ ہے۔

۳۔ مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری ایڈیٹر الفرقان ربوہ تحریر فرماتے ہیں:۔

دنیا کا ہر شخص کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتا ہے اور ہمیشہ ان راہوں کی تلاش کرتا ہے جن سے وہ کامیابی کو حاصل کر سکے۔ عزیزم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر مہتمم اطفال الاحمدیہ نے بہت ہی اچھا کیا کہ احمدی بچوں اور بچیوں کیلئے دینی لحاظ سے "کامیابی کی راہیں"، رسالہ جات مرتب کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ یہ رسایل میری نظر سے بھی گذرے ہیں۔ یہ رسایل نہایت مفید اور بابرکت ہیں۔

۴۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ حال نائب ناظر اصلاح و ارشاد تحریر فرماتے ہیں:۔

میں نے اس سیٹ کی چاروں کتابوں کو دیکھا ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت اور اسلامی طرز پر قبولیت کے مطابق ان کی راہنمائی کے سلسلہ میں آپ کی شایع کردہ کتابیں ایک مفید کوشش ہے۔ آپ نے بچوں کی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کے لئے تصاویر سے کتابوں کو مزین کیا ہے اور جملہ ضروری امور کو ہلکے پھلکے انداز میں ایک خاص ترتیب سے وابستہ کیا ہے۔

میرے نزدیک یہ کتب "کامیابی کی راہیں"، ہر احمدی گھرانہ میں ہونی چاہئیں اور والدین کو اپنی نگرانی میں باقاعدگی کے ساتھ بچوں کو یہ کتب پڑھانی چاہئیں۔

ان کتب کے مطالعہ سے بچوں کی دینی معلومات میں جہاں اضافہ ہوگا۔ وہاں ان کی اخلاقی حالت کی بہتری اور اچھے کاموں کے لئے ان کی طبیعت میں جدوجہد کا جذبہ پیدا ہوگا اور قومی تعمیر میں ایک بھاری مدد حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک کام کے لئے جزائے خیر دے اور ان کتب کو جن کا نام "کامیابی کی راہیں" تجویز کیا گیا ہے ہمارے عزیز بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کیلئے "کامیابی کی راہیں" بنائے۔ آمین:

ہر احمدی گھرانے میں ان کتب کا ہونا ضروری ہے

پہلا حصہ (ستارۂ اطفال) 30 نئے پیسے　∴　دوسرا حصہ (ہلالِ اطفال) 50 نئے پیسے

تیسرا حصہ (قمرِ اطفال) 75 نئے پیسے　∴　چوتھا حصہ (بدرِ اطفال) 75 نئے پیسے

چاروں کتب کا مکمل سیٹ: رعایتی قیمت صرف دو روپے میں

گولبازار ربوہ کے دوکانداروں کے علاوہ مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ سے بھی مل سکتا ہے

(جس کا دفتر جلسہ سالانہ کے دنوں میں گولبازار ربوہ میں ہوگا)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بعض

زرّیں کارنامے

(صفحہ ۲۰۷ سے آگے)

سرگرمی سے تعاون کیا۔ بلکہ بسا اوقات اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر بھی مخلوقِ خدا کی خدمت میں مصروف رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ؎

مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

جماعت کی خدمتِ خلق کے اِن کارناموں کا ملک کے سیاسی اور سماجی لیڈروں نیز ملکی پریس نے اعتراف کرتے ہوئے جماعت کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ خدمتِ خلق کی اجتماعی سرگرمی دَورِ خلافتِ ثانیہ کی ایک خاص خصوصیّت ہے جس کی وجہ سے جماعت کی نیک نامی میں بہت اضافہ ہوا۔

حرفِ آخر

دَورِ خلافتِ ثانیہ کے بعض کارناموں کا تذکرہ بظاہر یہاں ختم ہے۔ درحقیقت یہ مضمون ہنوز تشنۂ تکمیل ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت وجود کے زیرِ سایہ جماعت احمدیہ کی ہمہ گیر ترقی کا مکمل تجزیہ کرنے کے لئے ایک عمر چاہیئے۔ یہ شاعرانہ مبالغہ نہیں بلکہ ایسی حقیقت ہے جس کا جھٹلانا ناممکنات میں سے ہے۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ کا وجود باجود ایک ایسے خوشنما ہیرے کی مانند ہے جس کے بے شمار پہلو ہوں اور ہر پہلو سے کئی قسم کی نورانی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر فضا میں تحلیل ہو رہی ہو رہی ہوں۔ محدود وقت میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کے بعض پہلوؤں کی طرف اشارے کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اِس مضمون کو مکمّل نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ہاں اِس پر نظر ڈالنے سے اتنا ضرور محسوس ہوتا ہے کہ:-

- حضور مذہب، سیاسیات، تاریخ، عمرانیات، معاشرتی نفسیات میں ایک ماہرِ علم کی طرح عجیب رنگ کی دسترس رکھتے ہیں اور محیّر العقول قائدانہ صلاحیّتوں کے مالک ہیں۔
- تبلیغی، تنظیمی، تربیتی اور تعلیمی غرض ہر لحاظ سے جماعت احمدیہ اور دیگر مسلمانوں کو ترقی کی شاہراہوں پر گامزن کرنے میں نمایاں کردار ادا کرنے والے مقدس وجود ہیں۔
- فتنوں کے طوفانوں اور حوادث کی آندھیوں میں پیشانی پر بَل لائے بغیر نہایت وقار کے ساتھ پائے استقلال کی ٹھوکر سے مخالفتوں کے مضبوط قلعوں کو پاش پاش کر دیا ہے!
- قومی اور ملّی مسائل میں جہاں اکثر ماہر سیاسیین نے بھی غلط راستہ اختیار کر لیا، وہاں نمودار ہو کر مسلمانوں کو صحیح راہ پر گامزن کرنے کی کوشش

"آپ کی تلاش ہے!"

(۱) کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں۔ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں؟

(۲) کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں۔ اتنا کہ کسی صورت میں جھوٹ نہ بول سکیں۔ آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے۔ آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہارِ نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں؟

(۳) کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں۔ گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں۔ بوجھ اٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں۔ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں۔ سارا سارا دن پھر سکتے ہیں اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں؟

(۴) کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں جس کے معنی ہوتے ہیں:

(الف) ایک جگہ دنوں بیٹھے رہنا۔

(ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا۔

(ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا؟

(۵) کیا آپ سفر کر سکتے ہیں۔ اکیلے اپنا بوجھ اٹھا کر۔ بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مخالفوں میں۔ ناواقفوں اور ناآشناؤں میں۔ دنوں، ہفتوں، مہینوں؟

(۶) کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتے ہیں۔ وہ شکست سے بالا ہوتے ہیں۔ وہ شکست کا نام سننا ہی پسند نہیں کرتے۔ وہ پہاڑوں کے کاٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ دریاؤں کے کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قربانی کے لئے تیار ہو سکتے ہیں؟

(۷) کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں۔ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ سنجیدگی کو قائم رکھیں۔ لوگ آپ کے پیچھے دوڑیں اور کہیں ٹھہر تو جا ہم تمہیں ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اس کی طرف سر جھکا کر کہیں لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں کیونکہ لوگ جھوٹے بولتے ہیں۔ مگر آپ سب سے منوا لیں۔ کیونکہ آپ سچے ہیں؟

(۸) آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو آپ اپنا قصور سمجھتے ہوں۔ آپ

(باقی صفحہ ۲۱۴ پر ملاحظہ ہو)

کی ہے مسلمانوں اور اسلام کے غم اور دُکھ کو اپنا ذاتی غم اور دُکھ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سمجھا ہے، اور جسم اور روح کا ذرہ ذرہ اس راہ میں فدا کر دیا ہے۔!

یہ دیکھ کر اور محسوس کر کے ہمارے قلوب کی گہرائیوں سے یہ آواز اُٹھتی ہے کہ حضور واقعی

- کلمۃ اللہ ہیں۔
- خدا نے آپ کو یقیناً یقیناً اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔
- آپ علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر ہیں۔
- آپ کا مقدس وجود یقیناً اسیروں کا رستگار ہے۔

دل مانتا ہے اور روح کا ذرہ ذرہ گواہی دیتا ہے کہ حضور یقیناً یقیناً ان مقدس و مطہر ہستیوں کے زمرہ میں شامل ہیں جو صدیوں کے انتظار کے بعد خلق اللہ کی بھلائی کے لئے دنیا میں آتی ہیں۔ افسوس بعض لوگ اپنی بدقسمتی سے اس مہرِ منور کو پہچاننے سے محروم ہیں؛ حالانکہ حالت یہ ہے کہ ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجا است

اس ماہ تاباں کی نورانیت کا اعتراف کیا جائے گا اور تاریکیوں کے بادل چھٹ کر رہیں گے اور ؎

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

آپ کی تلاش ہے!

(بقیہ از صفحہ ۲۱۵)

یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں اس نے محنت ہرگز نہیں کی۔ اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ اور اچھا تاجر بننے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

○ مگر آپ ہیں کہاں؟ خدا کے ایک بندہ کو دیر سے آپ کی تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اُس شخص کو اپنے صوبہ میں، اپنے شہر میں، اپنے محلہ میں، اپنے گھر میں، اپنے دل میں، کہ اسلام کا درخت مرجھا رہا ہے۔ اس کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہوگا۔

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی)